آئین سعادت

سلسلہ معارف اسلامی برائے محبین (۳)

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

آئین سعادت

سلسلہ معارف اسلامی برائے محبین (۳)

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد
کشور حسین شاد باد
تو نشان عزم عالی شان
ارض پاکستان
مرکز یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام
قوت اخوت عوام
قوم، ملک، سلطنت
پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزل مراد

پرچم ستارہ و ہلال
رہبر ترقی و کمال
ترجمان ماضی شان حال
جان استقبال
سایہ خدائے ذوالجلال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ معارف اسلامی (۳)

آئینِ سعادت برائے محبین

المہدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

المہدیؑ ادارہ تربیت اسلامی

آئی ایس او پاکستان

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں۔

المهدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی
آئی ایس او پاکستان

سلسلہ معارف اسلامی (۳)

آئینِ سعادت

برائے محبین

سال طبع: ___ جون ۲۰۲۳ء، ذوالحج ۱۴۴۴ھ

طبع: ___ اوّل

تعداد: ___ 1000

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: ___ سید حسنین عارف

ناشر: ___ المہدی (عج) پبلیکیشنز لاہور، پاکستان

برائے رابطہ:

المهدیؑ ادارۂ تربیت اسلامی

۵۔ المصطفیٰ ہاؤس، مسلم ٹاؤن موڑ، وحدت روڈ، لاہور، پاکستان

ای میل: almahdi.isopak@gmail.com

ویب سائٹ: www.imamiatarbiat.com

فیس بک: www.facebook.com/idaratarbiat-isopak

انتساب

یہ مختصر سی کوشش

کربلا کے نونہالوں

اور

پاک سرزمین کے پھول جیسے بچوں کے نام

کہ جنہیں وقت کے یزید نے کھلنے سے پہلے

اپنی دہشتگردی کا نشانہ بنا کر پامال کر دیا۔

خدا ان کو حضرت علی اصغر، قاسم اور عون و محمد علیہم السلام

کے ساتھ محشور فرمائے۔

آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ
الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلىٰ
آبَائِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ
سَاعَةٍ وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا
وَدَلِيلًا وَعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهُ
أَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهُ فِيهَا طَوِيلًا

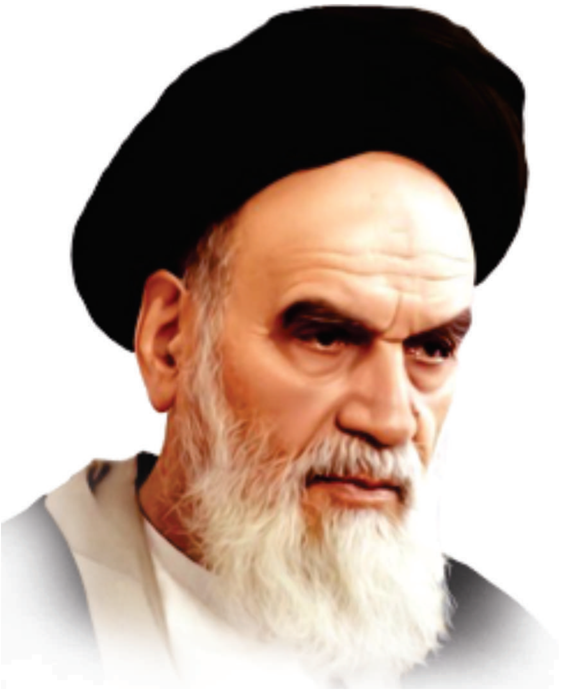

نہایت خوشی اور تروتازگی سے اپنے دروس پڑھیں اور اپنے اخلاق کو سنواریں۔

کوشش کریں کہ اسلام اور اپنے ملک کیلئے مفید بنیں۔

امام خمینیؒ

فہرست

فصل اوّل

- پہلا درس .... تجھے کیسے پہچانوں؟ ۱۴
- دوسرا درس .... ایمان کی پناہ ۲۵

فصل دوّم

- تیسرا درس .... حقیقی دین ۳۷
- چوتھا درس .... الٰہی رہنما ۴۷
- پانچواں درس .... آخری پیغمبر اور آخری پیغام ۵۹
- چھٹا درس .... حقیقتِ منتظَر ۶۹
- ساتواں درس .... زمانۂ غیبت میں رہبری ۷۹

فصل سوّم

- آٹھواں درس .... وضو اور تیمّم ۸۹
- نواں درس .... مبطلاتِ نماز ۹۹

فصل چہارم

- دسواں درس .... ہمدلی اور ہمراہی ۱۰۷

فصل پنجم

- گیارہواں درس .... سب کی ذمہ داریاں ۱۲۱
- بارہواں درس .... انفاق ۱۳۱
- تیرہواں درس .... انقلابِ اسلامی ایران ۱۴۲

مقدمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (سورہ لقمان آیت ۱۷)

ترجمہ: اے میرے بیٹے! نماز قائم کرو اور نیکی کا حکم دو اور بدی سے منع کرو اور جو مصیبت تجھے پیش آئے اس پر صبر کرو، یہ امور یقیناً ہمت طلب ہیں۔

انسان کی تربیت کا آغاز اس کی ولادت ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور بچپن کے دوران اس کے معصوم ذہن پر ابھرنے والے نقوش اور تصورات تاحیات اس کی ہمراہی کرتے ہیں۔ اور اس کی آئندہ زندگی کی راہوں کو معین کرتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

إِنَّمَا قَلْبُ الْحَدَثِ كَالْأَرْضِ الْخَالِيَةِ مَا أُلْقِيَ فِيهَا مِنْ شَيْءٍ قَبِلَتْهُ

بے شک نوجوان کا دل خالی زمین کی مانند ہوتا ہے جو کچھ اس میں بویا جائے وہ اسے قبول کر لیتا ہے۔

اسی بناء پر تمام معاشروں میں بچپن ہی سے بچوں کی تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور اس معاشرے کے مفکرین اپنی دینی، معاشرتی، اجتماعی، سیاسی اور فکری بنیادوں کو مدنظر قرار دیتے ہوئے اپنے لئے خوش بختی اور سعادت کے آئین کو ترتیب دیتے ہیں اور اسی کو مدنظر قرار دیتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے نصاب سازی اور اداروں کی تشکیل کی جاتی ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں بدقسمتی سے اغیار کا تسلط اور غلبہ اس قدر زیادہ ہے کہ ہمارے تربیتی مراکز میں نونہالوں اور بچوں کی تربیت کا نظام غیروں کے متعین کردہ اصولوں اور آئین پر مبنی ہے۔

آئی ایس او پاکستان عرصہ دراز سے تعلیمی اداروں میں تربیتی فقدان کو کم کرنے کے لئے مختلف انداز میں حقیقی اسلامی نظریات کا پرچار کرتی رہی ہے اور پاکستانی نوجوان کو دینی و اسلامی اقدار کا پابندی بنانے کے لئے تگ و دو کرتی رہی ہے ۔آئی ایس او پاکستان کے اداروں نے ہمیشہ اس چیز کا شدت سے احساس کیا کہ اس کے نونہالوں اور نوجوانوں کے لئے سعادت کی راہوں کو متعین کیا جائے اور ایک نصاب ترتیب دیا جائے ۔تاکہ اس نصاب کے ذریعے بچوں کی تربیت کا عمل سکول کی سطح ہی سے شروع کیا جاسکے اور بچوں کو قرآن و اہل بیت علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی میں پروان چڑھایا جاسکے ۔تاکہ وہ ملک وملت کا قیمتی سرمایہ بن کر اسلامی معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کر سکیں ۔

اسی ضرورت کے مدنظر المہدی (عج)ادارہ ٔ تربیت اسلامی آئی ایس او پاکستان نے جمہوری اسلامی کی تعلیم و تربیت کی ساتویں، آٹھویں اور نویں جماعت کے سلیبس کی کتاب (پیام ہای آسمان)کو ترجمہ کر کے آئی ایس او کے امامیہ نوجوانوں کی تربیتی ضروریات کو مدنظر قرار دیتے ہوئے ضروری تبدیلیاں کر کے اس کو محبین سطح کا نصاب بنانے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ یہ کتابیں اپنی تربیتی روشوں اور اسلامی معارف میں محققین اور مصنفین کی سالہا سال محنت اور عرق ریزی کا نچوڑ ہے جنہیں اسلام کے قابل اعتماد منابع سے اخذ کیا گیا ہے ۔

امید ہے کہ آئین سعادت کے نام سے معارف اسلامی کے اس مجموعہ کو پیش کرنے کی ایک ناچیز کوشش اہل علم اور دانش مند حضرات کے لئے مفید قرار پائے گی ۔اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز کوشش کو امام زمانہ (عج) کے صدقے میں قبول فرمائے ۔

(آمین)

المہدیؑ ادارہ تربیت اسلامی

(آئی ایس او پاکستان)

طلابِ عزیز کے نام!

برادر گرامی!

آپ کی زندگی کے چند بہترین سال گزر چکے ہیں اگر آپ ان تمام سالوں پر ایک نظر دوڑائیں، تو یقیناً آپ کہیں گے: کتنی جلدی گذر گئے! اور اب آپ اپنے تحصیل علم پرائمری کے دور کو گزار کر کے اگلے پانچ سالوں میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ دور بھی گذشتہ دور کی طرح بہت تیزی سے گذر جائے گا۔ اور صرف وہی فرد اس زندگی کے سفر میں کامیاب اور سربلند ہو گا کہ جو اپنے لئے سرمایہ اکٹھا کرے اور اپنی تلاش و کوشش اور محنت کے ذریعے اپنی خرابیوں اور خامیوں کو دور کرے اور اپنے علم و دانش میں اضافہ کرے۔

دوست عزیز! آپ اس دور میں بہت اچھے دنوں کا تجربہ کریں گے:

بچپن کے دور سے نکلنا، نوجوانی کے دور میں داخل ہونا، بعض اخلاقی اور عملی رویوں میں تبدیلی، یونیورسٹی کے لئے تیار ہونا، کام اور۔۔۔

اگر آپ ان تمام مراحل کے لئے آگاہی کے ساتھ قدم اٹھائیں تو خداوند تعالی کی مدد سے اس مرحلے کو کامیابی کے ساتھ طے کریں گے اور اس مرحلے کے اختتام پر اطمینان کا اظہار کریں گے اور خوش ہوں گے اور اگر آپ نے سستی اور کاہلی سے کام لیا تو قطعی طور پر اس مرحلے کے اختتام پر احساس پشیمانی اور احساس زیاں کریں گے۔

اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ کون سی راہ کا انتخاب کرتے ہیں؟ اگر آپ نے ارادہ کیا ہے کہ آگاہی کے ساتھ اس دور میں داخل ہوں اور احکامات الٰہی پر عمل کر کے اپنی زندگی کو خیر اور برکت کے ساتھ بھرپور انداز میں گزاریں تو اس کتاب کو پڑھیے اور خوب اچھی طرح پڑھیے۔

خداوند تعالی آپ کے کتنا نزدیک ہے اور کس طرح سے آپ کی حفاظت کرتا ہے؟

کس طرح سے آپ اپنی زندگی کے کاموں میں خداوند تعالی سے مدد حاصل کر سکتے ہیں؟

آپ کی زندگی کا سرانجام کیا ہے اور اس دنیا کے بعد کیا آپ کے انتظار میں ہے؟

آپ کس وقت بالغ ہوں گے اور بلوغ کے بعد آپکی ذمہ داری کیا ہے؟

نماز کے احکام کیا ہیں اور کس طرح سے نماز جماعت اور نماز جمعہ میں شرکت کی جا سکتی ہے؟

علم و دانش کی اہمیت اور اسکا مقام کیا ہے اور کونسی چیز اس کی تکمیل کرتی ہے؟

ایک اچھا یا برا ہم نشین کیسے آپ کی زندگی پر اثر انداز ہو سکتا ہے اور آپ کس طرح سے ایک اچھے دوست کو پہچان سکتے ہیں اور اس کو انتخاب کر سکتے ہیں اور برے دوست سے دوری اختیار کر سکتے ہیں؟

بری اور ناپسندیدہ اخلاقی صفات کونسی ہیں اور کس طرح سے ان سے دوری اختیار کی جا سکتی ہے؟

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس مرحلے کو بھی پچھلے مراحل کی طرح سربلندی کے ساتھ طے کریں گے اور جو کچھ آپ نے سیکھا ہے اس پر عمل کے ذریعے ہر لحظہ اپنے درپیش خوبصورت ہدف سے نزدیک سے نزدیک تر ہو سکیں۔

کوشش کیجئے کہ اپنے دروس کو اچھی طرح سیکھیں، اپنی سیکھی ہوئی چیزوں پر اچھی طرح غور و فکر کریں اور ان کے بارے میں اپنی کلاس کے دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں اور اگر آپ کے ذہن میں کوئی مشورہ یا نکتۂ نظر ہے تو اسے ضرور اپنے استاد/ سینئرز کو بتائیں۔ جان لیجئے کہ خداوند تعالیٰ نے جو طاقت آپ کو عطا کی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہر کام کو انجام دے سکتے ہیں؛ پس خداوند تعالیٰ سے مدد طلب کریں اور تلاش و کوشش کو شروع کریں؛ بڑی بڑی کامیابیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

فصل اول

خداشناسی

آئین سعادت کی کتاب اول اور دوم میں خداوند تعالیٰ کی بعض صفات کے بارے میں بیان کیا گیا۔اس کتاب میں خداشناسی کے دیگر دو اہم موضوعات کے بارے میں ہم بحث کریں گے:

پہلا درس (تجھے کیسے پہچانوں): ہم گذشتہ کتابوں میں خداوند تعالیٰ کی بعض صفات سے آشنا ہوئے ہیں؛ وہ صفات یہ ہیں کہ خدائے مہربان ہماری حفاظت کرنے والے اور ہمارے اعمال پر شاہد ہے۔ مدد کرنے اور مدد پہنچانے والا ہے، عالم ہے اور قادر، غفار ہے اور پردہ پوشی کرنے والا وغیرہ۔ یقیناً آپ میں سے بہت سے لوگ چاہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی مزید صفات سے آشنا ہوں تاکہ اس کو گذشتہ سے بہتر انداز میں پہچان سکیں۔ ہم اس درس میں آپ کو دو اطمینان بخش راستے دکھائیں گے تاکہ ان کے ذریعے خالق ہستی کی مزید صفات سے آشنا ہوسکیں۔ وہ دو راہیں یہ ہیں: (1) خدا کی آسمانی کتاب یعنی قرآن میں غور و فکر (2) کائنات کی خلقت میں غور و فکر۔ یہ دو راہیں ہماری مدد کریں گی تاکہ خداوند تعالیٰ کی بے شمار صفات سے آشنا ہوسکیں (صفات ثبوتیہ) اور جان سکیں کہ بعض صفات اور خصوصیات کہ جو نقص وغیرہ اور ناتوانی پر دلالت کرتی ہیں وہ اس میں نہیں پائی جاتیں (صفات سلبیہ)۔

دوسرا درس (ایمان کی پناہ میں): اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اب تک خداوند تعالیٰ کے بارے میں بہت سے درس پڑھ چکے ہیں، اب ہمیں جاننا چاہیئے کہ ہم نے پورے وجود کے ساتھ جس خدا کو پہچانا ہے، اس پر کس طرح ایمان لے کر آئیں اور اپنے ایمان میں مزید اضافہ کریں۔ اسی طرح ہم سیکھیں گے کہ خداوند تعالیٰ پر ایمان رکھنا ہماری زندگی میں کتنے فوائد رکھتا ہے۔

پہلا درس

تجھے کیسے پہچانوں؟

حمدِ باری تعالیٰ

تری ذات سب سے عظیم ہے تری شان جل جلالہ	تو ہر اک سے بڑھ کے کریم ہے تری شان جل جلالہ
تو قدیر ہے تو بصیر ہے، تو نصیر ہے تو کبیر ہے	تو خبیر ہے تو علیم ہے تری شان جل جلالہ
تو غفور بھی تو شکور بھی، تو ہی نور بھی تو صبور بھی	تو حفیظ ہے تو حلیم ہے تری شان جل جلالہ
تو مقیت بھی تو فرید بھی، تو ممیت بھی تو وحید بھی	نہیں کوئی تیرا سہیم ہے تری شان جل جلالہ
تو حسیب ہے تو رقیب ہے، تو مجیب ہے تو حبیب ہے	تو روف بھی تو رحیم ہے تری شان جل جلالہ
تو شہید بھی تو رشید بھی، تو مجید بھی تو مُعید بھی	تو حمید ہے تو حکیم ہے تری شان جل جلالہ
تو ہے منتقم تو وکیل بھی، تو ہے مقتدر تو کفیل بھی	تو ہی نعمتوں کا قسیم ہے تری شان جل جلالہ
ترے دم سے باغ و بہار ہے، کہ تجھی سے ہر سو نکھار ہے	تو گلوں میں وجہِ شمیم ہے تری شان جل جلالہ
مِلا حمد و نعت کا شوق جو، یہ مُشاہدؔ خطاکار کو	یہ ترا ہی فضل عمیم ہے تری شان جل جلالہ

کلاس سرگرمی

1۔ اس نظم میں جو صفات خدا کی طرف منسوب کی گئی ہیں انہیں بیان کیجئے۔

....

2۔ آپ خدا کی اور کونسی صفات کو جانتے ہیں، کہ جن کا اس نظم میں ذکر نہیں کیا گیا؟

خدا کی صفات کو پہچاننے کی راہیں اور طریقے

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ جو ہمیشہ انسانی ذہن کو مشغول کیئے رکھتا ہے وہ خالق اور پروردگار ہستی کی زیادہ سے زیادہ شناخت حاصل کرنے کا راستہ تلاش کرنا ہے۔انسان ہمیشہ سے اس سوال کے جواب کو تلاش کرنے کی جستجو میں رہا ہے کہ وہ خدا کہ جس نے انسان اور کائنات کو پیدا کیا ہے اور ایک دن اسے اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے، وہ کس طرح کا خدا ہے؟ اس کی خصوصیات کیا ہیں؟ کیا وہ سب چیزوں سے آگاہ ہے اور انکا علم رکھتا ہے؟ وہ کون کونسے سے کاموں کو انجام دینے پر قادر ہے؟ وہ اپنے بندوں کے ساتھ کیسے پیش آتا ہے؟

ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کیلئے، انسان کو ایک ایسے منبع کی ضرورت ہے کہ جو اسے دقیق اور یقینی معلومات فراہم کرے تا کہ ان پر بھروسہ کرتے ہوئے وہ خدا کی صحیح شناخت اور غلطی اور اشتباہ سے پاک معلومات حاصل کر سکے۔

البتہ ہم انسانوں کیلئے اپنی محدود صلاحیتوں اور توانائیوں کی بنیاد پر خداوند تعالیٰ کی کامل شناخت حاصل کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اس کی کوئی حد نہیں ہے، لیکن ہم اپنی توانائی اور ادراک کے مطابق خداوند تعالیٰ کی محدود شناخت حاصل کر سکتے ہیں؛ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا عَرَفناكَ حَقَّ مَعرِفَتِكَ.

''ہم نے تجھے اس طرح سے نہ پہچانا جس طرح سے تجھے پہچاننے کا حق ہے۔''

کتاب آسمانی میں غور و فکر

صفات خدا کی شناخت حاصل کرنے کا ایک بہترین راستہ، اسکے اپنے کلام کی طرف رجوع کرنا ہے۔وہ تشریح کہ جو خدا خود اپنے بارے میں کرتا ہے، وہ بہترین، عمیق اور بے عیب تشریح ہے کہ جو ہمیں اس کی صحیح شناخت حاصل کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔کلام الٰہی کا مطالعہ کرنے سے ہم بہت سی آیات سے روبرو ہوتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک آیت صفات خدا کی بعض خصوصیات کو بیان کرتی ہیں۔قرآن کریم ہمیں سکھاتا ہے کہ:

خدا ہر چیز سے آگاہ ہے۔وہ ان تمام چیزوں سے جو ہمارے دل میں ہوتی ہیں (۱)، جو کچھ ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں (۲)، اور جو کچھ ہم دوسروں کے کانوں میں سرگوشی کرتے ہیں (۳) ان سب سے آگاہ ہے۔وہ حتی دنیا کے کسی کونے میں درخت سے

۱۔ سورہ احزاب، آیہ 51　　۲۔ سورہ غافر، آیہ 19　　۳۔ سورہ توبہ، آیہ 78

گرنے والے پتے سے بھی باخبر ہے(۱)؛ خلاصہ یہ کہ کوئی ظاہر اور مخفی چیز نہیں مگر یہ کہ خدا اس کا علم رکھتا ہے:

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى

''وہ ہر ظاہر اور مخفی چیز کو جانتا ہے۔''(۲)

خدا مہربان ہے اور اس کی مہربانی نے ہر ایک شخص کو اور ہر چیز کو اپنے احاطے میں لیا ہوا ہے۔(۳) وہ اس قدر مہربان ہے کہ اس نے اپنے بندوں پر رحمت نازل کرنے کو اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے(۴) اور اس نے اپنے آپ کو ان کا دوست شمار کیا ہے:

وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ *

''وہ بخشنے والا اور اپنے بندوں کا دوست ہے۔''(۵)

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ سزا دینے والا بھی ہے اور وہ ان لوگوں کو جو حق کی مخالفت کرتے ہیں اور گناہ اور سرکشی سے دوری اختیار نہیں کرتے ان کو اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے اور ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کرتا ہے:

وَمَن يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

''اور جو کوئی بھی خدا کے ساتھ دشمنی کرے جان لے کہ خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔''(۶)

وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ انسان ہیں کہ جو گناہوں اور غلطیوں کے ذریعے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ہلاکت اور مشکلات کے راستے میں ڈال دیتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

''خدا لوگوں پر کسی قسم کا کوئی ظلم نہیں کرتا بلکہ یہ لوگ ہیں کہ جو اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔''(۷)

البتہ، وہ لوگ کہ جو اپنے گناہوں سے پشیمان ہو جائیں اور توبہ کر لیں ان کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے؛ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو بہت بخشنے والے خدا کے نام سے یاد کیا ہے(۸) اور وہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

---

(۱) سورہ انعام، آیہ 59 (۲) سورہ اعلی، آیہ 7 (۳) سورہ اعراف، آیہ 156

(۴) سورہ انعام، آیہ 12 * آیت کو باترجمہ حفظ کریں۔ (۵) سورہ بروج، آیہ 14

(۶) سورہ حشر، آیہ 4 (۷) سورہ یونس، آیہ 44 (۸) سورہ بقرہ، آیہ 160

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ

"بتحقیق خدا توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

وہ اپنے ان احکام اور قوانین کے ذریعے اپنے بندوں کو سختی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ چاہتا ہے کہ ان قوانین کے ذریعے انسانوں کو نجاستوں اور پلیدیوں سے دور کرے (۱) اور ان کو اس دنیا میں خوشبختی اور سعادت سے بھرپور زندگی (۲) اور جہان آخرت میں نعمتوں بھری جنت کی طرف ہدایت کرے (۳)۔ وہ شکر گزار ہے؛ وہ ان خوبیوں کا شکر گزار اور قدردان ہے جو اسکے بندے انجام دیتے ہیں حتی اگر کوئی بھی ان خوبیوں کو نہ دیکھ رہا ہو یا دوسروں کی نگاہ میں وہ بہت چھوٹی اور کم اہمیت ہوں۔ خدا ان تمام نیکیوں کو محفوظ کر لیتا ہے اور بے پناہ اجر کے ذریعے ان اعمال کے انجام دہندہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اسکی قدر دانی کرتا ہے:

كَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا

"خدا شکر گزار اور آگاہ ہے۔"

اور بالآخر یہ کہ جس خدا کی قرآن توضیح اور توصیف بیان کرتا ہے وہ بہترین روزی دینے والا (۴)، بہترین مدد کرنے والا (۵) اور بہترین سرپرستی کرنے والا ہے۔ (۶)

کلاس سرگرمی

سورہ حمد اور سورہ توحید کو پڑھیں اور بتائیں کہ ان سورتوں میں خدا نے اپنے آپ کو کن صفات کے ساتھ بیان کیا ہے۔

---

(۱) سورہ مائدہ، آیہ 6 (۲) سورہ نحل، آیہ 97 (۳) سورہ انفال، آیہ 67

(۴) سورہ جمعہ، آیہ 11 (۵) سورہ آل عمران، آیہ 150 (۶) سورہ انفال، آیہ 40

مزید جانیے

حضرت علی علیہ السلام نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر 91 میں خدا کی صفات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

چیونٹیوں (ا) کے موسم گرما کے مقامات اور دیگر حشرات الارض کی سردیوں کی منزل سے بھی آگاہ ہے۔۔پسر مردہ عورتوں کی درد بھری فریاد اور پیروں کی چاپ بھی سن لیتا ہے ۔وہ سبز پتیوں کے غلافوں کے اندرونی حصوں میں تیار ہونے والے پھلوں کی جگہ کو بھی جانتا ہے اور پہاڑوں کے غاروں اور وادیوں میں جانوروں کی پناہ گاہوں کو بھی پہچانتا ہے۔وہ درختوں کے تنوں اور ان کے چھلکوں میں مچھروں کے چھپنے کی جگہ سے بھی باخبر ہے اور شاخوں میں پتے نکلنے کی منزل اور صلبوں کی گزرگاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہہ بہ تہہ بادلوں سے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے بھی آشنا ہے بلکہ جن ذرات کو آندھیاں اپنے دامن سے اڑا دیتی ہیں اور جن نشانات کو بارشیں اپنے سیلاب سے مٹا دیتی ہیں ان سے بھی باخبر ہے ۔وہ ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سربلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے پرندوں کے نشیمنوں کو بھی جانتا ہے اور گھونسلوں کے اندھیروں میں پرندوں کے نغموں کو بھی پہچانتا ہے ۔جن چیزوں کو صدف نے سمیٹ رکھا ہے انہیں بھی جانتا ہے اور جنہیں دریا کی موجوں نے اپنی گود میں دبا رکھا ہے انہیں بھی پہچانتا ہے۔ جسے رات کی تاریکی نے چھپا لیا ہے اسے بھی پہچانتا ہے اور جس دن کے سورج نے روشنی ڈالی ہے اس سے بھی باخبر ہے جن چیزوں پر یکے بعد دیگرے اندھیری راتوں کے پردے اور روشن دنوں کے آفتاب کی شعاعیں نور بکھیرتی ہیں وہ ان سب سے باخبر ہے نشان قدم، حس وحرکت ،الفاظ کی گونج، ہونٹوں کی جنبش ،سانسوں کی منزل ،ذرات کا وزن، ذی روح کی سسکیوں کی آواز ،اس زمین پر درختوں کے پھل ،گرنے والے پتے نطفوں کی قرارگاہ، منجمد خون کے ٹھکانے ،لوتھڑے یا اس کے بعد بننے والی مخلوق یا پیدا ہوئے بچے سب کو جانتا ہے اور اسے اس علم کے حصول میں کوئی زحمت نہیں ہوتی اور نہ اپنی مخلوقات کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ پیش آئی اور نہ اپنے امور کے نافذ کرنے اور مخلوقات کا انتظام کرنے میں کوئی سستی یا تھکن لاحق ہوئی۔

خدایا! تو ہی بہترین توصیف اور آخر تک سراہے جانے کا اہل ہے تجھ سے آس لگائی جائے تو بہترین آسرا ہے اور امید رکھی جائے تو بہترین مرکز امید ہے۔

دنیا کی مخلوقات میں غور و فکر

خدا کی صفات کو پہچاننے کا ایک اور راستہ دنیا کی مخلوقات میں تفکر کرنا ہے؛ یعنی ہم اس کی نشانیوں اور آثار کے ذریعے کہ جو ساری کائنات کی تمام مخلوقات میں جلوہ افروز ہے اس کی خصوصات تک پہنچیں؛ جس طرح سے ہم کسی تحریر کو دیکھ کر ایک مصنف کے موجود ہونے کا علم حاصل کرنے کے علاوہ اس کے علم کی مقدار، اسکی دانائی اور افکار کی گہرائی سے بھی باخبر ہوتے ہیں۔ دنیا کی مخلوقات میں تفکر اور غور و فکر کر کے بھی ہم ایک بے مثال خالق کے وجود کو سمجھنے کے علاوہ اس کی بعض خصوصیات اور صفات سے بھی آشنائی حاصل کرتے ہیں۔

صرف کافی ہے کہ کائنات میں تفکر کریں، پھر دیکھیں کہ یہ ساری کائنات ایک سیدھے راستے کی مانند ہماری رہنمائی کرے گی۔ اس جہان کی خوبصورتیاں، اس کی خوبصورتی کا ایک جلوہ، اس کی خوبیوں، اس کی رحمتوں اور عظمتوں کو بیان کرنی والی، اور اس کی قدرت اور بزرگی کی جھلک ہیں۔ گویا کائنات کے تمام ذرات اس کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔

البتہ جس قدر ہمارے علم و دانش میں اضافہ ہوتا ہے، ہم گذشتہ سے زیادہ خداوند تعالی کے علم و قدرت کے آثار کو جہان میں پہچان پاتے ہیں اور ان تمام عظمتوں کے مقابلے میں حیرت زدہ ہوتے ہیں۔

دور حاضر کا ایک سائنسدان آئن سٹائن، کائنات میں پائی جانے والی لامتناہی حیران کن اشیاء سے انسان کے روبرو ہونے کے بارے میں کہتا ہے"ہم انسان ایک چھوٹے سے بچے کی مانند ہیں کہ جو ایک بہت بڑی لائبریری میں داخل ہوگیا ہے کہ جس کی تمام دیواریں زمین سے لیکر آسمان تک مختلف زبانوں کی کتابوں سے بھری ہوئی ہیں، بچہ صرف یہ جانتا ہے کہ کوئی ہے کہ جس نے ان کتابوں کو لکھا ہے۔۔۔۔بچہ ان کتابوں میں ایک خاص ترتیب کے نظام کو دیکھتا ہے، ایک اسرار آمیز نظم کہ جس کو وہ درک نہیں کرتا لیکن ایک مبہم سا گمان کرسکتا ہے، میرے خیال میں اس بچے کی حالت، خدا کے مقابلے میں انسانی عقل کی حالت کی مانند ہے۔"(۱)

صفات ثبوتیہ وسلبیہ

یہاں پر ممکن ہے یہ سوال پیش آئے کہ اگر کائنات کی مخلوقات اور موجودات جہان، خدا کی آیات اور نشانیاں ہیں اور ان کے ذریعے سے ان کے خالق کی صفات کو پہچانا جاسکتا ہے تو کیا ہر وہ صفت کہ جس کو ہم مخلوقات میں دیکھتے ہیں اسکو خداوند تعالیٰ کی طرف نسبت دی جاسکتی ہے؟ مثال کے طور پر کیا خداوند تعالی کو صاحب جسم اور زمان ومکان میں محدود تصور کیا جا سکتا ہے؟

تمام خوبیاں اور کمالات جو مخلوقات میں پائی جاتی ہیں وہ انہوں نے اپنے خالق سے حاصل کی ہیں۔لہٰذا وہی ان کمالات اور خوبیاں کو دوسروں کو عطا کرسکتا ہے جو ان کمالات اور خوبیوں کا مالک ہو۔لہٰذا خداوند تعالیٰ تمام خوبیوں اور کمالات کا سرچشمہ ہے۔

لیکن وہ صفات کہ جن کا سرچشمہ موجودات کا مخلوق ہونا اور محدود ہونا ہے، وہ خداوند متعال میں نہیں پائی جاتیں؛ کیونکہ خدا مخلوق اور محدود نہیں ہے۔مثلاً، جہل، ظلم، ضعف اور جسم کا حامل ہونا، سب ایک قسم کا نقص اور کمی ہیں۔پس اس چیز کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ خدا ایک کامل اور بے نقص موجود ہے، ایسی صفات کا حامل نہیں ہوسکتا۔مثال کے طور پر ایسا نہیں ہوسکتا کہ خدا ہماری طرح اگر ایک جگہ پر موجود ہو تو دوسری جگہ سے بے خبر ہو، یعنی خدا جسموں کی طرح ایک خاص جگہ تک محدود نہیں ہے۔

---

(۱) فیزیک دانان غربی ومسئلہ خداباوری، مہدی گلشنی، ص 46و47۔

ان باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ: خدا کے حوالے سے ہم صفات کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے:

1۔ وہ صفات کہ جو کمال کا پہلو رکھتی ہیں؛ مثلاً قدرت، علم، عدالت، رحمت، رازقیت، حیات، مہربانی، بخشش۔ ان صفات کو ہم ''صفات ثبوتیہ'' کہیں گے اور ان کو خدا کی طرف نسبت دیں گے۔ یعنی خدا ان صفات کا حامل ہے۔

2۔ وہ صفات کہ جو نقص کی وجہ سے پائی جاتی ہیں؛ جیسے جہالت، تھکاوٹ، نیند، موت، ماں و باپ کا محتاج ہونا۔ ان صفات کو ہم ''صفات سلبیہ'' کہیں گے۔ یعنی خدا ان صفات سے مبرّا ہے اور یہ صفات اس میں نہیں پائی جاتیں۔

کلاس سرگرمی

صفاتِ ثبوتیہ	صفاتِ سلبیہ
....	....
....	....
....	....

حمد اور تسبیح

آپ درج ذیل ذکر سے باخوبی آشنا ہیں؛ کیونکہ ہر نماز میں کئی بار آپ اس کو دہراتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِین

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَ بِحَمْدِهِ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

کیا آپ جانتے ہیں کہ ان اذکار کا معنی کیا ہے؟

''حمد'' کا معنی ''تعریف'' اور ''تسبیح'' کا معنی ''پاک سمجھنا'' اور ''منزہ سمجھنا'' ہے۔ جب ہم کہتے ہیں ''الحمد للہ'' تو ہم کہنا چاہتے ہیں کہ ''تمام تعریفیں خدا کیلئے ہیں'' اور جب ہم کہتے ہیں ''سبحان اللہ''، تو ہم کہنا چاہتے ہیں ''خدا ہر عیب اور نقص سے منزہ اور پاک ہے''۔ وہ شخص یا چیز قابل تعریف ہے کہ جس میں کمالات اور اچھائیاں پائی جاتی ہوں۔ ہم جانتے ہیں کہ کائنات کی تمام خوبصورتیاں اور اچھائیاں خدا کی طرف سے ہیں۔ پس حقیقی تعریف اور حمد اسی کے لئے ہے۔

جب ہم کہتے ہیں خدایا تو پروردگار جہان ہے، تو رحمان اور رحیم ہے، تو بخشش کرنے والا اور مہربان ہے تو ہم اس وقت اس کی تعریف کر رہے ہوتے ہیں۔ حمد اور ستائش میں ہم ہمیشہ خدا کی ''صفات ثبوتیہ'' کو بیان کرتے ہیں۔ اور تسبیح میں، خدا کو ''صفات سلبیہ'' کے ذریعے پاک اور منزہ بیان کرتے ہیں؛ اور کہتے ہیں: خدایا تو محتاج نہیں ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرا کوئی بیٹا نہیں وغیرہ۔۔۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کی تعریف کیجئے اور ہر ایک کے لئے دو مثالیں ذکر کیجئے۔

2۔ خداوند تعالیٰ کی صفات کی شناخت کے طریقوں کا نام لیجئے اور ہر ایک کے بارے میں مختصر سی توضیح دیجئے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کا کیا معنی ہے؟ اور اس کا صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ سے کیا تعلق ہے؟

ہماری رائے

سورہ حج کی 58 سے لیکر 65 تک اور سورہ شوریٰ کی 25 سے لیکر 30 تک کی آیات کی طرف رجوع کریں اور قرآن مجید کی وہ آیات جن میں خدا کی شناخت کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے ان کو خوبصورت لکھائی میں لکھ کر کلاس میں نصب کریں۔

الٰہی

اے خدا کہ جب بھی کسی بندے نے تیری طرف رخ کیا، تو نے اسے اپنے مقربان میں سے بنا لیا؛

اے وہ خدا کہ جب بھی کوئی بندہ تجھ سے امید باندھے، تو اس کو ناامید نہیں کرتا؛

کیسے تجھے بھلا دوں، جبکہ تو ہمیشہ میری یاد میں ہے؛

کیسے تجھے دل میں سے نکال دوں جبکہ تو ہمیشہ میرے ساتھ ہے؛

خدایا میں نے اپنے ہاتھوں کو تیرے لطف و کرم کی طرف بلند کیا ہے

اور دل کو تیری عنایات سے باندھ رکھا ہے؛

پس مجھے اپنے لئے پاک اور خالص کر دے

اور ہمیں اپنے برگزیدہ بندوں میں سے قرار دے۔(۱)

(۱) ماخوذ از مناجات راجین، امام سجاد علیہ السلام

دوسرا درس

ایمان کی پناہ میں

کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی کام کے فائدے کو جانتے ہیں لیکن اس کو انجام دینے میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ دن میں چند منٹ کی ورزش، سلامتی اور شادابی کا باعث بنتی ہے؛ یا رات کو جلد سونے اور صبح جلد بیدار ہونے سے نشاط اور تازگی حاصل ہوتی ہے، لیکن ہم میں سے بعض لوگ ان کاموں کیلئے منصوبہ بندی نہیں کرتے۔ اور اسی طرح سے ہم بعض کاموں کے نقصان سے آگاہی رکھتے ہیں لیکن اس سے دوری اختیار نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر ہم جانتے ہیں کہ سستی اور فرصتوں کو ضائع کرنے کا نتیجہ سوائے پشیمانی کے کچھ نہیں یا غیر شائستہ کاموں اور اعمال کا اچھا نتیجہ نہیں نکلتا لیکن ہم ان کو ترک کرنے کا مصمم ارادہ نہیں کرتے ہیں۔

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں کیوں ہم لوگ باوجود اس کے کہ جانتے ہیں کہ بعض کاموں کا نتیجہ اور اثرات اچھے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کرتے یا ہم جانتے ہیں کہ بعض کاموں کا نتیجہ ہمارے نقصان میں ہے لیکن ان کو انجام دینے سے دوری اختیار نہیں کرتے ہیں؟

دو جدائی ناپذیر دوست

گذشتہ سبق میں ہم خداوند تعالیٰ کی بعض صفات سے آشنا ہوئے ہیں ۔ ہم نے جان لیا کہ ہستی کا خالق ہمارے تمام اعمال اور افعال سے آگاہ ہے، وہ اپنے بندوں کی بھلائی اور فائدہ چاہتا ہے اور ۔ ۔ ۔ اس کے باوجود ہم بعض افراد کو دیکھتے ہیں کہ وہ باوجود اسکے کہ خدا کو خالق ہستی سمجھتے ہیں، لیکن اس کے احکام پر ذرہ برابر بھی توجہ نہیں کر دیتے؛ یہ لوگ باوجود اسکے کہ خدا کو اپنے تمام ظاہر اور مخفی اعمال سے آگاہ سمجھتے ہیں، لیکن بعض اوقات اس کے حضور میں گناہ کرتے ہیں؛ باوجود اس کے کہ جانتے ہیں کہ قوانین الٰہی انسان کو پلیدی اور نجاست سے نجات دلانے اور اس کی زندگی کو سعادتمندی کی طرف لیکر جانے والے ہیں، لیکن پھر بھی اس سے روگردانی کرتے ہیں ۔

یہ تمام نکات ظاہر کرتے ہیں کہ صرف اپنے خالق اور اس کے فرامین کی شناخت، اسکی اطاعت کا باعث نہیں بنتی، بلکہ یہ شناخت ایک اور حقیقت کی محتاج ہے کہ جسکا نام "ایمان" ہے؛ دوسرے الفاظ میں، علم اور شناخت ایک چراغ کی مانند ہے کہ جو راہ کو دکھاتا ہے، لیکن صرف ایک چراغ کا ہونا راستے پر چلنے کیلئے ضروری انگیزے کو ایجاد نہیں کرتا، بلکہ ایمان نام کی حقیقت انگیزہ دینے اور احکامات الٰہی کو انجام دینے اور عمل کرنے کا باعث اور محرک بنتی ہے ۔

حضرت علی علیہ السلام ایمان اور عمل کے تعلق کے بارے میں فرماتے ہیں:

ایمان اور عمل ایک ساتھ رہنے والے دو بھائی اور دو جدائی ناپذیر دوست ہیں ۔

اگر کسی کے پاس ایمان ہو تو عمل بھی اس کے ہمراہ ہوگا؛ پس اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ وہ دل میں خدا میں پر ایمان رکھتا ہے لیکن ظاہر میں اور اس کے اعمال میں خدا کے ایمان کا اثر دکھائی نہ دے، تو اس کو اپنے ایمان پر شک کرنا چاہیے ۔

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں ہمارے معاشرے میں وہ کونسے سے اعمال پائے جاتے ہیں کہ جو خدا پر ایمان رکھنے کے دعویٰ کے ساتھ مخالفت رکھتے ہیں؟

مزید جانیے

ایک کمرے کو تصور کیجئے کہ جس کی چند کھڑکیاں کھلی ہیں ۔آپ کمرے سے باہر کھڑے ہیں ۔اگر رات کے وقت کہ جب ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہے، ایک بہت بڑا بلب اس کمرے میں روشن کیا جائے، اس کمرے کے باہر سے کیا نظر آئے گا؟

کیا ممکن ہے جبکہ تمام کھڑکیاں بھی کھلی ہیں اور اس نور کے راستے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے، اس روشن کمرے سے کوئی نور کی کرن باہر نہ نکلے؟

آنکھیں، کان، زبان اور ہمارے بدن کے بقیہ اعضا، ہمارے دل کی کھڑکیاں ہیں ۔

اگر ایمان کا حقیقی نور کسی کے دل میں ہو، تو بلا شک وشبہہ یہ نور اس کے دل سے نکل کر اس کی گفتار اور رفتار میں ظاہر ہو گا اور اگر کسی کا دل گناہوں کی وجہ سے سیاہ اور تاریک ہو گیا ہو، تو اس کا اثر بھی اس کی گفتار اور کردار میں ظاہر ہو گا؛

حقیقتِ ایمان

اب یہ اہم سوال پیش آتا ہے کہ ''ایمان'' کیا ہے؟

ایمان، کسی بھی موضوع یا حقیقت پر مکمل دلی اعتماد اور عقیدہ کو کہتے ہیں ۔ایک ایسا عقیدہ کہ جو اس حقیقت کیلئے شوق عمل کو انسان میں ایجاد کرتا ہے اور انسان کو اس سمت میں کھینچتا ہے ۔ایمان کی جگہ دل ہے ۔اگر انسان کا دل کسی چیز پر ایمان لے آئے، تو عمل کیلئے انگیزہ بھی انسان میں ایجاد ہو جاتا ہے؛ لہذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا کی جانب حرکت کریں کہ جس کو ہم خالق ہستی کے عنوان سے جانتے اور اسے تمام اچھی صفات اور خوبیوں کا مالک سمجھتے ہیں، اسکی شناخت کے علاوہ، اپنے دل کو بھی اس کو قبول کرنے کے لئے تیار کریں اور تہہ دل سے اس پر ایمان لے آئیں ۔

لیکن ہمارا دل کیسے خدا کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہوگا اور خدا پر ایمان کو اپنے اندر جگہ دے گا؟

خدا پر ایمان تک پہنچنے اور اسکو مضبوط کرنے کی راہیں

قرآن کریم اور آئمہ معصومین علیہم السلام نے ایمان تک پہنچنے کی راہوں کو ہمارے لئے بیان کیا ہے ۔یہ راہیں، ہمیں خدا کی شناخت کے مرحلے سے حقیقی ایمان کے مرحلے تک پہنچاتی ہیں اور ایمان کی مضبوطی اور محکم ہونے کا باعث بھی بنتی ہیں ۔

1۔کائنات میں خدا کی نشانیوں کے بارے میں تفکر کرنا: جو کچھ جہان میں ہے وہ خدا کی زیبائی،علم، قدرت اور رحمت کی نشانیاں ہیں۔ان نشانیوں کی جانب توجہ یادِخدا کو دلوں میں زندہ کرتی ہے اوراس کے لطف وکرم کو ہمیں یاد دلاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں خدا سے دوستی اور محبت کو ہمارے اندر اضافہ کرتی ہے۔

2۔خدا کی یاد اور ذکر: زندگی کے تمام لمحات میں، صبح سویرے، سارا دن، اور کام یا پڑھائی کے دوران،شب کے آخری حصے میں،خدا کا ذہن میں حاضر رہنا،خدا کے ساتھ ہمارے رابطے اور اس پر ایمان میں تقویت کا باعث بنتا ہے۔پنجگانہ نمازوں کی حکمتوں میں ایک،سارادن خدا کی یاد کو زندہ رکھنا ہے۔اسی طرح سے دن میں قرآن کی تلاوت پر بہت زیادہ تاکید بھی دل میں ایمان کو تقویت کیلئے ہے،یہاں تک کہ قرآنی آیات کو سننے کیلئے توجہ کرنے کو خدا نے ایمان میں اضافے کے عوامل میں سے شمار فرمایا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ	بے شک مومن وہ ہیں
إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ	کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے،ان کے دل کانپنے لگتے ہیں
وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ	اور جب آیات الٰہی ان پر تلاوت کی جاتی ہیں
زَادَتْهُمْ إِيمَانًا(۱)	ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۱) سورہ انفال، آیت 2

مزید جانیے

روزانہ کے کام، مسلسل مصروفیات، شیطانی وسوسے اور نفسانی خواہشات انسان کو یاد خدا سے غافل کر دیتی ہیں۔ پے در پے غفلتوں کو دور کرنے کیلئے، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کی تاکید کی گئی ہے۔ روزانہ قرآن کی آیات کی تلاوت کیلئے ایک شیڈول بزرگان اور رہبران دینی کے اعمال کا حصہ رہا ہے۔ اس طرح سے کہ امام خمینی رحمہ اللہ علیہ پورے دن میں آٹھ اوقات میں قرآن کی قرائت کرتے تھے۔

قرآن کی تلاوت کے علاوہ، نماز پنجگانہ کو ادا کرنا بھی غفلت کی حالت کو یاد خدا اور ذکر خدا میں تبدیل کر دیتا ہے اور گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تک مومن پنجگانہ نمازوں پر ان کے اوقات میں محافظت کرتا ہے، شیطان مسلسل اس سے خوف میں رہتا ہے۔''(۱)

مراجع عالیقدر جن میں سے خصوصا رہبر کبیر انقلاب اسلامی امام خمینی خود اس موضوع کی رعایت کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ اپنی اخلاقی نصیحتوں میں نماز اول وقت کو قائم کرنے پر تاکید کرتے تھے اور فرماتے تھے: پنجگانہ نمازوں کو پانچ اوقات میں ادا کریں۔

3۔ نیکیوں کو انجام دینا اور گناہوں سے دوری اختیار کرنا: جیسا کہ خدا پر ایمان اس کے احکام و دستورات کو اپنے ہمراہ لاتا ہے، ہمیں جان لینا چاہیئے کہ دستورات و احکام پر عمل بھی ایمان میں تقویت کا باعث بنتا ہے؛ یعنی ان دونوں کے درمیان، دوطرفہ رابطہ ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی تقویت کرتا ہے۔ ہر نیک عمل، ہمارے ایمان کو قوی کرتا ہے اور ہر گناہ، گرد و غبار کی طرح دل کے صفحے کو ڈھانپ دیتا ہے اور اپنے اندازے کے مطابق نورِ ایمان کے دل میں پہنچنے کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

---

(۱) عیون اخبار الرضا علیہ السلام، ج2، ص28۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو چیز ایمان کو دل میں پائیدار بناتی ہے وہ گناہوں سے دوری اختیار کرنا ہے۔"(۱)☆

کلاس سرگرمی

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہوس باز افراد کے ساتھ ہم نشینی اور اٹھنا بیٹھنا، ایمان سے دور ہونے کا باعث بنتا ہے۔(۲)

اس حدیث کو مدنظر قرار دیتے ہوئے، بیان کیجئے کہ فاسد افراد کے ساتھ دوستی کیسے ایمان کے دور ہونے کا سبب بنتی ہے؟

مزید جانیے

ہم میں سے بہت سے لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ مومن انسانوں کی نشانیاں کیا ہیں اور ان میں کونسی خصوصیات پائی جاتی ہیں تا کہ ہم اپنے آپ کو ان خصوصیات کے ساتھ موازنہ کر سکیں اور ان خصوصیات اور صفات کے نہ ہونے کی صورت میں ان کو اپنے اندر ایجاد کر سکتیں۔

خداوند تعالی سورہ مومنون کی ابتدائی آیات میں مومن انسانوں کی خصوصیات کو بیان کرتا ہے اور اسطرح فرماتا ہے:

بے شک مومنین کامیاب ہو گئے، وہ کہ جو خدا کے سامنے نماز میں خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں، بیہودہ اور بے فائدہ کاموں سے دوری اختیار کرتے ہیں، اور اپنے مال میں سے زکات ادا کرتے ہیں، اور اپنے دامن کو گناہوں اور بے عفتی کے کاموں سے آلودہ ہونے سے بچاتے ہیں،۔۔۔امانتدار ہیں اور اپنے وعدے کو وفا کرتے ہیں، وہ کہ جو اپنی نمازوں کو اپنے وقت پر انجام دینے کی پابندی کرتے ہیں، یہی جنت کے وارث ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔۔۔۔

---

(۱) خصال، ج1ص9۔ ☆ روایت کو حفظ کریں۔ (۲) نہج البلاغہ، خطبہ 85

ایمان کے آثار

جب ایمان کی کرنیں ہمارے دل میں پھوٹیں گی تو ہم اپنے اندر ایک عجیب تبدیلی کو احساس کریں گے کہ گویا ہم دوبارہ پیدا ہوئے ہیں، قرآن کریم اس دوبارہ پیدائش کے بارے میں اس طرح سے بیان کرتا ہے:

أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ	یا وہ کہ جو مردہ ہو چکا تھا اور (ایمان کے ذریعے) ہم نے اس کو زندہ کیا
وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا	اور اس کے لئے ایک نور قرار دیا
يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ	کہ جس کے ذریعے سے وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے،
كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ	وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جو تاریکی میں ہے
لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا (۱)	اور اس میں سے باہر نہیں نکل سکتا

مومن انسان، اپنی زندگی میں جابجا ایمان کے آثار کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ان میں سے بعض آثار یہ ہیں:

1۔ آرامش وسکون: ایمان کے اہم ترین اثرات میں ایک آرامش روحی کا حاصل ہونا ہے۔ یہ آرامش اور سکون دو وجوہات کی بنا پر ہے: اول: خدا نے انسان کے دل کو اس طرح سے خلق کیا ہے کہ وہ سوائے خدا کی یاد اور نام کے آرام نہیں پاتا۔ جب انسان اس دنیا میں اپنی ہر ایک خواہش کہ جس کی وہ سالہا آرزو کرتا ہے- تک پہنچتا ہے، کچھ عرصے کہ بعد اس سے اکتا جاتا ہے؛ کیونکہ کوئی بھی خواہش دل کی حقیقی طلب اور خواہش جو کہ خدا تک پہنچنا ہے کو نہیں لے سکتی۔ اسی لئے قرآن فرماتا ہے:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (۲) آگاہ رہو کہ دل صرف یاد خدا سے اطمینان پاتے ہیں۔ ☆

دوم: جو شخص خدا پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے آخری ہدف اور مقصد کو دنیا میں نہیں بلکہ خدا کے پاس تلاش کرتا ہے اور اسی لئے وہ دنیا کی مشکلات اور سختیوں میں پریشان اور مضطرب نہیں ہوتا۔ خدا پر توکل کرتے ہوئے اور اس سے دل لگاتے ہوئے وہ ہر قسم کی مایوسی اور اضطراب سے رہائی حاصل کر لیتا ہے اور اس آرامش وسکون کے ساتھ کہ جو خدا کی طرف سے ہدیہ ہے اپنی زندگی گزارتا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ (۳) وہ وہ ہے کہ جو مومنوں کے دلوں میں آرامش وسکون کو نازل کرتا ہے۔

---

(۱) سورہ انعام، آیت 122 (۲) سورہ الرعد، آیت 28 ☆ آیت کو باترجمہ حفظ کریں۔ (۳) سورہ فتح، آیت 4

وہ لوگ کہ جن کے دل و جان میں ابھی تک خدا پر ایمان داخل نہیں ہوا ہے سوائے دنیا اور اسکی نعمتوں کے ان کی اور کوئی خواہش نہیں ہوتی ہے۔ ایسے افراد ہمیشہ اپنی جمع پونجی کے ہاتھ سے چھن جانے کیلئے پریشان رہتے ہیں اور ایسی چیز کی حسرت رکھتے ہیں کہ جو ان کے پاس نہیں، اسی لئے وہ کبھی بھی آرام و سکون نہیں پاتے۔ ایسے افراد زندگی کی سختیوں کے مقابلے میں اپنا سکون کھو بیٹھتے ہیں اور ناامیدی اور اضطراب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

2۔ بیہودگی کے احساس سے رہائی: بیہودگی کا احساس اس وقت ایجاد ہوتا ہے جب کوئی شخص زندگی میں اعلیٰ اور بلند ہدف نہ رکھتا ہو؛ کیونکہ جو چیز انسان کی زندگی کو معنی دیتی ہے اور اس کو بیہودگی اور پوچی سے باہر نکالتی ہے وہ ایک اعلیٰ اور ارزشمند ہدف کا ہونا ہے۔

وہ لوگ کہ جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے وہ مجبور ہیں کہ زندگی کو اسی چند روزہ زندگی میں خلاصہ کریں اور اس کو بے معنی اور بے ہدف سمجھیں۔ یہ لوگ مجبور ہیں کہ اپنے زندگی کے لئے کوئی ہدف تراشیں اور خود کو اس ہدف میں مشغول کریں۔

ان میں سے بعض لوگ مال و دولت اور مقام تک پہنچنے کو اپنی زندگی کا ہدف قرار دیتے ہیں۔ اور دوسرا گروہ دنیا کی زودگذر لذات کو حاصل کرنا اپنا ہدف سمجھتے ہیں اور انہی شہوات میں غرق ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اور گروہ گاڑی، لباس، فیشن وغیرہ کے ذریعے دوسروں پر فخر فروشی کو ہدف قرار دیتے ہیں اور معلوم ہے کہ یہ اہداف بجائے اسکے کہ انسان کو خلقت کے اصلی ہدف اور مقصد تک پہنچائیں اس سے دور کرتے ہیں۔

اب اس گروہ کا دوسرے گروہ کے ساتھ موازنہ کیا جا سکتا ہے کہ جس کی زندگی کا ہدف و مقصد خدا کے عقیدے پر مبنی اور استوار ہے۔ ایسے افراد کا عقیدہ یہ ہے کہ نہ صرف انسان بلکہ کائنات کی ہر چیز ایک خاص ہدف تک پہنچنے کیلئے خلق ہوئی ہے اور انسان کو جو کام انجام دینا ہے وہ یہ ہے کہ خدا کے پیغمبروں کی مدد سے اس ہدف کو تلاش کرے اور اس ہدف تک پہنچنے کیلئے کوشش کرے۔ ایسے افراد کبھی بھی زندگی میں پوچی اور بیہودگی کا احساس نہیں کرتے؛ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا نے ان کو ایک ہدف کے تحت خلق کیا ہے اور اس جہان میں انہیں اپنے حال پر نہیں چھوڑا گیا ہے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا	کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیہودہ اور بے ہدف خلق کیا ہے
وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (۱)	اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے

---

(۱) سورہ مومنون، آیت 115

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ توضیح دیجئے کہ کیوں ہم بعض کاموں کی اچھائی سے واقف ہونے کے باوجود ان کاموں کو انجام نہیں دیتے۔

2۔ ایمان کی تقویت کی دو راہوں کو بیان کیجئے۔

3۔ وہ لوگ کہ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان کا دل پاک ہونا چاہیئے اور انسان کا ظاہر اور عمل کرنا معیار نہیں ہے، انکو آپ کیا جواب دیں گے؟

4۔ ان دلائل میں سے ایک دلیل کہ جس سے ایک مومن انسان آرامش حاصل کرتا ہے کو بیان کیجئے۔

الٰہی

خدایا میں تجھ سے محبت کرتا ہوں

اور چاہتا ہوں کہ تجھ سے زیادہ سے زیادہ محبت کروں

پس مجھے ایسا ایمان عطا فرما کہ جو دن بدن مجھے تیرے نزدیک کر دے

ایسا ایمان کہ جس کا اختتام تیرے ساتھ ملاقات پر ہو

خدایا میرا دل بیقرار ہے

اور میرے افکار بکھرے ہوئے

پس میں اپنی زندگی کی ڈور کو تیرے ہاتھوں میں قرار دیتا ہوں

خدایا اگر تیری یہ پے در پے دستگیری نہ ہوتی

اگر تیری یہ مسلسل دلسوزی نہ ہوتی

تو میں تنہا ترین ہوتا۔

فصل دوم

رہنما شناسی

خداوند حکیم اور مہربان نے زندگی کی راہ میں، ہماری ہدایت کیلئے بے شمار رہنما قرار دیئے ہیں۔اب تک ہم ان میں سے بعض رہنماؤں کی خصوصیات سے آشنا ہو چکے ہیں؛اس کتاب میں کچھ دیگر موضوعات کے ساتھ ان رہنماؤں سے آشنا ہوں گے:

تیسرا درس: (حقیقی دین) بیان کرتا ہے کہ دین انسان کی ہدایت میں کس قدر ارزشمند کردار ادا کرتا ہے۔اور خداوند تعالیٰ نے کس طرح سے تاریخ بشریت میں انبیاء کو ارسال کرنے کے ذریعے سے انسان کو گمراہی اور ہلاکت سے نجات دی ہے۔

چوتھا درس: (الٰہی رہنما) ایسے پیغمبروں کہ جنہوں نے دین الٰہی کی تبلیغ کیلئے مشکل اور سنگین ذمہ داری کو کندھوں پر اٹھایا، کی پہچان کرواتا ہے اور اس الٰہی ذمہ داری کو انجام دینے میں انکی بعض خصوصیات کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسے: خدا کی راہ میں استقامت، باطل اور غلط خرافاتی عقائد کے ساتھ مقابلہ اور احکام الٰہی کے مقابلے میں تسلیم ہونا۔

پانچواں درس: (آخری پیغمبر اور آخری پیغام) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام اور کردار کو خدا کے آخری رسول کے عنوان سے اور قرآن کریم کو آخری آسمانی کتاب کے عنوان سے بیان کرتا ہے۔اس سبق میں ہم سیکھیں گے کہ کس طرح سے ہم آخری کتاب الٰہی سے اپنی زندگی میں بہرہ مند ہو سکتے ہیں۔

چھٹا درس: (مخفی آفتاب) امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے زمانے کی خصوصیات کو بیان کرتا ہے۔اور اسی طرح سے وہ متعدد سوالات کہ جو امام زمانہ، انکے ظہور کی شرائط اور آپ کے ساتھیوں کی خصوصیات کے بارے میں پائے جاتے ہیں کو زیر بحث لاتا ہے اور آخر میں ایک حقیقی منتظر کی شرائط کو بیان کرتا ہے۔

ساتواں درس: (زمانہ غیبت میں رہبری) امام زمانہ علیہ السلام کے زمانہ غیبت کے دوران لوگوں کی ذمہ داری کو بیان کرتا ہے۔اور اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ اس زمانے میں کہ جب لوگ اپنے امام تک دسترسی نہیں رکھتے، تو اپنی مشکلات کے حل کے لئے کس کی طرف رجوع کریں اور کون معاشرے کی مدیریت اور چلانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اس سبق میں زمانہ غیبت میں مسلمانوں کو بیدار کرنے والی شخصیت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

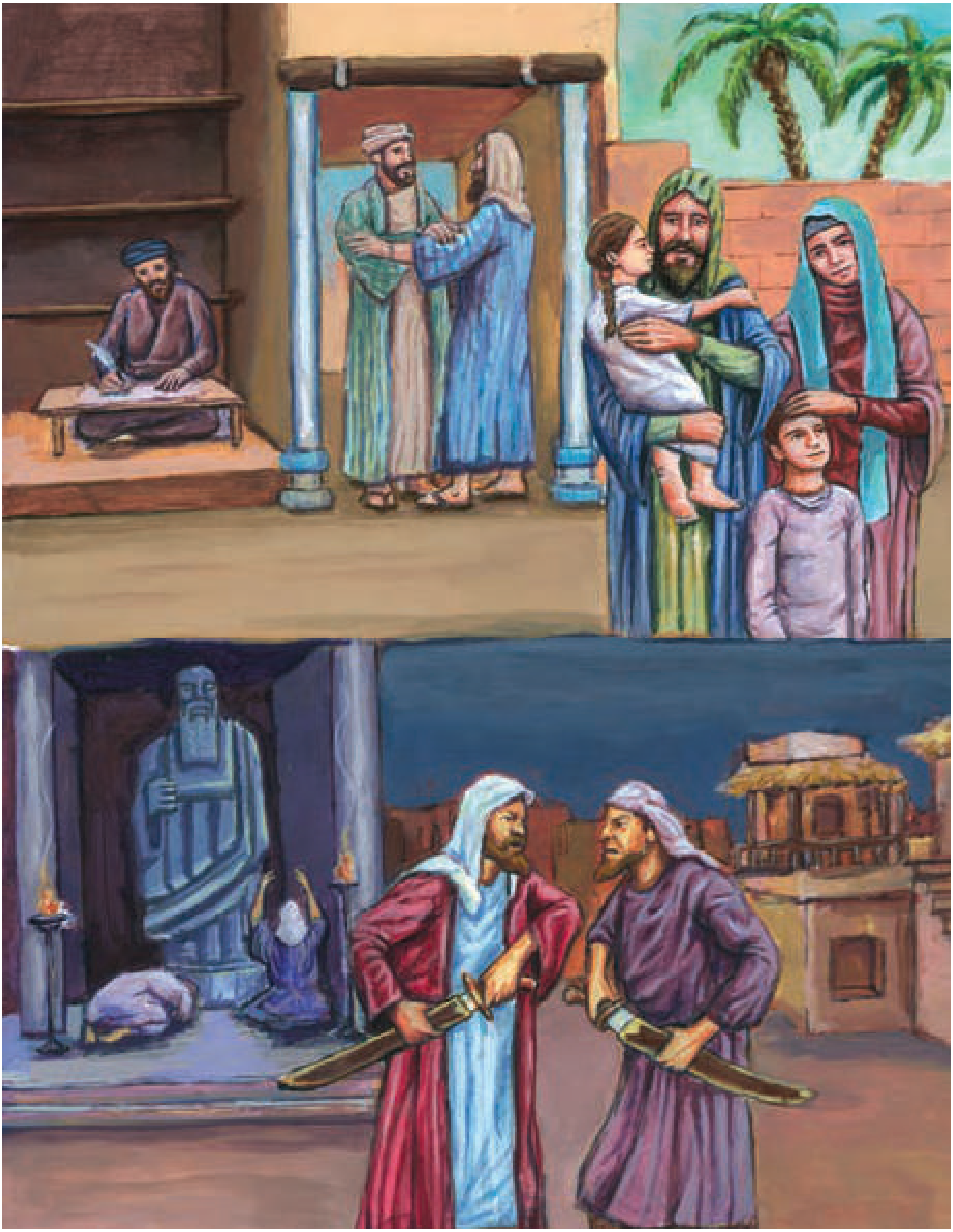

تیسرا درس

حقیقی دین

موازنہ کریں:

- ایک معاشرے کے لوگ ایک زمانے میں
- لکڑی اور پتھر کے بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور اپنی زندگی میں ان کو صاحب قدرت سمجھتے ہیں،
- ان کی غذائیں مردار اور ان کے ساتھی سانپ اور لال بیگ ہیں،
- بیٹی کی ولادت کو توہین سمجھتے ہیں اور بعض اوقات اس کو زندہ دفن بھی کر دیتے ہیں،
- ایک چھوٹے سے بہانے کی وجہ سے ان کے درمیان شدید جنگ اور غارت گری کا بازار گرم ہو جاتا ہے، اور
- وہ جہالت اور نادانی میں مبتلا ہیں اور علم کا ان کی زندگیوں میں کوئی ذرہ برابر بھی اثر دکھائی نہیں دیتا۔
- یہی معاشرہ اور لوگ بیس سال بعد
- صرف خدائے واحد کی عبادت کر اور اس کے فرمان کی اطاعت کرتے ہیں،
- ناپاک غذاؤں کو کھانے سے اجتناب کرتے ہیں،
- زیادہ آباد شہروں اور بیشتر آسائش اور سکون سے زندگی گزارتے ہیں،
- بچیاں اور خواتین، مناسب مقام حاصل کر لیتی ہیں اور اعلیٰ انفرادی اور اجتماعی حقوق سے بہرہ مند ہوتی ہیں،
- اس معاشرے میں علم و دانش مقام اور اہمیت حاصل کر لیتا ہے اور ۔۔۔

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں لوگوں کی زندگی میں اس ساری تبدیلی کا سبب اور وہ بھی صرف بیس سالوں میں، کیا ہے؟

اس دنیامیں تمام انسان سعادت مندی اور کامیابی کی تلاش میں ہیں اور اس تک پہنچنے کی راہوں کو تلاش کرتے ہیں۔ وہ پیاسوں کی طرح پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگتے ہیں؛ بعض اوقات وہ دور ایک خوبصورت چمک کو ایک دریا کی مانند دیکھتے ہیں، اور تیزی سے اس کی طرف لپکتے ہیں، لیکن جب اس کے نزدیک پہنچتے ہیں تو وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا، اس وقت انہیں پتا چلتا ہے کہ وہ ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

سوال یہ ہے کہ کونسا راستا اور کونسی منصوبہ بندی ہے جو سعادت کے پیاسوں کی پیاس کو بجھا سکتی ہے اور ان کو خوشبختی کی راہ میں قرار دے سکتی ہے؟ کیا ہر قسم کا انداز زندگی انسانی معاشرے کی کامیابی اور سعادت کا باعث بن سکتا ہے؟ کیا ہر قسم کی منصوبہ بندی اور پروگرام پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور اس کی بنیاد پر زندگی گزاری جا سکتی ہے؟

سعادت اور خوشبختی تک پہنچنے کیلئے چند ایک نہایت اہم سوالات کے جواب دینا بہت ضروری ہیں کہ جو ہم انسانوں کی زندگی میں ہمیشہ پائے جاتے ہیں، ان میں سے بعض سوالات یہ ہیں:

- ہم انسانوں کی تخلیق کا ہدف کیا ہے؟
- ہم کس قسم کی دنیا میں زندگی کر رہے ہیں؟
- اس دنیا میں ہماری ذمہ داریاں اور مسئولیتیں کیا ہیں؟
- کیا اس زندگی کے علاوہ بھی، ہماری کوئی اور زندگی ہوگی؟
- دوسری دنیا کی خصوصیات کیا ہیں؟ اس دنیا اور اس دنیا کے درمیان کیا رابطہ پایا جاتا ہے؟
- کون ان تمام سوالوں کے دقیق اور قابل اعتماد جواب دے سکتا ہے؟

سبق کے آغاز میں دی گئی مثال میں، وہ لوگ کہ جو ان تمام مشکلات اور کمزوریوں کے شکار تھے، انہوں نے کسی انداز میں ان سوالات کا جواب دیا اور ایک خاص قسم کی زندگی کے انداز کو اپنے لئے انتخاب کر لیا تھا۔ اور بیس سال کے بعد اس طرح تبدیل ہو گئے، انہوں نے ان سوالات کے جدید جوابات حاصل کر لئے۔

کلاس سرگرمی

کیا انسان صرف سائنس یا علم و دانش جو تجربہ پر استوار ہے کی بنیاد پر ان مندرجہ بالا سوالات کے جوابات کو حاصل کر سکتے ہیں؟ کیوں؟

خدا انسان کا خالق اور اس کی تمام توانائیوں، نفسانی حالات، ضرورتوں اور آرزوؤں سے واقف ہے۔ وہ اس آگاہی اور واقفیت کی بنیاد پر تنہا شخصیت ہے کہ جو ان سوالوں اور انسان کی ضرورتوں کے بہترین اور کامل ترین جواب دے سکے۔

اس چیز کو مدنظر قرار دیتے ہوئے کہ انسانوں کے بنیادی سوالات کے بہترین جوابات خالق کائنات کی جانب سے پیش کئے گئے ہیں، لہذا خوشبختی اور سعادت تک پہنچنے کیلئے ایک سے زیادہ کوئی راستہ نہیں اور اس راستے پر چل کر ہی انسان دنیا و آخرت کی کامیابی اور سعادت کو حاصل کرسکتا ہے:

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ (۱) آگاہ رہو کہ دین خالص صرف خدا کی جانب سے ہے۔

اس دین کو اس خدا نے کہ جو جہان اور انسان کا خالق ہے اور وہ خدا کہ جو سعادت اور شقاوت کے عوامل سے آگاہ ہے، نے بھیجا ہے۔ پیغمبروں کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ دین الہی یا وہی انسانوں کی مادی اور معنوی زندگی کا پروگرام جو کہ وحی کے ذریعے ان تک پہنچا تھا-لوگوں تک پہنچائیں۔

کلاس سرگرمی

مندرجہ ذیل آیہ کو مدنظر قرار دیتے ہوئے، اگر خداوند تعالی انسانوں کی ہدایت کیلئے پیغمبروں کو نہ بھیجتا، تو کیا مشکل پیش آتی؟

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ	اللہ نے مومنوں پر (اپنی سب سے بڑی) نعمت کو عنایت کیا
إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ	کہ ایک پیغمبر کو انہی میں سے مبعوث کیا
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ	تا کہ اس کی آیتوں کو ان پر تلاوت کرے اور انہیں پاکیزہ بنائے
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ	اور شریعت کے احکام اور حکمت کے حقائق ان کو تعلیم دے؛
وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۲)	اگرچہ اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

دین ایک، پیغمبر متعدد

نوحؑ، ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، لوطؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ، الیاسؑ، ایوبؑ، یونسؑ، صالحؑ، شعیبؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور دیگر تمام پیغمبر ان لوگوں کو ایک دین کی طرف دعوت دیتے تھے۔

---

(۱) سورہ زمر، آیت 3 (۲) سورہ آل عمران، آیت 164

حضرت موسی علیہ السلام اسی چیز کی طرف دعوت دیتے تھے کہ جس کی حضرت نوح علیہ السلام نے دعوت دی تھی اور حضرت عیسی علیہ السلام بھی اسی چیز کی دعوت دیتے تھے کہ جس کی دعوت ان سے پہلے پیغمبران دعوت دیتے تھے۔

تمام پیغمبروں کی رسالت میں دو بنیادی موضوعات مشترک ہیں: پہلا: خدائے واحد کی عبادت کی دعوت (توحید)

دوسرا: اس دنیا کے بعد جہان آخرت اور اس جہان میں انسانوں کو عادلانہ جزا پر ایمان کی دعوت (معاد)

بس انبیاءؑ لوگوں کو دلیل کے ذریعے، معجزات پیش کر کے اور جہان خلقت کے عجائبات میں تفکر کی ترغیب دلا کر، ان دو اصولوں پر ایمان لانے کی دعوت دیتے تھے۔ انسان اپنی خلقت میں اس طرح سے تخلیق ہوئے ہیں کہ وہ خدا کے طالب اور خدا سے محبت کرتے ہیں۔ انبیاءؑ انسانوں کی فطرت کو بیدار کرتے تھے تا کہ وہ خدا کی وحدانیت کو پہچانیں اور اس کی عبادت کریں اور اسکی قدرت اور عظمت کے آثار کو کائنات کے ہر گوشے میں مشاہدہ کریں۔ اس طریقے سے اس قابل ہو جائیں کہ، سب لوگ انسان کی کائنات کے ہدف کو پہچان سکیں اور موت کے بعد والی زندگی (جہان آخرت) سے آگاہ ہو سکیں اور آئندہ مستقبل میں اپنی سعادت یا بدبختی کے بارے میں سوچ سکیں۔

گذشتہ درس میں ہم نے یہ سیکھا کہ ہر کسی کا کردار اور اخلاق اسکی شناخت و معرفت اور ایمان سے پھوٹتا ہے، صحیح معرفت و شناخت اور اس پر ایمان، عمل صالح کا باعث بنتا ہے اور اس سے نیکیوں کی خوبصورت کونپلیں کھلتی ہیں اور غلط شناخت کا نتیجہ، تباہی اور بربادی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اسی لئے تمام انبیاء، شروع میں شناخت کو (جو کہ کردار کی بنیاد ہے) اصلاح کرتے تھے، اس کے بعد احکام اور قوانین الٰہی کو بیان کرتے تھے اور اس طریقے سے خیر اور نیکی کی دعوت دیتے تھے۔ انبیاءؑ، خدا اور روز جزا پر ایمان کو لوگوں کے دل میں مضبوط کرتے تھے، تا کہ لوگ سوائے خدا اور کسی طرف کوشش نہ کریں اور سوائے اسکی اطاعت کے ہرگز کسی دوسرے کاموں کو اپنے کاموں کا حصہ نہ بنائیں۔

انبیاءؑ، انسانوں کی سعادت کو خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان میں جانتے ہیں اور انسانوں سے چاہتے ہیں کہ اپنے اعمال کو خدا کی رضا اور نزدیکی کے راستے میں قرار دیں، خدا کی خاطر اس دنیا کو آباد کرنے کیلئے کوشش کریں، خدا کی خاطر خدمت خلق انجام دیں اور لوگوں کو فائدہ پہنچائیں، خدا کی خاطر ستمکاروں کے ساتھ نبرد آزما ہوں، خدا کیلئے عدل و داد کو پھیلائیں اور محرومین اور مستضعفین کی مدد کریں اور حتی سونے اور کھانے پینے میں بھی نیز اس کی مرضی اور رضایت کو مدنظر قرار دیں اور ہرگز کسی کو سوائے اسکے عبادت نہ کریں اور اسطرح سے وہ سعادت مند اور کامیاب ہو جائیں گے۔

دین کا علم اور دین پر عمل

ممکن ہے بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیش آئے کہ ایک حقیقی دین کے پیروکاروں میں بعض معاشرے ایسے بھی ہیں کہ وہ نہ صرف پیشرفت اور ترقی کی طرف نہیں جا رہے بلکہ مختلف قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے دو چار ہیں؟ اگر دین اس لئے آیا ہے کہ سوالات کے جوابات کے ذریعے سے انسانوں کی بنیادی ضرورتوں کو حل کرے اور ان کو مشکلات اور محدودیتوں سے نجات دے تو کیوں بعض دینی معاشرے ایسی مشکلات میں مبتلا ہیں؟

اس مسئلہ کی پہلی وجہ اور علت، بہت سے لوگوں کا دین کی تعلیمات اور احکام کی نسبت جاہل ہونا ہے۔ وہ لوگ باوجود اس کے کہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ دیندار ہیں لیکن دین کے احکام اور دستورات سے صحیح اور مکمل آگاہی نہیں رکھتے اور بجائے اس کے دینی معارف کا مطالعہ کریں اور انہیں سیکھیں۔ ادھر ادھر کی سنی سنائی باتوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ وہ لوگ نہ یہ جانتے ہیں کہ ان کے دین کے بنیادی اصول کیا ہیں اور وہ کن بنیادوں پر استوار ہیں اور نہ ہی وہ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے احکام اور قوانین کہ جن پر عمل کرنا ضروری ہے سے باخبر ہوتے ہیں۔ ایسے معاشرے شاید بظاہر دینی ہوں لیکن درحقیقت وہ دین کی نجات بخش تعلیمات سے ذرہ برابر فائدہ حاصل نہیں کرتے ہیں۔

دوسری وجہ اور علت، لوگوں کا دین کے احکام اور دستورات پر عمل نہ کرنا ہے۔ بعض لوگ باوجود اس کے کہ دینی احکام سے آگاہی رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کی نجات ان تعلیمات پر عمل کر کے ہی ممکن ہے لیکن عارضی خواہشات سے دل لگانے کی وجہ سے ان پر عمل نہیں کرتے اور دین کے دستورات کے پابند نہیں ہوئے۔

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ دین کے بے مثال اثرات کو اپنی اور معاشرے کی زندگی میں ملاحظہ کریں تو ہمیں دینی تعلیمات کا مطالعہ اور شناخت حاصل کرنا ہوگی اور اس کے بعد دین کے دستورات اور احکام کی اطاعت کرنا ہوگی۔ البتہ اس راہ میں ہمیں یہ کوشش کرنا چاہیے کہ شریعت کے تمام احکام پر عمل کریں، نہ یہ کہ بعض پر عمل کریں اور بعض کو چھوڑ دیں۔

تمام دینی دستورات اور احکام کو ہم اپنے اماموں کی زندگی میں مشاہدہ کر سکتے ہیں:

امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے وہ کہ جو حافظان دین اور اسکے راز دار ہیں، جانتے ہیں کہ میں نے ایک لحظہ بھی خدا اور اس کے رسول کے فرمان سے روگردانی نہیں کی۔

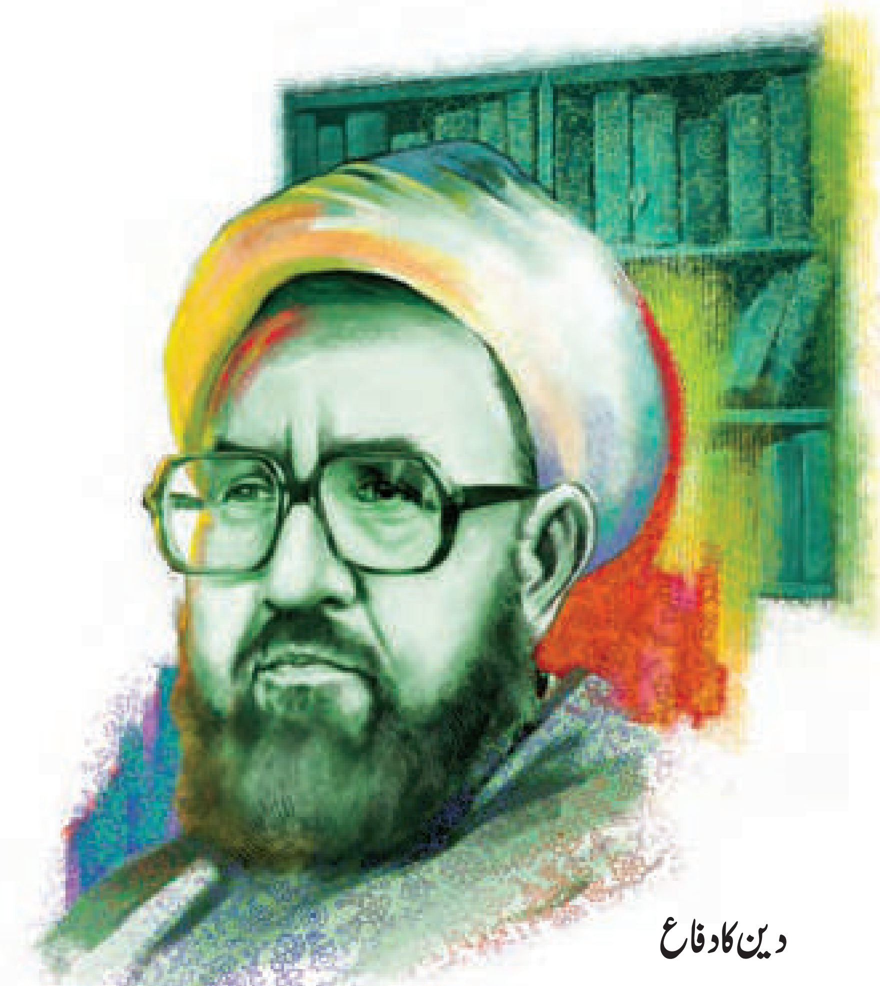

دین کا دفاع

اس کے بعد کہ جب ہم نے دین کو صحیح زندگی کی راہ وروش کے عنوان سے پہچان لیا، تو ضروری ہے کہ اس کی حفاظت کریں۔ دین کی حفاظت، میدان جنگ میں دشمنان اسلام کے مقابلے کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے اور علمی دفاع کی صورت میں بھی۔

پوری تاریخ انسانیت میں ہمیشہ بعض لوگوں کی یہ کوشش رہی کہ وہ دین کو اپنے اصلی راستے سے ہٹا دیں اور اس کو اپنی دنیاوی خواہشات کے مطابق بیان کریں۔ ایک دین دار انسان ہونے کے ناطے ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ حقیقی دین کا دفاع کریں اور اس راستے میں حتیٰ اپنی جان دینے سے بھی گریز نہ کریں۔

انہیں شخصیات میں سے ایک شخصیت جس نے ہمارے دور میں دین پر عمل اور اس کی راہ میں اپنی جان قربان کر دی وہ شہید مرتضیٰ مطہری ہیں۔ استاد شہید مطہری نے اپنی دینی ذمہ داری کی بنیاد پر دینی موضوعات کے بارے میں جو شبہات اٹھائے جاتے تھے ان کے جوابات دیئے اور جو انحرافات دین میں ایجاد ہوتے تھے ان کا مقابلہ کیا۔

شہید مطہریؒ کے زمانے میں ایک ایسا گروہ جو انحرافی عقاید پھیلا رہا تھا ہے گروہ فرقان تھا(ا)۔استاد مطہری، اس گروہ کے فکری اور عقیدتی انحرافات کی طرف متوجہ ہوئے اور مختلف مواقع اور مناسبتوں سے ان کے اشتباہات کو بیان کیا۔انہوں نے بہت سے تقاریر کیں اور بے شمار مطالب لکھے اور ان کے عقائد کا تنقیدی جائزہ لیا۔

اسی وجہ سے گروہ فرقان نے شہید مطہری کو وارننگ دی کہ وہ ان کا مقابلہ کریں گے اور ان کو قتل کی دھمکی بھی دی۔جب استاد مطہری کے دوستوں نے ان کے سامنے اس موضوع کو بیان کیا، تو انہوں نے بڑی شجاعت اور دلیری کے ساتھ کہا:

''اگر طے ہے کہ انسان کو اس دنیا سے جانا ہے تو اس سے بہتر کیا ہوسکتا ہے کہ انسان عقائد کی اصلاح اور اسلام کا دفاع کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو، اور میں اس راہ میں ذرہ برابر بھی شک نہیں رکھتا۔''

اور بالاخر گروہ فرقان نے اس عظیم اور انقلابی عالم کو 1 مئی 1979 کو گولیوں کا نشانہ بناتے ہوئے شہید کردیا۔

اس دن کو ہر سال ''روز معلم'' کے عنوان سے منایا جاتا ہے۔

مزید جانیے

کوئٹہ شہر کے امام بارگاہ کلان میں لوگوں کا جوش وخروش دیکھنے والا تھا۔یہاں سے یوم القدس کا جلوس نکلنے والا تھا کیونکہ یہ ماہ مبارک رمضان کا آخری جمعہ یعنی جمعۃ الوداع تھا۔ساری رات بارگاہ الٰہی میں عبادت میں گزارنے کے بعد یہ طاغوت سے اعلان برأت کا دن تھا۔لوگ امام بارگاہ سے جوک درجوک نکلے۔امریکہ اسرائیل اور اس کے زرخرید ایجنٹوں کے خلاف نعرہ بازی کرتے ہوئے مالی باغ پہنچے۔یہاں پر پولیس اور ایف سی نے باڑ لگا کر رستہ بند کردیا تھا۔آگے جانے سے جلوس کو روک دیا گیا۔انتظامیہ سے پہلے ہی میزان چوک تک جانے کی اجازت مل گئی تھی اب روکنے کا سبب کیا ہوسکتا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لئے لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔کہا گیا خطرہ ہے آگے جانے کی اجازت نہیں مل سکتی۔پرجوش جوانوں کو یہ بات ہضم نہیں ہوئی اور آگے جانے پر اصرار کیا۔ان جذبات کے مقابلے میں سکورٹی اداروں کے پاس تسلیم ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔باڑ ھ ہٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی سکورٹی اہلکار بھی غائب ہوگئے۔حفاظت کے سارے انتظامات ختم ہوگئے اور جلوس تیز رفتاری کے ساتھ میزان چوک پہنچ گیا۔اسٹیج لگ گیا اور قرآن کی تلاوت کے لئے قاری اسٹیج پر پہنچ گیا اسی دوران ایک خودکش بمبار نے لوگوں کے بالکل بیچ میں آ کر اپنے آپ کو زوردار دھماکہ کے ساتھ اڑادیا۔ہر طرف انسانی اعضاء بکھر گئے۔

(ا) اس گروہ نے دیگر شخصیات جیسے شہید مفتح، شہید عراقی اور شہید قرنی کو بھی دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔

آگ کے شعلوں میں گاڑیوں کے ساتھ ساتھ انسان بھی جل گئے۔تھوڑی سی دیر گزر گئی تھی کہ شرکاء جلوس پر فائرنگ کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور زخمیوں اور شہداء کی تعداد بڑھتی گئی۔ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ ہوگئی زخمیوں کو ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال منتقل کیا جانے لگا۔تعداد اتنی زیادہ تھی کہ جگہ کم پڑ گئی۔زخمی زمین پر پڑے پڑے شہداء کے کاروان سے ملتے گئے۔ 73 افراد شہید اور 100 سے زائد افراد زخمی ہو گئے تھے۔کفن کے لیے کپڑا، دفن کے لیے زمین اور میتوں کیلئے تابوت کم پڑ گئے۔قیامت کا منظر تھا جو کوئٹہ شہر پر گزر گیا لیکن کوئٹہ نے پھر قیام کیا کیونکہ مقصد زندہ ہے اور قدس آزاد ہونا ابھی باقی ہے۔یوم القدس کے جلوسوں کی یہ تحریک جو ظالم کے خلاف مظلوم کی حمایت میں اٹھنے والی ایک مضبوط آواز ہے اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے۔

مردہ باد امریکہ ———— مردہ باد اسرائیل

قدس کی آزادی تک ———— جنگ رہے گی، جنگ رہے گی

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ انسان کے تین بنیادی سوالات کو بیان کیجئے۔

2۔ صرف وہ شخصیت جو انسان کو دین پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی کون ہے؟ کیوں؟

3 ۔۔۔۔۔۔۔کی طرف دعوت اور ۔۔۔۔۔۔۔کی طرف دعوت ، دو بنیادی اصول ہیں کہ تمام انبیاءؑ اس کو انجام دینے پر مامور تھے۔

4۔ اکثر ظاہر میں دین دار معاشرے جن کی بنیادوی وجوہات اور عقلوں کی وجہ سے بے شمار چیلنجز اور مشکلات کا شکار ہوتے ہیں ان میں سے دو وجوہات کی وضاحت کریں۔

الٰہی

مناجات

خدایا، تیرا شکر ہے کہ تو نے دین اسلام کی بنیاد رکھی

اور وہ لوگ کہ جو اس میں داخل ہوتے ہیں ان کے لئے اس کے قوانین کو آسان کر دیا۔

تیرا شکر ہے کہ تو نے اس دین کو اس میں پناہ لینے والوں کیلئے

ایک امن کی جگہ اور اس میں داخل ہونے والوں کیلئے مایہ سکون قرار دیا،

وہ دین کہ جو بھی اس پر عمل کرے سکون پاتا ہے اور جس کی انتہا ابدی جنت ہے۔

خدایا، ہمیں توفیق دے کہ جس کو تیرا دین برا کہتا ہے اس کو برا سمجھیں

اور جس کو اس نے بے اہمیت سمجھا ہے اس کو پست اور ناچیز جانیں۔(۱)

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ نمبر 106 سے ماخوذ

بسم الله الرحمن الرحيم
محمد

چوتھا درس

الٰہی رہنما

کوشش کریں اس شعر کو خوبصورت خطاطی میں لکھیں۔

کی محمد سے وفا تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔

اب اس نمونہ خطاطی کو دیکھ کر اس جیسا لکھنے کی کوشش کریں۔

کی محمد سے وفا تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔

اب اپنی لکھائی پر غور کریں۔ وہ لکھائی کہ جس کو آپ نے بغیر کسی نمونہ کے لکھا اور بعد میں جس لکھائی کو آپ نے ایک نمونہ خطاطی کی بنیاد پر لکھا۔ آپ کے خیال میں کونسی لکھائی زیادہ خوبصورت ہے؟ جانتے ہیں کیوں؟

پچھلے درس میں ہم نے سیکھا کہ خدانے انسانوں کی ہدایت کیلئے بہترین دین بھیجا ہے اور دین الہی باصلاحیت انسانوں کے ذریعے پہنچایا گیا ہے کہ جنہیں ''پیغمبر''یا''رسول'' کہا جاتا ہے ۔انبیاءؑ بعض خصوصیات کے حامل تھے کہ جس کی وجہ سے وہ انسانوں میں خدا کے پیغام کو وصول کرنے اور اس کو ابلاغ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے ۔وہ اپنے زمانے کے بہترین انسان تھے ۔اس وجہ سے خدا نے پیغمبروں کو تمام زمانوں کیلئے نمونہ عمل کے طور پر پیش کیا۔لہذا اگر کوئی چاہتا ہے کہ اپنے زمانے کے بہترین انسانوں میں شامل ہو جائے اور اس راستے پر قدم رکھے جس کا خدا نے حکم دیا تو ضروری ہے کہ پیغمبروں کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دے اور ان کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دینے کیلئے ضروری ہے کہ ہم پیغمبروں کی خصوصیات سے آشنا ہوں ۔اس درس میں ہم پیغمبروں کی تین اہم خصوصیات سے آشنائی حاصل کریں گے :

1۔ حکم خدا کے سامنے سر تسلیم خم ہونا

جب کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی فرد کو کوئی انجام دینے کیلئے بھیجے، تو عام طور پر کوشش کرتا ہے کہ ایسے شخص کو انتخاب کرے جو اس کا پوری طرح سے مطیع ہو اور وہ جو حکم اس کو دے وہ اس پر پوری طرح سے عمل کرے ۔اس صورت میں اس کام کے مکمل طور پر اور صحیح طرح سے انجام پانے کا یقین حاصل ہوتا ہے ۔جب عام انسان اپنے روزمرہ کے کاموں میں اس تدبیر کو اختیار کرتا ہے تو یقینا خدائے حکیم بھی انسانوں کی ہدایت کے عظیم کام میں ان لوگوں کو اپنے پیغام بھیجنے والے کے طور پر انتخاب کرتا ہے کہ جو اس کے دستورات کے سامنے مطیع اور تسلیم ہوتے ہیں ۔لہذا تمام پیغمبر مسلمان تھے؛ یعنی خدا کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم ۔پیغمبروں کی اس خصوصیت کو قرآن مجید نے کئی مقامات بیان کیا ہے:

اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی اور چھوٹے سے بچے کو مکہ کی سرزمین پر اس زمانے میں آباد کرے جب اس زمین پر پانی اور آبادی نہ تھی اور زندگی گزارنے کا کوئی امکان بھی نہ تھا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑے اطمینان کے ساتھ خدا کے اس حکم پر عمل کیا۔

خدا نے حضرت موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ فرعون کے پاس جائیں اور اس سے کہیں کہ وہ بنی اسرائیل کو آزاد کرے ۔جبکہ حضرت موسیؑ اپنے اور اپنی قوم کے بارے میں فرعون کے غصے کا علم رکھتے تھے اور ہر قسم کے خطرے کا اپنے بارے میں احتمال رکھتے تھے، انہوں نے اپنی اس ذمہ داری کو ادا کیا اور فرعون کے محل میں داخل ہوئے اور خدا کی عبادت کے علاوہ بنی اسرائیل کی رہائی کو بھی طلب کیا۔

حضرت ایوبؑ کہ جو دیکھ رہے تھے کہ تمام مشکلات اور سختیاں جو ان کی زندگی میں انہیں پیش آ رہی ہیں خدا کی مرضی سے ہیں اور ان کے امتحان کیلئے ہیں، تو انہوں نے ان تمام کے مقابلے میں صبر کیا اور خدا کی مرضی کے سامنے تسلیم ہو گئے۔(۱)

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں، ہم ایک مسلمان کے طور پر اپنی زندگی میں کس طرح سے خدا کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہو سکتے ہیں۔ اس موضوع کے بارے میں اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ گفتگو کریں۔

2۔ خدا کی راہ میں استقامت اور ثابت قدمی

پیغمبروں سے دین خدا کو حاصل کرنے کے بعد لوگوں کے دو گروہ بن جاتے تھے؛ ایک گروہ پیغمبروں کی دعوت کو قبول کر لیتے اور ان کی تعلیمات پر عمل کر کے نہ صرف اپنے آپ کو متعدد مشکلات (کہ جو انسان خود اپنے ہاتھ سے اپنے لئے وجود میں لاتا ہے) سے نجات دلاتے بلکہ ابدی سعادت کو بھی اپنا نصیب بنا لیتے تھے۔ اور دوسرا گروہ دنیا کی عارضی لذتوں اور میں اپنا دل خوش کرتے اور اس تصور کے ساتھ کہ دین کو قبول کرنے سے ان کی دنیا خطرے میں پڑ جائے گی، اپنی ابدی زندگی کو نابود کر دیتے تھے؛ جبکہ وہ اس چیز سے غافل تھے کہ دین الٰہی تو انسان کیلئے دنیا اور آخرت کی کامیابی کا تحفہ لیکر آیا ہے:

مَّن كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا — جو انسان دنیا کا ثواب اور بدلہ چاہتا ہے
فَعِندَ اللَّهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ — (اسے معلوم ہونا چاہئے) کہ خدا کے پاس دنیا اور آخرت دونوں کا اجر و ثواب ہے
وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (۲) — اور خدا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

دوسرا گروہ پیغمبروں کے مقابلے میں سرکشی کرتے اور ان کو جھوٹا کہتے تاکہ لوگ ان کی پیروی نہ کریں اور اگر وہ اپنے اس منصوبے میں کامیاب نہیں ہوتے تھے، تو پیغمبروں کو قتل کر دیتے تھے۔ خدا ان لوگوں کی پیغمبروں کے ساتھ رفتار کو اس طرح سے بیان کرتا ہے:

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ — جب کوئی رسول کوئی پیغام لے کر آتا ہے
بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ — جو تمہاری خواہش کے خلاف ہوتا
اسْتَكْبَرْتُمْ — تو اکڑ جاتے ہو
فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ — اور ایک جماعت کو جھٹلا دیتے ہو
وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ (۳) — اور ایک گروہ کو قتل کر دیتے ہو

---

(۱) سورہ بقرہ، آیہ 87 (۲) سورہ نساء، آیت 134 (۳) سورہ بقرہ، آیہ 87

پیغمبران الہی ان تمام مشکلات کے باوجود ان سب کے مقابلے میں صبر کرتے اور راہ خدا میں استقامت سے کام لیتے ،اور اپنی پوری طاقت اور قدرت کے ساتھ اپنی راہ پر گامزن رہتے اور ایک لحظے کے لئے بھی سستی اختیار نہ کرتے ؛ کیونکہ وہ اپنے راستے پر اور جس کی وہ دعوت دیتے تھے اس پر ایمان رکھتے تھے ۔تمام پیغمبران الہی خدا کی راہ میں استقامت کا نمونہ تھے ۔اس بارے میں قرآن دوبارہ پیغمبروں کی روش اور سیرت کو اس طرح سے بیان کرتا ہے:

حضرت نوح علیہ السلام نے نو سو پچاس سال اپنے زمانے کے لوگوں کو توحید (خدا پرستی) کی دعوت دی لیکن اس عرصے میں بہت تھوڑی سے تعداد نے ایمان قبول کیا۔ انہوں نے کئی بار حضرت نوحؑ کو تکلیفیں پہنچائیں، مذاق اڑایا، قتل کی دھمکیاں دیں اور ۔۔۔حتی کہ خدا نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور ان کو خبر دی کہ ان کی قوم میں سے مزید اور کوئی شخص ایمان نہیں لائے گا۔حضرت نوح علیہ السلام نے خدا کے حکم سے کشتی بنانا شروع کر دی ۔اس عرصے میں کافران کے پاس سے گزرتے اور ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ تم بیابان میں کیوں کشتی بنا رہے ہو؟ کہیں تم دیوانے تو نہیں ہو گئے؟ لیکن چونکہ نوح علیہ السلام خدا پر ایمان رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ وعدہ الہی حق ہے، اس لئے انہوں نے استقامت سے کام لیا اور کشتی بنانے کے کام کو نہ روکا۔(۱)

---

(۱) سورہ ھود، آیہ 39

حضرت ابراہیم نے کئی بار اپنے چچا آزر کو توحید (خدا پرستی) کی دعوت دی اور بتوں کی پرستش کو چھوڑنے کا کہا۔ آزر ہر بار ان کو اپنی باتوں سے تکلیف پہنچاتا اور اپنے سے دور کر دیتا، لیکن آپ نے دعوت دینا نہ چھوڑا (ا)۔ حضرت ابراہیم نے نہ صرف عادی لوگوں، بلکہ نمرود (اپنے زمانے کا طاغوت جس نے خدائی کا دعوی کیا) کو اس کے محل میں بڑی شجاعت کے ساتھ اپنی محکم دلیلوں کیساتھ محکوم کیا اور توحید (خدا پرستی) کی دعوت دی اور اس کی دھمکیوں سے نہ ڈرے اور اس کی طرف سے دی جانے والی تکلیفوں؛ آگ میں ڈالنا، ملک بدر کرنا وغیرہ سے ذرہ برابر بھی شک و تردید کا شکار نہ ہوئے، جس راستے کو انہوں نے اختیار کیا تھا پیچھے نہ ہٹے حتی کہ کچھ لوگ توحید پر ایمان لے آئے۔

(ا) سورہ مریم، آیت 42

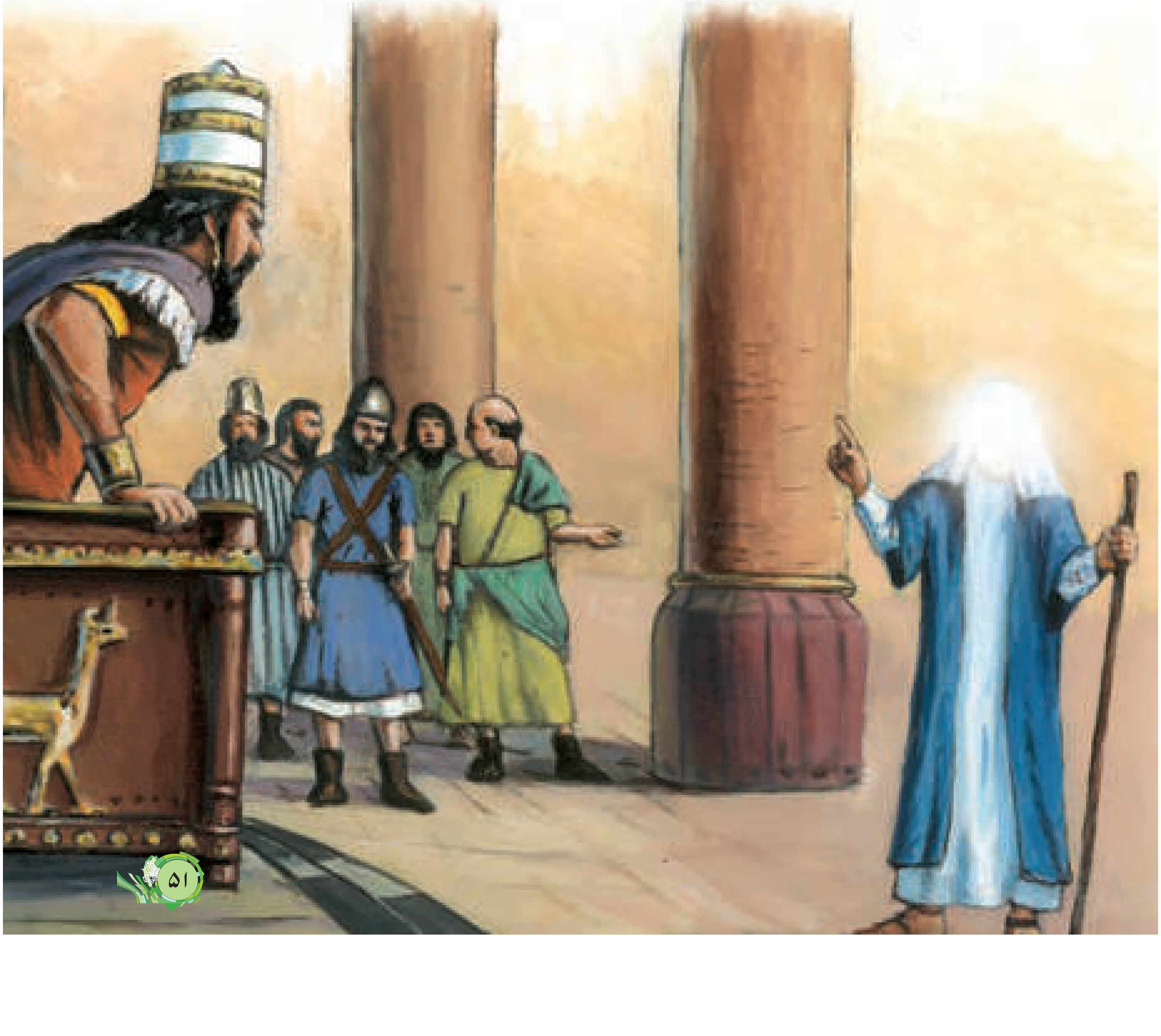

پیغمبروں کی بے پناہ ثابت قدمی، اس چیز کی بنیاد پر تھی کہ انہیں اطمینان تھا کہ استقامت، خدا کے بڑے وعدوں تک پہنچنے کی کنجی ہے؛ جس طرح سے خدا فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ	بیشک جن لوگوں نے یہ کہا کہ: اللہ ہمارا رب ہے
ثُمَّ اسْتَقَامُوا	اور اسی پر قائم (اور ثابت قدم) رہے
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ	ان پر ملائکہ یہ پیغام لے کر نازل ہوتے ہیں
أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا	کہ ڈرو نہیں اور رنجیدہ بھی نہ ہو
وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (ا)	اور اس جنّت سے مسرور ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے

کلاس سرگرمی

مندرجہ ذیل عبارات کونسے خدا کے رسول سے متعلق ہیں؟ ان میں سے ہر ایک کی داستان کو بیان کرنے کے ساتھ، درس کے موضوع کے ساتھ ان کے تعلق کو بھی بیان کریں۔

1۔ شعب ابوطالب:

____

____

2۔ لیلۃ المبیت:

____

____

3۔ جنگ احد:

____

____

(ا) سورہ فصلت، آیت 30

3۔ باطل عقائد کی پیروی نہ کرنا اور ان کا مقابلہ کرنا

اس سے پہلے ہم جان چکے ہیں کہ لوگوں کو توحید (خدا پرستی) کی دعوت تمام پیغمبروں کی اہم ترین ذمہ داری تھی۔ پیغمبروں کے دور کے لوگ، خدا کیلئے شریک قرار دیتے تھے؛ پتھر اور لکڑی کے بتوں، فرشتوں، آسمانی سیاروں اور ستاروں (چاند، سورج وغیرہ) کو خدا کا شریک قرار دیتے تھے۔

لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ان کی دنیا کی بھلائی یا نقصان ان سے وابستہ ہے اور اسی لئے اس کی پرستش کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کے بعض لوگ ستاروں، سورج اور چاند کی پوجا کرتے تھے اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ ان کی زندگی میں اچھا اثر چھوڑتے ہیں اور زندگی میں خیر و برکت کیلئے، ستاروں، سورج اور چاند کے سامنے سجدہ کرنا چاہیے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل نے سونے اور جواہرات سے ایک بچھڑا بنایا اور اس عقیدے کے ساتھ کہ یہ بچھڑا بھلائی اور دولت کا باعث ہے اس کے گرد طواف کرتے تھے۔

پیغمبر اکرم کے زمانے کے لوگ اپنے ہاتھوں سے لکڑی اور پتھر کے بنائے ہوئے بتوں کے سامنے سجدہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہمیں خیر و برکت عطا کرتے ہیں۔ اور وہ اس عقیدہ پر کاربند تھے جبکہ ان کے پاس سوائے اپنے آباء و اجداد کی پیروی کرنے کے اور کوئی دلیل نہ تھی۔

پیغمبران الٰہی نہ صرف یہ کہ خود ان چیزوں پر یقین نہ رکھتے تھے اور ان کو باطل اور خرافات سمجھتے تھے بلکہ خدا کی طرف سے ان کی ذمہ داری تھی کہ جو عقیدہ بھی خدا کی جانب سے نہیں آیا اور خدا کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے اس کا لوگوں کو بتائیں اور اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔

خدا کے رسول محکم دلیلوں کے ذریعے، مشرکین کو تفکر اور سوچ بچار کی دعوت دیتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ خرافات کی پیروی کرنے کی بجائے، اللہ تعالیٰ کے دستورات اور احکام کی اطاعت کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا آزر کو دعوت دیتے ہوئے کہتے ہیں:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ	جب انہوں نے اپنے (پرورش کرنے والے) باپ سے کہا: اے ابا جان!
لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ (۱)	آپ ایسے کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ کچھ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے
وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا	اور نہ آپ کی کوئی مشکل حل کرنے والا ہے۔
يَا أَبَتِ	اے ابا جان!
إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ	میرے پاس وہ علم آچکا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے
فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا (۲)	لہٰذا آپ میری پیروی کریں میں آپ کو سیدھے راستہ کی ہدایت کر دوں گا۔

(۱) سورہ مریم، آیت 42 (۲) سورہ مریم، آیت 43

کلاس سرگرمی

مندرجہ ذیل آیات میں مشرکین کی کن کاموں کی وجہ سے مذمت کی گئی ہے اور ان سے کہا گیا کہ وہ ان کاموں کو ترک کردیں؟

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ	اور یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہیں
مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا	جن کے بارے میں نہ خدا نے کوئی دلیل نازل کی ہے
وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ (۱)	اور نہ خود انہیں کوئی علم ہے۔
فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ	تو اب اس بات میں کیوں بحث کرتے ہو جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں ہے
وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (۲)	بیشک خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔
وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ	اور انہوں نے خدا کیلئے بغیر جانے بوجھے بیٹے اور بیٹیاں بھی بنادی ہیں۔

جب پیغمبران الٰہی اپنی قوم کے باطل اور خرافاتی عقائد کے ساتھ مقابلہ کرتے تھے اور مخالفین انبیاء کی دلیل کو رد کرنے کیلئے قانع کنندہ جواب نہیں دے سکتے تھے تو ایک اور باطل عقیدے کو استعمال کرتے تھے۔ وہ پیغمبروں کو کہتے تھے کہ ہم تمہاری وجہ سے اس مصیبت میں پھنس گئے ہیں! تو پیغمبر بھی ان کے جواب میں کہتے کہ اگر کوئی مصیبت تمہارے اوپر نازل ہورہی ہے تو یہ تمہارے کاموں کا نتیجہ ہے۔(۳)

مثال کے طور جب قوم بنی اسرائیل کو کوئی اچھی چیز نصیب ہوتی تو وہ کہتے کہ یہ تو ہماری اپنی محنتوں کا نتیجہ ہے اور اگر کوئی برا واقعہ پیش آتا تو کہتے کہ حضرت موسیٰ کی وجہ سے ہمیں اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ خدا ان کے جواب میں فرماتا ہے: یہ مصیبتیں جو تمہارے اوپر نازل ہوتی ہیں تمہاری اپنی وجہ سے ہیں اور پیغمبر کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) سورہ حج، آیت 71 (۲) سورہ آل عمران، آیت 66

(۳) سورہ یس، آیات 18-19 (۴) سورہ اعراف، آیت 131

جب حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کو توحید (خدا پرستی) کی دعوت دیتے اور ان کو گناہوں سے دور رہنے کا کہتے تو وہ لوگ جواب میں کہتے: تم اور تمہارے پیروکار ہمیشہ ہمارے لئے مصیبت کا باعث بنتے ہو۔ حضرت صالح جواب میں کہتے: یہ مصیبتیں جو تمہارے سروں پر نازل ہوتی ہیں یہ تمہارے کاموں کی وجہ سے ہیں۔

البتہ باطل اور خرافاتی عقائد پیغمبروں کے زمانوں تک محدود نہیں تھے۔ موجودہ دور میں بھی مختلف ممالک میں بے شمار خرافاتی عقائد پائے جاتے ہیں۔

-13 کا عدد نحس ہے۔

-اگر کالی بلی کسی کا راستہ کاٹ لے تو وہ کسی مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔

-اگر چھینک آئے تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی آپ کو یاد کر رہا ہے۔

-اگر آپ کی آنکھ پھڑکے تو کوئی مصیبت آنے والی ہے۔

-اگر آپ کے پاؤں میں خارش ہو تو آپ کو کوئی سفر در پیش ہے۔

اور اس طرح کی ہزاروں دیگر مثالیں کہ جو مختلف معاشروں میں پائی جاتی ہیں۔

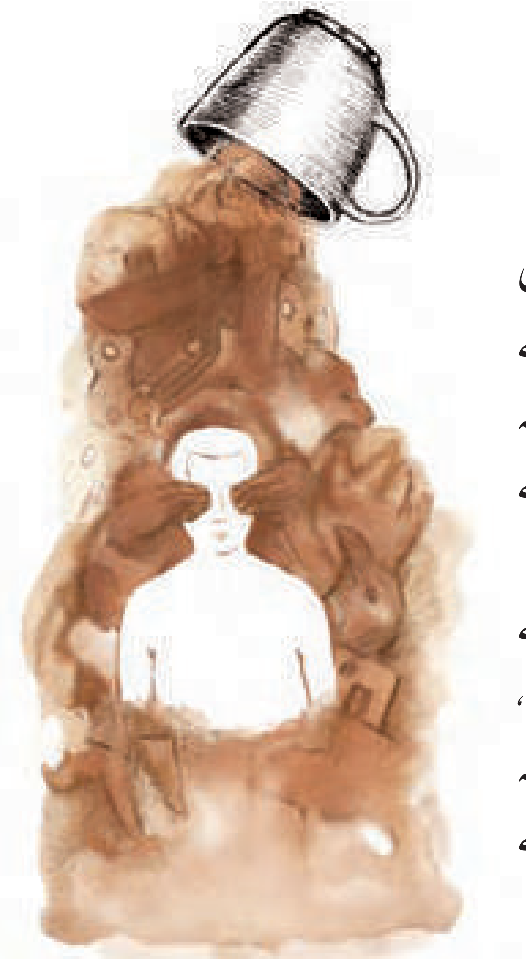

ان باتوں پر اعتقاد رکھنا باعث بنتا ہے کہ بعض لوگ اپنے کاموں کو انجام دینے کیلئے ایسے لوگوں کے پاس جائیں کہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ آئندہ کے بارے میں خبر رکھتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ مستقبل میں ان کیلئے کونسے اچھے یا برے واقعات پیش آنے والے ہیں اور وہ اسکی روک تھام کر سکتے ہیں۔

موجودہ دور میں یہ لوگ مختلف شکلوں میں جیسے طوطے کے ذریعے فال نکالنے والے، ہاتھ کی لکیریں دیکھنے والے، نجومی، کالے جادو والے، تعویذ دھاگے کرنے والے وغیرہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور بہت سے خاندانوں میں پھوٹ ڈالنے اور ان کے مال دولت اور عزت و آبرو کے ضائع ہونے کا باعث بنتے ہیں۔

کلاس سرگرمی

آپ کے علاقے میں جہاں آپ رہتے ہیں کونسی خرافات پائی جاتی ہیں؟ آپ کے خیال میں لوگ کیوں ان چیزوں میں پڑتے ہیں؟

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ پیغمبران الٰہی کے خدا کے احکام و دستورات کے سامنے تسلیم ہونے کی مثالوں میں سے ایک نمونہ بیان کریں۔
2۔ پیغمبران الٰہی، خدا کے دستورات کو انجام دینے کیلئے کیوں بے پناہ استقامت کا مظاہرہ کرتے تھے؟
3۔ پیغمبروں کی تین بنیادی خصوصیات کا نام لکھیں۔

ہماری رائے

جب ہم کسی کو پکارنا چاہتے ہیں تو معمولاً اس کے اس لقب کو استعمال کرتے ہیں جو سب سے بہترین اور اچھا لقب ہوتا ہے۔ اس عبارت کی طرف جو ہم اپنی نماز کے تشہد میں پڑھتے ہیں توجہ کیجئے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

تحقیق کریں کہ کیوں تشہد میں پیغمبر اکرمؐ کو پہلے عبد کے لقب سے اور اس کے بعد رسول کے لقب سے یاد کیا گیا ہے اور کلاس میں اپنی کلاس فیلوز کیلئے اس کو بیان کریں۔

الٰہی

خدایا اپنے پیغمبروں پر درود بھیج

وہ کہ جنہوں نے تیرے دین کیلئے سختیاں اٹھائیں

اور بدمعاشوں اور ظالموں کے ساتھ جنگ کی تاکہ تیرے دین کو زندہ رکھ سکیں

خدایا ہمیں ان کے راستے پر چلنے والا

اور ہماری مدد فرما تاکہ ان کی طرح تیرے حکم کے سامنے سر تسلیم خم رہیں

اور باطل عقائد کی پیروی نہ کریں

خدایا پیغمبروں کو اس سختی کی پاداش میں جو انہوں نے تیرے دین کی راہ میں برداشت کیں؛

جنت میں بہترین مقام عطا فرما۔

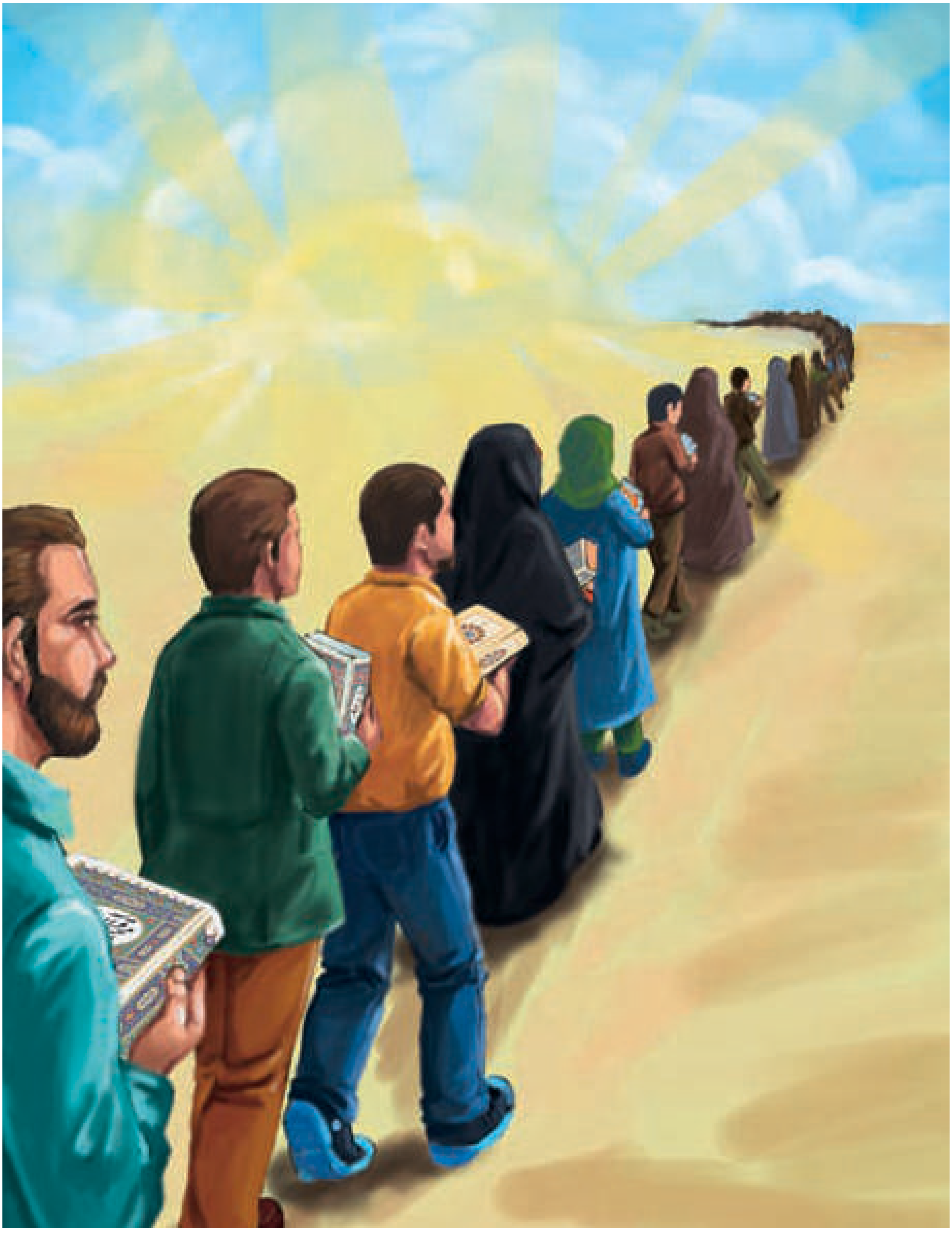

پانچواں درس

آخری پیغمبر اور آخری پیغام

کاروان بشریت

خلقت کی ابتدا سے انسانوں کی زندگی ایک کاروان کی مانند ہے کہ جو ہمیشہ سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور ان کا یہ سفر قیامت تک جاری رہے گا۔ اس کاروان کو دیگر تمام کاروانوں کی طرح ایک رہنما کی ضرورت ہے۔ حضرت آدم، پہلے رہنما تھے اور اس کے بعد بھی بے شمار رہنما بھیجے گئے تا کہ اس کاروان کو کامیابی کی راہ دکھائیں اور گمراہی کے راستے پر چلنے سے ان کو روکیں۔ پیغمبروں کے بھیجنے کا سلسلہ خدا کی جانب سے چلتا رہا، یہاں تک کہ خدا نے اپنے آخری پیغمبر کو بھیجا:

یکی خط است از اول تا بہ آخر   بر او خلق خدا جملہ مسافر

در این رہ انبیا چون ساربان اند   دلیل و رہنمای کاروان اند

و زیشان سید ما گشتہ سالار   ہم او اول ہم او آخر در این کار

بر او ختم آمدہ پایان این راہ   بدو منزل شدہ (ادعوا الی اللہ)

شدہ او پیش و دل ھا جملہ در پی   گرفتہ دست جان ھا دامن وی (۱)

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں خدا نے کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجنے کے ساتھ کاروان بشریت کے لئے رہنما کے بھیجنے کے سلسلے کو ختم کر دیا ہے؟

---

(۱) شبستری، گلشن راز

آخری پیغمبر

یکے بعد دیگرے لوگوں کی ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجے جاتے رہے۔ جو پیغمبر بھی آتا وہ لوگوں کو خدا اور قیامت پر ایمان لانے اور عمل صالح کو انجام دینے کی دعوت دیتا لیکن اس پیغمبر کی رحلت کے بعد، کچھ لوگ جو ہمیشہ اپنی دنیوی خواہشات کی تکمیل کیلئے خدا کے دین میں انحراف ایجاد کرتے تھے لوگوں کو دین الہی سے منحرف کرتے تھے۔ لوگ بھی کیونکہ ان تعلیمات کی اہمیت کو اچھی طرح سے نہیں جانتے تھے اور اس دین کی حفاظت کیلئے ان کے پاس کافی وسائل بھی نہ ہوتے تھے، وہ کچھ عرصے بعد اس پیغمبر کی تعلیمات کو بھلا دیتے یا تبدیل کر دیتے تھے۔ یہ چیز باعث بنتی تھی کہ آئندہ آنے والی نسل حقیقی دین کو حاصل نہ کر سکے اور ترقی و کمال کی راہ تک نہ پہنچ سکے۔ اسی دلیل کی بنیاد پر خدا کچھ عرصے کے بعد ایک اور پیغمبر کو بھیجتا اور سابقہ پیغمبر کے دین میں موجود تحریفات کو اصلاح کرتا اور پھر دوبارہ اس پیغمبر کے ساتھ بھی وہی کام تکرار ہوتا تھا۔

جو پیغمبر بھی آتا وہ صحیح دین کو لوگوں تک پہچانے کے ساتھ ہی ساتھ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کی نشانیوں، وقت اور حتی حضور کی جگہ کے بیان کے ساتھ لوگوں کو حضور کے آنے کا وعدہ دیتا؛ یہودی اور عیسائی (جیسا کہ ان کی کتاب مقدس میں آیا تھا) پیغمبر آخرالزمان کے ظہور کے منتظر تھے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں میں پیغمبر اکرمؐ کی اس قدر نشانیاں موجود تھیں کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بچوں کی طرح بہت اچھی طرح سے پہچانتے تھے۔ (۱)

آخری پیغمبر کے آنے کا انتظار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کے بعد ختم ہو گیا:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں
وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ	لیکن وہ اللہ کے رسول
وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ	اور سلسلہ انبیاء علیہ السّلام کے خاتم ہیں

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم پیغمبران ہیں یعنی ان کے آنے سے انبیاء کے بھیجے جانے کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ان کے بعد خدا نے کسی کو پیغمبر کے عنوان سے نہیں بھیجا اور جو کوئی بھی اس کے بعد یہ دعوی کرے وہ یقینا جھوٹا ہے۔

خدا نے آخری پیغمبر کے ذریعے، تمام پیغمبروں کی راہ (جو کہ زمانے کے ساتھ ساتھ مدھم یا تحریف ہو گئی تھی) کو دوبارہ روشن کر دیا؛ تمام انحرافات جو کہ گذشتہ ادیان میں ایجاد ہو چکے تھے ان کو صحیح کیا اور اپنی صراط مستقیم کو لوگوں کو واضح طور پر دکھا دیا۔ اس طرح سے خدا نے آخری پیغمبر کے ذریعے، کامل ترین دین کو تمام انسانوں کیلئے قیامت تک کیلئے بھیج دیا۔

---

(۱) سورہ بقرہ، آیت 146؛ سورہ انعام، آیت 20

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گذشتہ تمام انبیاء کی مثبت اخلاقی خصوصیات پائی جاتی تھیں ۔آپ خدا کے نزدیک سب سے اعلیٰ ترین معنوی مقام کے حامل تھے ۔اور جو دین آپ لیکر آئے وہ خدا کی جانب سے بھیجا جانیوالا کامل ترین دین ہے ۔ان خصوصیات کے ساتھ ،پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے لوگ بھی اس مرتبہ پر پہنچ چکے تھے کہ وہ وحی الٰہی کو پیغمبر سے وصول کر سکیں اور اسے سمجھ سکیں؛اور ان وسائل واسباب کے ساتھ کہ جو ان کے اختیار میں تھے اس دین کی حفاظت کر سکیں تا کہ گذشتہ پیغمبروں کی طرح آپکی تعلیمات تحریف اور نابودی کا شکار نہ ہوں ۔اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور قرآن مجید کی اس طرح سے حفاظت کریں کہ وہ آئندہ نسلوں تک بغیر کسی تبدیلی کے پہنچ سکے ۔جیسا کہ ابھی بھی یہ تمام تعلیمات موجود ہیں اور جو کوئی بھی خدا کی صراط مستقیم پر چلنا چاہے وہ اس کام کو انجام دے سکتا ہے ۔یہ خصوصیات باعث بنیں کہ خدا آپ کو آخری پیغمبر اور آپ کے دین کو آخری دین قرار دے اور آپ کے بعد کسی نئے پیغمبر کی ضرورت نہ رہے ۔

کلاس سرگرمی

اس شعر کی بنیاد پر؛ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے مقام کو دوسرے انبیاء اور گذشتہ ادیان کے درمیان وضاحت سے بیان کریں:

چون کہ صد آمد نود ہم پیش ماست   نام احمد نام جملہ انبیاست

ترجمہ: ''احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام میں تمام انبیا کے نام موجود ہیں جیسا کہ سو آئے تو نوے بھی ساتھ ہی آجاتا ہے۔''

آخری پیغام

کاروان بشریت قیامت کے دن تک اپنے راستے پر چلتا رہے گا۔ جیسا کہ بیان ہوا، یہ کاروان کچھ بنیادی سوالات رکھتا ہے اور ہمیشہ اس کو تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ان سوالات کے علاوہ، اس کاروان کو ہر زمانے میں کچھ جدید سوالات کا سامنا ہوتا ہے کہ جو دوسرے زمانوں میں نہیں پائے جاتے تھے۔ وہی دین کامل ہو سکتا ہے کہ جو بنیادی سوالات کے جوابات کے ساتھ ساتھ جدید سوالات کا جواب بھی دے سکے۔ خداوند حکیم نے اپنے آخری رسول کے ذریعے سے وہ پیغام انسانوں تک پہنچایا کہ جو روز قیامت تک کیلئے ان کی ہدایت کیلئے کافی ہے اور وہ ''قرآن'' ہے۔

خدا، قرآن کو جو کہ نوعِ انسان پر آخری وحی الٰہی ہے، اس طرح سے پہچان کرواتا ہے:

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ	بیشک یہ قرآن
يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ	اس راستہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ	اور ہم قرآن میں وہ سب کچھ نازل کر رہے ہیں
مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (۱)	جو صاحبان ایمان کے لئے شفا اور رحمت ہے
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ	اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے
فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (۲)	تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے

قرآن کریم معارف کا عظیم دریا ہے کہ خدا نے اسے نور کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ جو انسان کو راہ دکھاتا ہے۔ قرآن میں موجود مطالب اور معارف کو تین بنیادی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

---

(۱) سورہ اسراء، آیت 82   (۲) سورہ قمر، آیت 17

1۔ جہان کو خلق کرنے والا، خدا ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ ہے کہ جس نے کائنات کو بے شمار عجائبات کے ساتھ پیدا کیا اور انسان کو روئے زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔ خدا اپنے بندوں کی نسبت بہت مہربان ہے اور ہمیشہ ان کی اچھائی اور بھلائی چاہتا ہے۔ خدا انسانوں کی خوبصورت جنت تک پہنچنے اور عذاب جہنم سے نجات کیلئے ہدایت کرتا ہے اور ہمیشہ ان کی نگرانی اور مدد کرتا ہے۔

2۔ انسانوں کی فلاح اور کامیابی کا راستہ، صرف خدا کے دستورات و احکام پر عمل کرنا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی راہ نہیں ہے۔ بے شمار قوموں نے خدا کے ساتھ دشمنی کی راہ کو اختیار کیا کہ اور خدا نے انہیں سزا دی، اور بعض قوموں نے خدا کی اطاعت کی اور دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گئے؛ خدا نے بعض پیغمبروں اور بعض مومن قوموں کی داستانوں کو اور اسی طرح سے بعض ہلاک شدہ قوموں کے قصوں کو قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ خدا نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی وحی میں، اپنے احکام کو بڑی وضاحت اور روشن انداز کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کی مکمل وضاحت اور تشریح کو پیغمبر اکرم اور اہل بیت علیہم السلام کے ذمہ قرار دیا ہے۔

3۔ خداوند تعالی ایک دن تمام آسمانوں اور زمینوں کے نظام کو لپیٹ دے گا اور قیامت میں اپنے بندوں کے کاموں کے حساب وکتاب کے ساتھ نیک لوگوں کو جنت اور گناہکاروں کو جہنم میں بھیج دے گا۔ قرآن کریم میں روز قیامت کی خصوصیات اور لوگوں سے حساب وکتاب لینے کا طریقہ کار اور جنت وجہنم کی خصوصیات، بے شمار سورتوں میں بیان ہوئی ہیں۔

مندرجہ بالا تمام معارف قرآن کریم کی 114 سورتوں اور 6200 سے زائد آیات کی صورت میں بیان ہوئے ہیں۔

کلاس سرگرمی

ایک بار دوبارہ انسان کے بنیادی سوالات کہ جو تیسرے درس "حقیقی دین" میں بیان ہوئے ہیں نگاہ کیجیے اور بتائیے کہ ان میں سے ہر ایک سوال کا جواب معارف قرآن کے کونسے حصے میں بیان ہوا ہے اور اس کو کہاں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سوال اول: ____________________ پہلا حصہ

سوال دوم: ____________________ دوسرا حصہ

سوال سوم: ____________________ تیسرا حصہ

سوال چہارم: ____________________

سوال پنجم: ____________________

سوال ششم: ____________________

زندگی میں قرآن کا مقام

ایک ایسے شخص کو تصور کیجئے کہ جس کے پاس ایک بہت بڑا خزانہ ہے لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں اور وہ ہمیشہ اس فکر میں رہتا کہ کس شخص سے اپنی زندگی کے اخراجات کیلئے قرض لے۔ جس شخص کے پاس قرآن موجود ہو اور وہ اپنی زندگی کے مسائل کو حل کرنے کیلئے اس کی طرف توجہ نہ کرے، تو وہ اسی شخص کی مانند ہے۔ اگر ہم جان لیں کہ قرآن کس قدر بے مثال اور ارزشمند معارف کا خزانہ اپنے اندر رکھتا ہے تو اس وقت ہم مزید زیادہ اور بہتر انداز میں قرآن کی اہمیت کو سمجھنے لگیں گے:

- قرآن کامیابی کی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے،
- قرآن انسان کے تمام بنیادی سوالات کے جوابات دیتا ہے،
- قرآن روئے زمین پر سب سے زیادہ ارزشمند کتاب ہے،
- ہم بڑی آسانی سے قرآن سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں،
- قرآن وہ واحد آسمانی کتاب ہے کہ تاریخ نے جس کی گواہی دی کہ اس میں کوئی تحریف اور تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور اس کے جتنے بھی نسخے اب تک جمع آوری ہوئے ہیں وہ یکسان ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اور (پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ساتھ ایک نور لیکر آئے کہ جو سب کیلئے ہدایت کرنے والا بن گیا اور وہ نور، قرآن ہے۔ جان لو! کہ قرآن میں آئندہ کا علم اور گذشتہ کی خبر ہے اور اس میں تمہارے دردوں کی دوا اور تمہاری بہتر زندگی گزارنے کا راستہ ہے۔ (۱)

اب سوال یہ ہے کہ ہم کس طرح سے قرآن کے ساتھ رابطہ رکھیں اور اس کو اپنی زندگی کا رہنما قرار دیں؟ اس کام کے لئے ضروری ہے کہ قرآن سے استفادہ حاصل کرنے کی مہارت حاصل کریں۔

---

(۱) نہج البلاغہ، خطبہ 158

اس کام کو انجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ:

پہلے مرحلے میں: قرآن کو آسانی اور روانی کے ساتھ پڑھ سکیں۔

دوسرے مرحلے میں: قرائت کر لینے کی صلاحیت کو حاصل کر لینے کے بعد اس کو سمجھ سکیں؛ آیات اور جملات کے معنیٰ کو درک کر سکیں اور خداوند تعالیٰ کے پیغام کی طرف متوجہ ہوں۔

اور تیسرے مرحلے میں: قرآن کے معارف اور پیغام پر عمل کریں۔

اور اس طرح سے ہم خدا کے اس ہدف تک پہنچ سکیں جو اس نے اپنے آخری پیغمبر کو بھیجنے کیلئے قرار دیا اور قرآن کی ہدایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیشہ رہنے والی جنت میں پہنچ سکیں۔

کلاس سرگرمی

مندرجہ ذیل قرآنی پیغامات کو پڑھیں اور بیان کریں کہ ان میں سے ہر ایک مرحلہ قرآن سے فائدہ اٹھانے کے کونسے مرحلے سے تعلق رکھتا ہے:

"جس قدر ہو سکے قرآن کو پڑھو۔"(۱)

"قرآن تمام انسانوں کی ہدایت کیلئے ہے۔"(۲)

"قرآن میں انسان کی نصیحت حاصل کرنے کے لئے بہترین قصے موجود ہیں۔"(۳)

"مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔"(۴)

"جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگو۔"(۵) یعنی ہر دفعہ قرآن پڑھنے سے پہلے کہو:

"اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم"

"جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو تا کہ تمہارے او پر خدا کی رحمت نازل ہو۔"(۶)

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ کیوں خداوند تعالی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کریم کو اپنا آخری پیغمبر اور آخری پیغام قرار دیا؟

2۔ قرآن کے تمام مطالب کو تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے ان کو خلاصہ کے طور پر بیان کریں۔

3۔ قرآن کریم سے بہرہ مند ہونے کے مراحل کو بیان کریں۔

---

(۱) سورہ مزمل، آیت 20 (۲) سورہ بقرہ، آیت 185

(۳) سورہ یوسف، آیت 3 (۴) سورہ اسراء، آیت 82

(۵) سورہ نحل، آیت 98 (۶) سورہ اعراف، آیت 204

الٰہی

اپنے بہترین درود وسلام اور بے شمار برکات کو

اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرار دے۔

وہی رسول جو وحی و رسالت کو تکمیل کرنے والا ہے،

سعادت کے بند راستوں کو کھولنے والا اور دین حق کو ظاہر کرنے والا ہے

اس وقت سے جب سے اس پر رسالت کے بوجھ کو قرار دیا گیا

پوری طاقت کے ساتھ اس کو انجام دینے میں مصروف ہوگیا

اور حتی ایک قدم بھی اس نے عقب نشینی نہ کی

اور اس کا مضبوط ارادہ سست نہ ہوا

اور اس نے تیری وحی اور رسالت کو بہترین انداز میں وصول کیا

اور وہ تیری رسالت کا محافظ اور بچانے والا تھا۔

اس نے اس طرح سے تیرے فرمان کو اجرا کرنے کی کوشش کی کہ

حق کی روشنی کو پھیلا دیا

اور راستے کو جاہلوں اور گمراہوں کیلئے روشن کر دیا۔

چھٹا درس

حقیقتِ منتظر

پوری دنیا پر عدالت کا سایہ چھا گیا ہے اور ظالم اور جابر حکومتوں کا کوئی وجود باقی نہیں رہا۔علم و دانش اس قدر ترقی کر چکے ہیں کہ پوری تاریخ کی تمام پیشرفت اور ترقی اس کے مقابلے میں معمولی ہے۔اب عدالتوں اور جیلوں میں زیادہ ہجوم نہیں ہے۔اس کی دلیل واضح ہے کیونکہ انسانوں کی فہم و فراست نے اس قدر رشد کرلیا ہے کہ بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے کہ کوئی شخص کسی کے حقوق کو پامال کرے۔

طمع،لالچ اور ثروت اندوزی جیسی عادات معاشرے سے مٹ چکی ہیں۔لوگ اب ایک ایسے ضرورت مند شخص کی تلاش میں ہیں کہ اس کی مدد کریں اور اس کو صدقہ دے سکیں لیکن کوئی فقیر انسان معاشرے میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتا ہے۔

اب انسان پتھروں سے بنے ہوئے مجسموں،بتوں اور اپنے جیسے انسانوں کے سامنے نہیں جھکتے ہیں۔

زمین و آسمان سے برکتیں برس رہی ہیں،نہ خشکسالی ہے اور نہ ہی بھوک و افلاس۔ہر جگہ سرسبز و شاداب ہے اور سب لوگ ہنسی خوشی ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔(۱)

---

(۱) امام زمانہ کے ظہور کے بارے میں روایات سے اقتباس،بحار الانوار، ج53

جو کچھ آپ نے پڑھا وہ امام زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد بعض پیش آنے والے واقعات کا تذکرہ تھا۔ یہ وہی زمانہ ہے کہ جب آپ کی حکومت کے ذریعے پوری دنیا پر عدل قائم ہوگا اور اس طرح سے تمام پیغمبروں اور مومنوں کی دیرینہ آرزو پوری ہوگی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام زمانہ کے قیام کے بارے میں فرماتے ہیں:

آپ لوگوں کو میں اپنے خاندان کے ایک فرد مہدی کی بشارت دیتا ہوں؛ اس دوران جب لوگ اختلاف اور تزلزل میں پھنسے ہوئے ہوں گے، وہ قیام کرے گا اور زمین کو جس طرح سے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی عدل و داد سے بھر دے گا۔

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں امام زمانہ کے ظہور کے وقت، لوگوں کے اخلاق، مختلف ممالک کے آپس میں تعلقات، علمی ترقی و معاشرے کی اقتصادی حالت میں کیا تبدیلی رونما ہوگی؟

اثر انداز عقیدہ

حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام اور ظہور کا عقیدہ ہم شیعوں کے عقائد میں سے ایک اثر گذار ترین عقیدہ ہے۔ پوری تاریخ میں شیعیان حیدر کرار انواع و اقسام کی سختیوں اور مشکلات سے روبرو رہے ہیں۔ لیکن وہ عظیم طاقت جس نے ان کو قیام، صبر اور حرکت پر اکسایا وہ روشن مستقبل کے بارے میں امید اور سراسر شوق و اشتیاق تھا۔

البتہ ایک نجات دہندہ اور منجی کے ظہور پر عقیدہ، صرف ہم شیعیوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ دیگر مسلمان بھی پیغمبر کی اولاد میں ایک شخص کے ظہور اور عدالت کو برقرار کرنے کے لئے اس کے قیام پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ عیسائیت اور یہودیت کی تعلیمات میں بھی آسمان سے آنے والے ایک عظیم نجات دہندہ پر عقیدہ دیکھنے کو ملتا ہے؛ تورات اور انجیل میں بھی اس عظیم نجات دہندہ اور منجی کے بارے میں بات ہوئی ہے۔

لہٰذا اس موضوع کی اہمیت اور ہماری زندگی میں چھوڑے جانے والے اس کے اثرات کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس کے بارے میں درست اور دقیق شناخت کو حاصل کیا جائے۔ آپکے ذہن میں بھی امام زمانہ علیہ السلام اور ان کے قیام کے بارے میں بہت سے سوالات ہوں گے کہ جن کے بارے میں ہم بیان کریں گے۔

1۔ حضرت مہدی علیہ السلام کس طرح سے تقریبا 12 صدیوں سے زندہ ہیں اور اتنی طولانی عمر رکھتے ہیں؟

قرآن کریم کی آیات کو مدنظر رکھتے ہوئے، انسان کے لئے طولانی عمر کا ہونا ناممکن نہیں ہے۔ سورہ عنکبوت کی آیت نمبر 14 میں حضرت نوحؑ کا اپنی قوم کے درمیان 950 سال رہنا، تبلیغ اور ہدایت کرنا ذکر ہوا ہے؛ البتہ یہ مدت صرف عذاب کے نازل ہونے اور کافروں کی نابودی تک ہے اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کے بعد آپ نے کتنا عرصہ اور زندگی کی ہے۔

میڈیکل سائنس کی رو سے بھی لمبی زندگی اور طولانی عمر ناممکن نہیں ہے؛ اگر کوئی شخص صحت کے مسائل اور کھانے پینے کے اصولوں کی رعایت کرے تو وہ لمبی زندگی کا حامل ہوسکتا ہے۔

لہٰذا امام کی عمر اور زندگی کا لمبا ہونا ممکنات میں سے ہے۔ وہی خدا کہ جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے خلق کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور بہتے ہوئے دریائے نیل کے درمیان میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو عبور کروایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے دشمنوں سے نجات دلائی اور آج تک اس کو اپنے پاس زندہ رکھا ہوا ہے، وہ امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کو بھی آج تک زندہ رکھ سکتا ہے۔

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

خداوند تعالی ان کی غیبت کے دوران ان کی عمر لمبی کر دے گا، پھر اپنی خدائی قدرت سے اس کے چہرے کو چالیس سال سے کمتر جوان کی صورت میں ظاہر کرے گا تا کہ لوگ جان لیں کہ خدا ہر چیز پر قادر و توانا ہے۔ (۱)

2۔ حضرت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کب اور کس زمانے میں قیام کریں گے؟

ہر زمانے میں کچھ عرصے کے بعد سننے کو ملتا ہے کہ مختلف ممالک میں مختلف اشخاص نے امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھ تعلق اور رابطے کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کے درمیان خبر پھیلا دیتے ہیں کہ امام زمانہ فلاں وقت میں ظہور کریں گے؛ حتی بعض جھوٹے افراد ایسے بھی پیدا ہوجاتے ہیں کہ وہ اپنی حد سے نکل کر، خود امام زمانہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔

اس طرح کے دعوے اس حال میں انجام پاتے ہیں کہ ہم لوگ اہلبیت کی احادیث میں پڑھتے ہیں کہ جو بھی امام زمانہ علیہ السلام کے آنے کا وقت معین کرے، یا دعویٰ کرے کہ اس نے امام زمانہ سے ملاقات کی ہے، تو وہ جھوٹا ہے۔ (۲)

---

(۱) بحار الانوار، ج51 ص109 (۲) بحار الانوار، ج53 ص103

واضح ہے کہ اس طرح کے دعوے بعض دھوکے باز افراد کی طرف سے لوگوں کو فریب دینے اور غلط مفادات کو حاصل کرنے کی خاطر کیئے جاتے ہیں۔ پس کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو امام زمانہ کے قیام کے ظہور کے وقت کو دقیق انداز میں مشخص کر سکے۔ اور یقینا جس وقت بھی شرائط فراہم اور راہ ہموار ہو جائے گی امام ظہور فرمائیں گے۔

ان شرائط میں سے ایک، دنیا کے لوگوں کا امام کے قیام کا ساتھ دینے کی آمادگی ہے۔ ایک اور شرط، ایسے باوفا ساتھیوں اور اصحاب کی موجودگی ہے کہ جو امام کے اہداف اور آرزوؤں کی تکمیل کرنے کیلئے اپنی جان تک قربان کر دیں۔ امام کے دوست صرف 313 خصوصی افراد نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی امام کو لاکھوں دوستوں کی ضرورت ہے کہ جن کا ہونا دشمن پر غالب آنے کیلئے ضروری ہے۔

3۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب امام زمانہ علیہ السلام قیام کریں گے تو لوگوں کی اکثریت ماری جائے گی؛ کیا یہ بات صحیح ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے آنے سے پہلے ظلم اور خونریزی پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور ظالم حکمران اور طاقتیں جو بھی ان کے مفادات کا مخالف ہو گا اس کو اپنے راستے سے ہٹا دیں گی۔ ایسی شرائط میں خدا، امام علیہ السلام کو جنگ اور بے عدالتی کو ختم کرنے کے لئے لوگوں کے درمیان بھیجے گا۔

پس قیام سے امام کا ہدف، عدالت اور رحمت و مہربانی کو پھیلانا ہے اور یقیناً دنیا کے بے شمار لوگ اس مقدس ہدف کی خاطر امام کا ساتھ دیں گی اور اس ہدف تک پہنچنے کیلئے امام زمانہ علیہ السلام کی رہبری کو دل و جان سے قبول کریں گے۔ لہذا امام جنگ برپا نہیں کریں گے، بلکہ ظالموں کو شکست دینے کے ساتھ خونریزی اور جنگوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے۔

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں کیوں بعض لوگ کوشش کرتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کے قیام کو ایک تلخ اور بے شمار قتل و کشتار والے قیام کے طور پر پیش کریں؟

4۔ کیا ظالم حکمرانوں کی شکست کے بعد اور امام زمانہ علیہ السلام کی کامیابی کے بعد دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آجائے گی؟

امام کا قیام اس لئے ہے کہ لوگوں کی تقدیر کو نیک اور عدالت خواہ لوگوں کے ہاتھوں دے دیا جائے اور دنیا کے لوگ سالہا سال کے بعد خوشبختی اور سکون کی زندگی گزار سکیں۔ لہذا، اگر بلا فاصلہ دنیا ختم ہو جائے، تو آپ کے آنے کا لوگوں کو کیا فائدہ ہو گا؟ احادیث میں ہم پڑھتے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کی حکومت سالہا سال چلتی رہے گی اور آپ کے بعد بھی دیگر صالح افراد دنیا کو چلانے کیلئے اس کی باگ ڈور کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔

5۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم بھی امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی ہوں؟

جس طرح سے ہم نے جان لیا کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ، بہترین انسانوں میں سے 313 افراد امام سے مل جائیں گے اور یہ لوگ امام کے قریبی ترین اور بہترین ساتھی ہوں گے۔ ان کے علاوہ دیگر بے شمار افراد بھی اپنے آپ کو امام زمانہ علیہ السلام تک پہنچائیں گے اور امام کا ساتھ دیں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ ہم بھی خدا سے چاہتے ہیں کہ ہم بھی امام کے ظہور کو دیکھیں اور امام کے خاص ساتھیوں یا ان ہزاروں لوگوں میں سے ہوں کہ جو امام زمانہ کی مدد و نصرت کا اعزاز حاصل کریں گے۔

البتہ امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھی صرف وہ لوگ نہیں ہیں کہ جو امام کے ظہور کو دیکھیں اور آپ کے ساتھ ملحق ہو جائیں؛ ابھی بھی لوگوں کا ایک گروہ ہے کہ جو امام زمانہ کے ساتھیوں میں سے ہے۔ وہ لوگ کہ جو دینی واجبات، گناہوں سے دوری، مشکلات میں پھنسے لوگوں کی مشکل حل کر کے اور نیک اخلاق کے ذریعے امام زمانہ کی خوشحالی کا باعث بنتے ہیں، امام کے ساتھی شمار ہوتے ہیں۔ یہ لوگ شاید ہرگز امام زمانہ علیہ السلام کو نہ دیکھیں لیکن چونکہ ہمیشہ امام کو خوشحال کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، امام کے ساتھی شمار ہوتے ہیں۔ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ساتھ یعنی دین خدا کی مدد اور یہ کام دوران ظہور کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

کلاس سرگرمی

اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں اور بیان کریں کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھیوں میں شمار ہونے کے لائق ہونے کیلئے، ہم کیسی زندگی گزاریں۔

حقیقی منتظرین

اب جبکہ آپ امام زمانہ اور ان کے قیام کے بارے میں بہتر شناخت حاصل کر چکے ہیں، یقیناً پہلے سے زیادہ امام کا ساتھ دینے اور امام کے ظہور کے انتظار میں ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کے مطابق: وہ انتظار کہ جو میری امت کے بہترین کاموں میں سے ہے۔(۱)

اب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم کیسے اس اہم ترین واقعہ کے منتظر بن سکتے ہیں؟

کیا ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں تا کہ امام مہدی علیہ السلام آئیں اور قیام کریں اور سب چیزوں کو ٹھیک کریں، کیا ہم اپنے آپ کو اس صورت میں امام کا منتظر کہہ سکتے ہیں؟

تصور کیجیئے! ایک لمبے عرصے کے بعد ایک عزیز ترین مہمان کو آپ نے اپنے گھر میں دعوت دی ہے اور وہ کچھ دیر میں آپ کے گھر آنے والا ہے، آپ اس کی خاطر مدارت اور استقبال کے لئے کیا کریں گے؟

کیا وہ شخص کہ جو جانتا ہے کہ ایک اہم مہمان آنے والا ہے لیکن اس کی تواضع کیلئے کوئی پروگرام ترتیب نہ دے، کیا وہ اپنے آپ کو کہہ سکتا ہے کہ میں اس کا منتظر ہوں؟

حضرت امام رضا علیہ السلام حقیقی منتظرین کی ذمہ داریوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

انتظارِ فَرَجْ چند چیزوں میں ہے: صابر ہونا، خوش اخلاق ہونا، ہمسایہ داری کرنا، نیک کاموں کو پھیلانا، دوسروں کو تکلیف اور رنج پہنچانے سے اجتناب کرنا، گشادہ روئی، مومنوں کے ساتھ نیکی اور ان کی خیر خواہی۔(۲)

جو شخص بھی کوشش کرتا ہے کہ ان صفات کو اپنے اندر ایجاد کرے، درحقیقت وہ اپنے وجود میں امام زمانہ علیہ السلام کے انتظار کے بیج کو بو رہا ہے۔ واضح ہے کہ جب ظہور امام کی بہار آئے گی، یہ بیج پھوٹنا شروع ہو جائیں گے اور امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف کے حقیقی دوستوں کو دوسروں سے ممتاز کر دیں گے۔

کلاس سرگرمی

امام رضا علیہ السلام کی حدیث میں امام زمانہ علیہ السلام کے حقیقی منتظرین کی بعض خصوصیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ آپ بھی کچھ دیگر خصوصیات کو بیان کریں اور کلاس میں ان کے بارے میں گفتگو کریں۔

---

(۱) بحار الانوار، ج52، ص122 (۲) تحف العقول، ص415

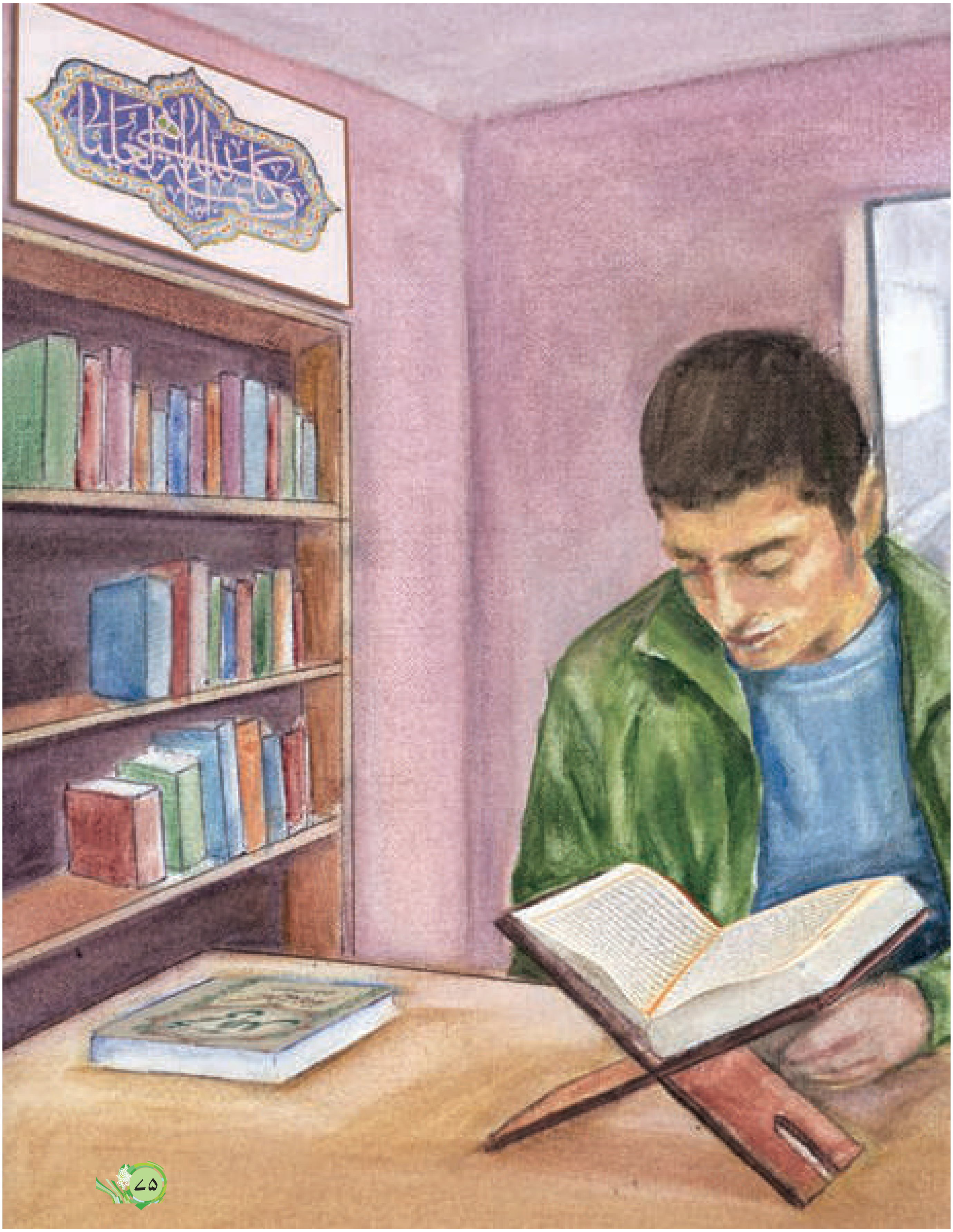

مزید جانیے

میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔۔۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ چوتھی صدی میں زندگی کرنے والے ایک بڑے شیعہ عالم دین تھے۔ان کی توفیقات اور خوش نصیبوں میں سے ایک امام زمانہ علیہ السلام کے ساتھ رابطہ تھا۔آپ نے متعدد بار امام زمانہ سے خطوط وصول کیئے کہ جن خطوط میں امام نے اپنے شیعوں کو نصیحتیں کیں تھیں۔انہی خطوط میں سے ایک خط میں امام زمانہ نے شیخ مفید کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا:

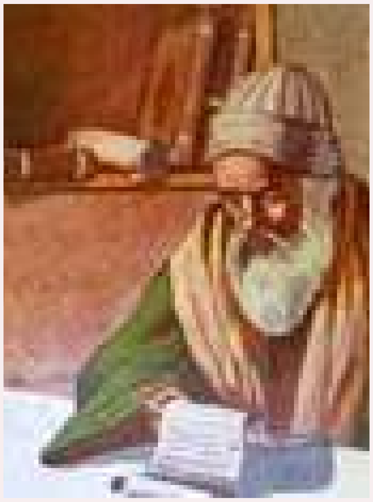

''ہم آپ پر گزرنے والے تمام حالات اور واقعات سے باخبر ہیں اور آپ کی کوئی خبر ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔وہ تمام غلطیاں اور گناہ جن سے نیک لوگ دوری اختیار کرتے ہیں اور تم نے انہیں انجام دیا ہے ہم اس سے باخبر ہیں۔اس کے باوجود ہم آپ کی مشکلات کو حل کرنے اور سرپرستی کرنے میں سستی اور کمی نہیں کرتے اور آپ لوگوں کو بھلاتے نہیں ہیں اور اگر اس طرح نہ ہوتا، تو آپ پر مصیبتیں اور دشواریاں آتیں اور دشمن آپ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے۔پس کوشش کریں کہ آپ کے اعمال اس طرح سے ہوں کہ آپ کو ہم سے نزدیک کریں اور وہ گناہ جو ہماری ناراضگی کا باعث بنتے ہیں ان سے دوری اختیار کریں۔۔۔''(۱)

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ چند جملوں میں امام زمانہ کے ظہور کے بعد پیش آنے والے واقعات کو بیان کریں۔
2۔ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے 950 سال اپنی قوم کو تبلیغ کی۔اس خبر سے کیا نتیجہ لیا جا سکتا ہے؟
3۔ امام رضا علیہ السلام کی حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے امام زمانہ علیہ السلام کے حقیقی منتظرین کی تین خصوصیات لکھیں۔
4۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی دو اہم شرائط کو لکھیں۔

ہماری رائے

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اپنے احساسات کو امام کے نام ایک خط میں تحریر کریں۔

---

(۱) احتجاج طبرسی، ج2، ص596و597

الٰہی

میں آج کی صبح جب تک زندہ ہوں

وہ عہد و پیمان اور بیعت جو میں نے امام زمانہ کے ساتھ کی ہے اس کی تجدید کرتا ہوں

اور وعدہ کرتا ہوں کہ اس سے منہ نہیں موڑوں گا

اور کبھی بھی اس کو نہیں توڑوں گا

خدایا مجھے ان کے دوستوں اور مددگاروں

اور آنحضرت کا دفاع کرنے والوں اور ان کی طرف تیزی سے جانے والوں میں سے قرار دے

ان کی آرزوؤں کو پورا کرنے اور ان کے احکام کی اطاعت کرنے،

ان کا دفاع کرنے، ان کی خواہشات کو پورا کرنے اور ان کے سامنے شہید ہونے کیلئے (۱)

---

(۱) دعائے عہد سے اقتباس، یہ امام زمانہ علیہ السلام سے متعلق دعاؤں میں سے ایک مشہور دعا ہے اور مستحب ہے کہ ہر روز صبح اسے تلاوت کیا جائے۔

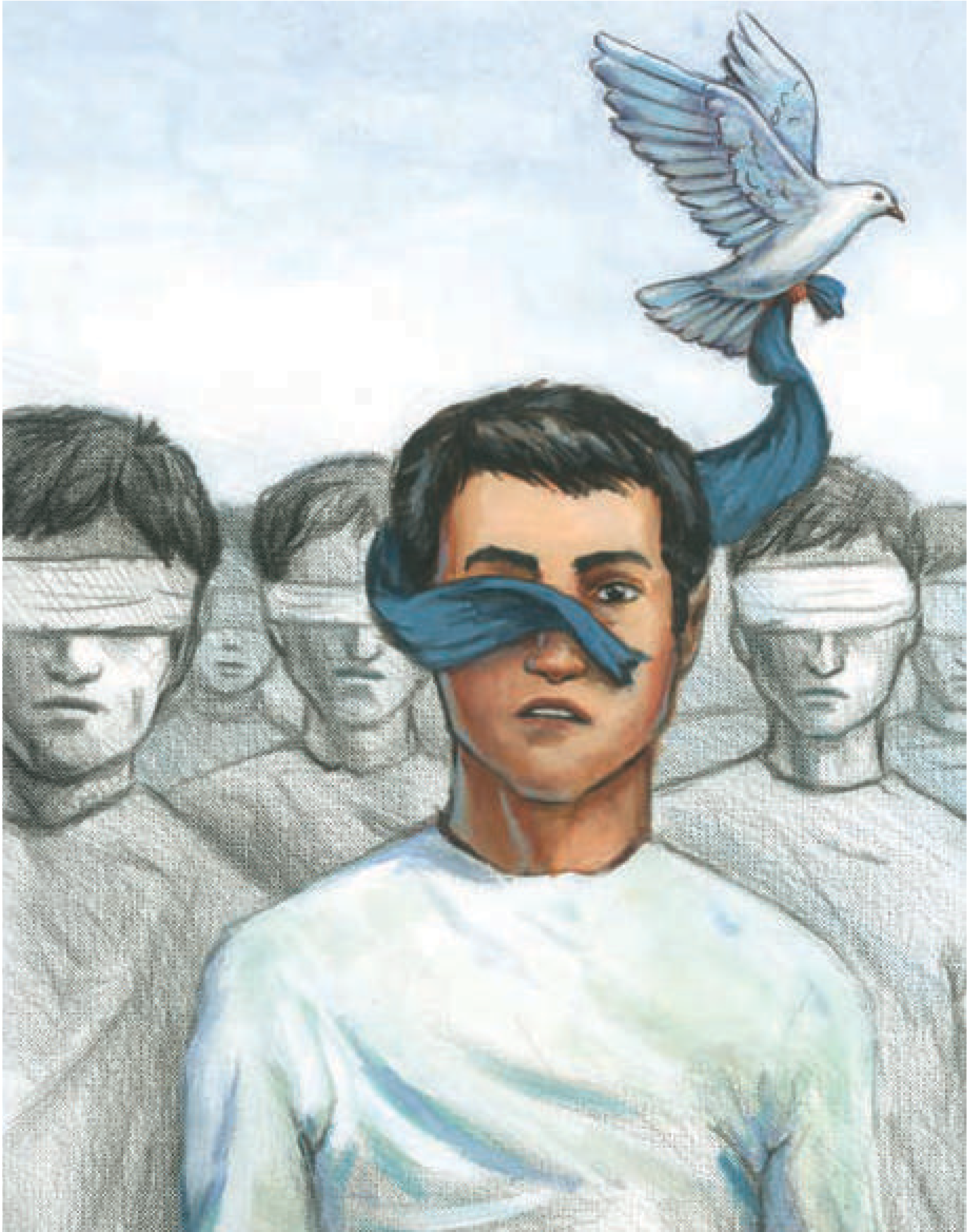

ساتواں درس

زمانہ غیبت میں رہبری

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد لوگوں کی ہدایت اور رہبری کی ذمہ داری معصوم اماموں کے سپرد کی گئی۔ انہوں نے لوگوں کی حقیقی دین کی طرف ہدایت اور خدا کے دستورات اور احکام کو اجراء کرنے کیلئے بے شمار کوششیں کیں؛ لیکن ایک جانب سے، ظالم حاکموں نے اماموں کو سخت شکنجے میں رکھا اور ہر قسم کے اقدام کی فرصت کو ان سے چھین لیا اور دوسری جانب سے، لوگوں نے ظالم حاکموں کے ڈر سے اور جلد ختم ہو جانے والی دنیا سے دل لگی کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کو اماموں کی کامیابی کیلئے انجام نہیں دیا، اس طرح سے کہ امام حسن علیہ السلام کو صلح پر مجبور کر دیا گیا اور امام حسین علیہ السلام کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے اور ان کو شہید کر دیا۔

دن بدن اماموں کیلئے حالات سخت سے سخت تر ہوتے گئے۔ اور وہ یکے بعد دیگرے حاکموں کے ہاتھوں شہید ہوتے گئے یہاں تک کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام سے پہلے تین امام جوانی کے عالم میں شہید کر دیئے گئے۔(۱)

---

(۱) نویں امام محمد تقی علیہ السلام، 25 سال کی عمر میں؛ دسویں امام علی نقی علیہ السلام، 40 سال کی عمر میں، اور گیارہویں امام حسن عسکری علیہ السلام 28 سال کی عمر میں حاکموں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

اب ذرا سوچیں؛

ایک ہزار سال سے زیادہ ہو چکے ہیں کہ امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ الشریف) لوگوں کی پہنچ سے دور ہیں۔ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس تمام مدت میں انسانوں کو کسی قسم کی ہدایت اور رہبری کی ضرورت نہیں تھی؟

پس لوگوں کی موجودہ زمانے میں جس کو "زمانہ غیبت" کہا جاتا ہے، شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں ایک صحابی نے آپ سے پوچھا:

اے فرزند رسول خدا، آپ کے دوستوں میں سے دو افراد کے درمیان ایک مسئلے پر اختلاف ہو گیا ہے؛ کیا وہ اس کو حل کرنے کیلئے ہر حاکم یا بادشاہ کے پاس جا سکتے ہیں؟

حضرت نے فرمایا:

- نہیں، جو شخص ایسے حاکموں کی طرف رجوع کرے اور ان کے حکم سے کوئی چیز حاصل کرے، تو درحقیقت اس نے طاغوت (۱) کی طرف رجوع کیا ہے اور خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں لوگوں کو طاغوت کی طرف رجوع کرنے سے روکا ہے۔

- اے فرزند رسول خدا، پس لوگوں کی اس طرح کے مسائل میں شرعی ذمہ داری کیا ہے؟

- وہ ایسے افراد کی طرف جائیں کہ جو ہم [اہلبیت] کی احادیث کو ان کیلئے بیان کرتے ہیں؛ جو ہمارے حلال و حرام سے آگاہ ہیں اور ہمارے احکام کو جانتے ہیں۔ میں نے ان افراد کو آپ پر حاکم قرار دیا ہے؛ لہذا، لوگ بھی ان کے حکم پر راضی ہو جائیں۔ پس جو شخص بھی ان کے حکم کو (کہ جو ہمارا حکم ہے) قبول نہ کرے، بلاشک اس نے خدا کے حکم کی توہین کی ہے اور جس نے ہمیں رد کیا، اس نے خدا کو رد کیا ہے۔ (۲)

یہ حدیث بڑے واضح انداز میں بیان کر رہی ہے کہ زمانہ غیبت میں ہدایت اور رہبری کی ذمہ داری دینی علماء اور دانشوروں کے کندھوں پر ہے۔ لیکن یہ دینی علماء کون ہیں؟

کیا ہر وہ شخص جو دینی مسائل کے بارے میں اظہار نظر کرتا ہے وہ لوگوں کی ہدایت کی صلاحیت رکھتا ہے؟

---

(۱) طاغوتی حاکم: ظالم اور جاہل حاکم کہ جو لوگوں پر حق حکومت نہیں رکھتے ہیں۔

(۲) کافی، ج 1، ص 67

امام صادق علیہ السلام لوگوں کے حقیقی ہدایت کنندگان کے بارے میں فرماتے ہیں:

وہ لوگ کہ جو دیکھتے ہیں کہ ان کے علماء کھلم کھلا گناہ کر رہے ہیں اور دنیا اور حرام مال کی جمع آوری میں لگے ہوئے ہیں، لیکن پھر بھی اس قسم کے عالموں کی پیروی کرتے ہیں، وہ ایسے یہودیوں کی مانند ہیں کہ جن کو خدا نے قرآن میں اپنے بدکار علماء کی پیروی کرنے پر سرزنش کی ہے۔ لوگوں پر واجب ہے کہ پرہیزگار فقہاء، کہ جو اپنے دین کی محافظت کرتے اور اپنی ہوائے نفس کے خلاف رفتار کرتے ہیں اور دستور خدا کے مطیع ہیں، کی پیروی کریں۔"(۱)

کلاس سرگرمی

اس مندرجہ بالا حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ فقہاء کہ جو غیبتِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف میں لوگوں کی ہدایت کی ذمہ داری رکھتے ہیں، کونسی خصوصیات کے حامل ہیں۔

....

....

امام صادق علیہ السلام کی پڑھی جانے والی حدیث میں علماء میں پائی جانے والی چاروں خصوصیات میں سے ہر ایک باعث بنتی ہے کہ معاشرے کے رہنما و رہبر لوگوں کی دنیا و آخرت کی سعادت و کامیابی کی راہ میں حائل ہونے والے کاموں سے دوری اختیار کریں۔

مثال کے طور پر، پہلی خصوصیت (پرہیزگاری) پر توجہ کیجئے:

آپ کے خیال میں اگر لوگوں کی ہدایت اور رہبری کسی ایسے شخص کے حوالے کر دی جائے جو پرہیزگار نہ ہو اور ہر کام کہ جو اس کا دل چاہے انجام دے، تو معاشرے کا کیا حال ہوگا؟

کیا ایسا شخص چاہے گا کہ لوگوں کے ساتھ عدالت سے پیش آئے؟

کیا وہ احکام خدا کو اپنے اور اپنے رشتہ داروں اور لواحقین کے فائدے کیلئے تبدیل نہیں کرے گا؟

حقیقی علماء اور فقہاء وہ لوگ ہیں کہ جو اپنی گفتگو اور رہنمائی میں معصومینؑ کے اقوال کی پیروی کریں اور ہر مسئلہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معصوم اماموں کی رائے کو لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ لہذا قرآن وحدیث سے حاصل والے فقہاء کے فتوا کو قبول کرنا درحقیقت اماموں کے اقوال کو قبول کرنا ہے اور فقہاء کی مخالفت معصومین علیہم السلام کی احادیث کی مخالفت ہے۔

---

(۱) وسائل الشیعہ، ج27، ص131

اسی دلیل کی بنیاد پر، فقہاء امام زمانہ علیہ السلام کے نائب اور جانشین شمار ہوتے ہیں اور جس طرح سے لوگ معصوم اماموں کے زمانے میں پابند تھے کہ ان کی اطاعت کریں، زمانہ غیبت میں بھی امام زمانہ علیہ السلام کے جانشینوں یعنی فقہاء کی پیروی کریں۔

معاشرے کی ایک جامع الشرائط مجتہد کے ذریعے کی جانے والی رہبری اور ہدایت کو، ولایت فقیہ کہا جاتا ہے۔ ولی فقیہ ایک ایسا اسلام شناس شخص ہے جو دانا، شجاع، مدیر و مدبر ہے کہ جو ہر زمانے میں اسلامی معاشرے کی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام تر موجود وسائل اور توانائیوں کو دین کی حفاظت اور معاشرے میں الٰہی احکامات کو اجراء کرنے کیلئے استعمال کرتا ہے اور اسلام کے دشمنوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ اسلامی ملک میں الٰہی احکام کو نافذ ہونے سے روک سکیں۔

مصلح قرن

کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں کہ جو لوگوں کی ہدایت و رہبری کی تمام ضروری خصوصیات کا حامل ہو؟

''...جب وہ دروازے سے داخل ہوا، تو مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے ایک معنوی طاقت سے بھرپور، بہت بڑ ہوا کا جھونکا چل پڑا ہو۔ گویا اس کلیجی رنگ کی عبا، سیاہ عمامے اور سفید داڑھی میں، روحِ زندگی دوڑ رہی تھی؛ ایسے کہ جس نے تمام دیکھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اچانک مجھے ایسے احساس ہوا کہ اس کے آجانے سے ہم سب چھوٹے ہو گئے ہیں اور گویا اس جگہ سوائے اس کے اور کوئی باقی نہیں بچا ہے۔

جی ہاں! وہ نور کی ایک شعاع تھی کہ جس نے سب کے دل و دماغ میں رسوخ کر لیا تھا۔ اس نے ان تمام معیاروں کو کہ جن کے بارے میں میں خیال کر رہا تھا کہ وہ مجھے اس کی شخصیت اور مقام کو پہچاننے کیلئے مدد کریں گے، توڑ دیا تھا۔

جب وہ اپنی نشست پر تشریف فرما ہوئے، تو مجھے احساس ہوا کہ اس وجود سے ایک نور نکل رہا ہے۔ ایک ایسا نور کہ جو ایک طوفان کی طرح تھا اگر آپ اس کو غور سے دیکھیں تو آپ کو اس میں ایک عظیم سکون چھپا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اسی حالت میں جب کہ وہ آپ کو پرسکون اور خاموش دکھائی دے رہا ہے گویا ایک انرجی اس کے اندر دوڑ رہی ہے البتہ یہ وہی انرجی تھی کہ جس نے ایک ہی مرتبہ میں سابقہ ایرانی حکومت کو اکھاڑ پھینکا۔

لیکن کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص ایک عام آدمی ہو؟

میں نے آج تک بڑے لوگوں میں سے ایسے عظیم یا اس جیسے شخص کو نہیں دیکھا۔

کم از کم جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ گویا وہ گذشتہ انبیاء میں سے ایک ہیں یا یہ کہ وہ حضرت موسیٰ جیسے ہیں کہ جو آئے ہیں تا کہ اپنی قوم کو نجات دلائیں۔''

جو کچھ ہم نے پڑھا وہ ایک مشہور امریکن رپورٹر روبن ووڈس ورتھ (Robin Woodsworth) کی تحریر کا کچھ حصہ تھا کہ جو اس نے امام خمینی کے ساتھ حسینیہ جماران میں ملاقات کے بعد امام کی شخصیت کے بارے میں لکھا ہے۔

اس کی کتاب ان ہزاروں کتابوں میں سے ایک ہے کہ جو اس مصلح قرن کی شخصیت کے بارے میں لکھی گئی ہے۔امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے رہبر ہیں کہ نہ صرف مسلمان اور شیعہ مکتب سے تعلق رکھنے والے بلکہ پوری دنیا کے آزاد فکر لوگ حتی اسلام اور انقلاب کے دشمن بھی ان کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔

امریکی صدر کے مشیر اعلیٰ کہ جو ایک لحظہ کیلئے بھی اسلام اور انقلاب دشمنی سے ہاتھ نہیں اٹھاتے وہ امام کی عظمت اور امام کے اثر و رسوخ کے بارے میں اس طرح سے اعتراف کرتا ہے:

آیت اللہ خمینیؒ نے مغربی دنیا کو پلاننگ کے ایک عظیم بحران سے دو چار کر دیا ہے۔ان کے فیصلے اس قدر برق رفتار اور تیز تھے کہ انہوں نے سیاسی متفکرین اور سیاستدانوں کو کسی قسم کی سوچ بچار اور پلاننگ (۱) کی فرصت ہی نہیں دی۔ان کے فیصلوں کے بارے میں کوئی شخص پیش بینی نہیں کر سکتا تھا۔وہ دنیا میں رائج معیاروں سے ہٹ کر معیارات پر بات کرتے اور عمل کرتے تھے۔گویا وہ کسی اور جگہ سے الہام لے رہے تھے۔آیت اللہ خمینیؒ کی مغرب کے ساتھ دشمنی الٰہی تعلیمات سے حاصل شدہ تھی۔وہ حتی اپنی دشمنی میں بھی خلوص نیت رکھتے تھے۔(۲)

---

(۱) کسینجر کی پلاننگ سے مراد ضعیف ممالک کو لوٹ مار کرنے کی منصوبہ بندی ہے۔

(۲) عصر امام خمینی ص 37

امام نے اس صدی میں جب دین اور معنویت مکمل طور پر کمزور ہو چکے تھے اور مسجدیں، گرجا گھر اور عبادتگاہیں نزدیک تھے کہ بھلا دیئے جائیں، اسلامی انقلاب کے ساتھ، ایک ہی دفعہ سپر پاور ممالک کی تمام گھٹیا چالوں کو پاش پاش کر دیا اور ایک دفعہ دوبارہ پوری دنیا پر واضح کر دیا کہ دنیا اور آخرت کی خوشبختی اور سعادت کیلئے پیغمبروں کے نورانی راستے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

وہ ایک شب زندہ دار عابد اور آگاہ سیاستدان تھے۔ عام لوگوں کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ اپنی رہبری کے تمام ایام میں وہ ایک کرائے کے گھر میں زندگی بسر کرتے رہے۔ ہر گز کسی پر ظلم نہیں کیا اور کسی بھی ستمگر اور ظالم کے سامنے خاموشی اختیار نہیں کی۔ وہ ایسی شخصیت تھے کہ دشمنان اسلام جس کا نام سن کر وحشت زدہ ہو جاتے تھے لیکن اگر وہ کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اپنے مولا امام علیؑ کی طرح بہت پریشان ہو جاتے تھے۔ اسلام پر عمل کرنے کیلئے کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ جس طرح سے محکم اور مضبوط انداز میں کہتے تھے کہ امریکہ کوئی بیہودگی نہیں کرسکتا، جب امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے بارے میں سنتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ لوگوں کے دینی سوالات کے جوابات دیتے تھے۔ ان کے درمیان تشریف لاتے تھے اور ان سے گفتگو کرتے تھے۔ مرحوم عوام کے سامنے فرماتے: ''مجھے ایک خدمت گزار کہا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ مجھے امام کہا جائے۔''

یہ امام خمینی کی بعض خصوصیات تھیں کہ جو باعث بنیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کے زمانہ غیبت میں لوگوں کی رہبری اور ہدایت کی ذمہ داری ان کے کندھوں پر ڈالی گئی۔

اس عظیم مرد الٰہی کی وفات کے بعد اسلامی معاشرے کی اہم اور بھاری ذمہ داری ان کے نزدیک ترین ساتھی یعنی آیت اللہ خامنہ ای حفظہ اللہ کے سپرد کی گئی۔ ان کی دور اندیشی، شجاعت، پرہیزگاری اور ان کی امام اور انقلاب کی نسبت وفاداری باعث بنی کہ مجلس خبرگان نے انہیں اسلامی معاشرے کی رہبری کیلئے لائق ترین فرد کے طور پر متعارف کروایا۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ کیا چیز باعث بنی کہ امام مہدی علیہ السلام خدا کے حکم سے نظروں سے غائب ہو جائیں؟
2۔ امام صادق علیہ السلام کی حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے زمانہ غیبت میں لوگوں کے رہنماؤں کی خصوصیات بیان کریں۔
3۔ لوگ کیوں ولی فقیہ کی پیروی کریں؟ وضاحت کریں۔
4۔ امام خمینی رحمہ اللہ علیہ کی خصوصیات میں سے تین خصوصیات بیان کریں۔

ہماری رائے

آپ آگاہ افراد کی مدد سے یا ان کتابوں کے مطالعہ سے جو امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ اور رہبر معظم انقلاب کی زندگی کے بارے میں لکھی گئی ہیں، ان شخصیات کی زندگی کے بارے میں کچھ واقعات یا داستانوں کو لکھیں اور ان کو اپنے کلاس کے دوستوں کے سامنے پڑھیں۔

الٰہی

خدایا غیبت امامؑ کے زمانے میں

ہمیں ان کی راہ وروش کی پیروی کرنے پر ثابت قدم رکھنا

اور ہمیں ان کاموں میں مشغول کرنا جو ان کی خوشنودی کا باعث بنیں

اور ہماری مدد فرما تاکہ ہم اپنے آپ کو برائیوں سے پاک کریں

تاکہ ان کے دوستوں میں سے قرار پائیں۔

خدایا علماء دین کی، جو کہ زمانہ غیبت میں تیرے دین کے محافظ ہیں

نصرت فرما

اور ان کی گرانقدر کوششوں کا انہیں نیک صلہ عطا فرما۔

حصہ سوم

زادِ راہ

کامیابی اور سعادت کی جانب ہم انسان جو سفر کر رہے ہیں اس کو زادہ راہ کی ضرورت ہے۔گذشتہ سالوں میں ہم نے زاد راہ کے بعض نکات کی شناخت حاصل کی۔آئین سعادت جلد 1 میں ہم بلوغت کے دوران (افتخار بندگی) اور اس کی شرائط و خصوصیات سے آشنا ہوئے اور ہم نے جانا کہ نماز جو (دین کا ستون) ہے جیسی عبادتوں کیلئے ضروری ہے کہ ہم (طہارت) حاصل کریں اور ہمیں نجاسات جیسے خون اور دیگر نجاسات سے پرہیز کرنا ہوگا۔اور اسی طرح سے آداب اور احکام (نماز جماعت)اور غسل کے طریقے کو بھی ہم نے سیکھا۔اس کے علاوہ روزہ کہ جو (ایک سنہری موقع) ہے اور وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب لیکر جاتا ہے سے بھی آشنا ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں ہم بعض دیگر زادِ راہ کے نکات سے آشنائی حاصل کریں گے:

آٹھواں درس: (وضو اور تیمم) نماز کو انجام دینے کیلئے مقدمہ کو، بیان کرتا ہے۔نماز پڑھنے کیلئے ضروری ہے کہ وضو کیا جائے اور بعض شرائط میں وضو کی جگہ پر تیمم کیا جائے کہ اس درس میں اس کے احکام اور شرائط سے آشنا ہوں گے۔

نواں درس: (مبطلات نماز) یہ درس ہمیں ان بعض چیزوں سے جو نماز کے باطل ہونے کا سبب بنتی ہیں سے آشنا کروائے گا۔

آٹھواں درس

وضو اور تیمم (۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

زیادہ وضو کرو تا کہ خدا تمہاری عمر میں اضافہ فرمائے۔ اگر تمہارے لئے ممکن ہو کہ دن رات میں وضو کی حالت میں رہو، تو اس کام کو انجام دو؛ جو شخص باوضو سوتا ہے، اس کا بستر صبح تک اس کیلئے مسجد ہوتا ہے اور اس کا سونا نماز! (۱)

- جب ہم نماز پڑھنے لگیں؛
- جب ہم ارادہ کریں کہ ہم قرآن مجید کی آیات کو ہاتھ لگائیں؛
- جب ہم حج پر جائیں اور حج کا واجب طواف انجام دینے لگیں؛
- جب ہم خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو (جو کسی بھی زبان میں لکھا ہو) ہاتھ لگانے لگیں؛

ان تمام مواقع پر، واجب ہے کہ ہم وضو کی حالت میں ہوں۔

---

(۱) استاد محترم! یہ درس صرف بچوں کے نماز کے بعض احکام سے آشنائی کیلئے لکھا گیا ہے اور اس کا ہدف الفاظ کو حفظ کرنا اور پیچیدہ سوالات اور پہیلیوں کے انداز میں بیان کرنا نہیں ہے۔

(۲) وسائل الشیعہ، ج 2، ص 383 و مستدرک الوسائل، ج 1، ص 297

صحیح وضو کی شرائط

جو شخص چاہتا ہے کہ وضو کرے، اسے صحیح وضو کرنے کے طریقہ کار کے علاوہ ان نکات کی طرف توجہ کرنا بھی ضروری ہے جن کو صحیح وضو کی شرائط کہا جاتا ہے۔

وہ شرائط یہ ہیں:

1۔ وضو کے پانی کا پاک ہونا: جس پانی سے ہم وضو کر رہے ہیں اسکا پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر ہمیں علم نہ ہو یا ہم بھول جائیں کہ پانی نجس ہے اور اسی نجس پانی سے وضو کریں، تو ہمارا وضو باطل ہے۔

2۔ وضو کے پانی کا مطلق ہونا: اس شرط کی وضاحت کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ پانی دو قسموں کا ہوتا ہے: مطلق اور مضاف۔

آب مطلق خالص پانی کو کہا جاتا ہے کہ جس میں کسی اور چیز کا اضافہ نہ کیا گیا ہو یا وہ کسی چیز سے نچوڑا نہ گیا ہو؛ بارش کا پانی، چشموں کا پانی، کنوؤں کا پانی، نہروں، دریاؤں کا پانی اور گھروں میں جو پائپوں کے ذریعے سے پانی آتا ہے وہ آب مطلق کہلاتا ہے۔

لیکن وہ پانی کہ جو خالص نہیں ہے اور اس کو کسی اور چیز سے حاصل کیا گیا ہے جیسے گلاب اور پھلوں کا رس یا اس پانی میں کسی چیز کا اضافہ کر دیا گیا ہو) مثال کے طور پر بہت زیادہ نمک ملا پانی یا بہت زیادہ مٹی ملا ہوا پانی کہ اب اس کو پانی نہیں کہا جا سکتا؛ آب مضاف کہلاتا ہے۔

وضو صرف آب مطلق سے کیا جا سکتا ہے اور آب مضاف سے وضو نہیں کیا جا سکتا ہے۔

3۔ پانی اور اس کے برتن کا مباح ہونا: وہ پانی کہ جس سے ہم وضو کرتے ہیں اسکا مباح ہونا ضروری ہے؛ یعنی وہ پانی ہمارا اپنا ہے یا اگر وہ کسی دوسرے کا ہے تو وہ ہمارے اس پانی سے وضو کرنے سے راضی ہے۔ لہٰذا غصبی (۱) پانی کا استعمال حرام ہے اور اس پانی سے کیا جانے والا وضو بھی باطل ہوگا۔ البتہ ایسے پانی سے وضو کرنا جو عمومی مقامات پر پایا جاتا ہے، صحیح ہے۔

4۔ وضو کے اعضاء کا پاک ہونا: اگر چہرہ، دونوں ہاتھ، سر یا پاؤں کا اوپر والا حصہ وضو کرتے وقت نجس ہوں تو پہلے ان کی نجاست کو دور کر لینا چاہیئے، اور پھر وضو کرنا چاہیئے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ اگر وضو کے اعضاء نجس ہوں تو وضو باطل ہے۔

5۔ وضو کے اعضاء میں کسی رکاوٹ کا نہ ہونا: وضو کرتے وقت، اگر کوئی چیز پانی کو وضو کے اعضاء تک پہنچنے میں رکاوٹ کا باعث بنے (مثلاً چہرے پر لگانے والی کریم کی چکنائی کہ جو چہرے اور ہاتھ پر باقی رہ جاتی ہے، نیل پالش، رنگ اور ٹیپ) تو اس صورت میں ہمارا وضو باطل ہوگا۔

---

(۱) اس پانی کو غصبی کہا جاتا ہے کہ اس کا مالک اس کے استعمال سے راضی نہ ہو۔

6۔ ترتیب: واجب ہے کہ وضو کے تمام مراحل کو ہم ترتیب سے انجام دیں؛ یعنی نیت کے بعد، پہلے اپنے چہرے کو دھوئیں؛ پھر سیدھے ہاتھ کو کہنیوں سے لیکر انگلیوں کے سروں تک، اور پھر بائیں ہاتھ کو اسی طرح سے؛ اس کے بعد اسی پانی کی رطوبت (گیلا پن) سے کہ جو ہاتھوں میں باقی ہے سر کا مسح اور اسی رطوبت سے سیدھے پاؤں کا سیدھے ہاتھ کے ساتھ مسح اور الٹے پاؤں کا الٹے ہاتھ سے مسح کریں۔ اگر کوئی شخص اس ترتیب کو توڑے، اسکا وضو باطل ہو جائے گا۔

7۔ موالات: واجب ہے کہ وضو کے کاموں کو یکے بعد دیگرے انجام دیا جائے اور ان کے درمیان فاصلہ نہ رکھا جائے۔ اگر ہم وضو کے اعمال میں اتنا فاصلہ ڈالیں کہ وضو کی حالت باقی نہ رہے، اس طرح سے کہ دیکھنے والے یہ کہیں کہ یہ شخص کسی اور کام میں مصروف ہو گیا ہے؛ مثلاً وضو کرتے وقت، کوئی شخص موبائل پر بات کرنے لگے، بجائے اس کے کہ وضو کو پورا کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

کلاس سرگرمی

الف) دلیل کے ساتھ وضاحت کریں کہ دیئے گئے نکات میں مکلف کا کونسا وضو صحیح اور کونسا وضو غلط ہے۔

- اس کے پاس پاک پانی نہیں ہے اور اسی لئے وہ عرق گلاب کے ساتھ وضو کر رہا ہے۔

____

____

____

- سفر کے دوران، نہر کے پانی سے وضو کرتا ہے۔

____

____

____

- وضو کرتے وقت کوئی شخص اسے فون کرتا ہے اور وہ موبائل پر گفتگو کرنا شروع کر دیتا ہے اور گفتگو ختم کرنے کے بعد اپنے وضو کو پورا کرتا ہے۔

____

____

____

ب) اپنے استاد محترم کے سامنے وضو کیجئے اور ان سے کہیں کہ آپ کے وضو میں پائے جانے والی احتمالی غلطیوں کی نشاندہی کریں۔

مزید جانیے

وضو کے چند اہم مسئلے

اول: اگر کسی شخص کے ناخن عادی حالت سے زیادہ بڑھے ہوئے ہوں تو ان کے نیچے جمی میل کو وضو کیلئے صاف کریں۔

دوم: اگر کوئی شخص بیماری یا کسی اور مشکل کی وجہ سے خود وضو نہیں کرسکتا تو دوسرے شخص سے کہے کہ وہ اسے وضو دلائے؛ اس حالت میں، مکلف خود وضو کی نیت کرے اور وضو کے کاموں میں سے جو کام خود انجام دے سکتا ہے اسے خود انجام دے۔

سوم: اگر وضو کے پورا ہونے سے پہلے، وہ جگہ کہ جسے دھویا ہے یا اس کا مسح کیا ہے نجس ہو جائے، تو وضو صحیح ہے؛ البتہ اسے نماز کے لئے پاک کرے۔

چہارم: خواتین اس جگہ پر وضو نہ کریں جہاں مرد حضرات انہیں دیکھ رہے ہوں، جیسے مساجد کے صحن میں، اگر چہ اس سے وضو باطل نہیں ہوتا ہے۔

پنجم: وضو کے دوران چلنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لہذا اگر چہرہ اور ہاتھوں کو دھونے کے بعد چند قدم چلے اور اس کے بعد سر اور پاؤں کا مسح کرے، تو اس کا وضو صحیح ہے۔

ششم: اگر وضو کرنے کے بعد کسی ایسی چیز کو اعضاءِ وضو پر دیکھے جو کہ پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ تھی اور اسے علم نہ ہو کہ یہ رکاوٹ وضو کے وقت موجود تھی یا بعد میں لگی ہے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

ہفتم: لاکٹ وغیرہ جیسی چیزیں کہ جن کے اوپر اللہ یا کسی پیغمبر یا معصوم اماموں کا نام لکھا ہو (کہ جو بدن کے ساتھ مس ہوتا رہتا ہے) تو اس کیلئے وضو کرنا ضروری ہے۔

تیمم

بعض ایسے مواقع اور حالات پائے جاتے ہیں کہ جہاں پر وضو یا غسل کی جگہ پر تیمم کرنا چاہیئے۔ ان میں سے بعض مواقع یہ ہیں کہ جب شخص کے پاس

1۔ پانی ہو، لیکن وہ غصبی نجس یا بہت زیادہ گل آلود ہو۔

2۔ پانی بہت کم ہو کہ اگر وہ اس سے وضو کرلے تو پیاس کی وجہ سے مشکل میں پڑ جائے گا۔

کلاس سرگرمی

اپنے دوستوں کی مدد سے مزید تین ایسے مواقع بیان کریں کہ جہاں پر وضو کے بدلے تیمم کرنا چاہیئے۔

1۔ ______________________

2۔ ______________________

3۔ ______________________

تیمم کرنے کا طریقہ کار

خدا کی خوشنودی اور اس نیت کے بعد کہ وضو کے بدلے تیمم کر رہے ہیں یا غسل کے بدلے، دیئے گئے مراحل کو ترتیب کے ساتھ انجام دیں گے:

- دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ایک ساتھ پاک مٹی یا ہر اس چیز پر ماریں گے کہ جس پر تیمم کرنا جائز ہے۔

- ہاتھوں کو پیشانی کے اوپر والے حصے پر رکھیں گے اور ان کو ابروؤں اور ناک کے اوپر والے حصے تک کھینچیں گے۔

- الٹے ہاتھ کی ہتھیلی کو سیدھے ہاتھ کی پشت پر رکھیں گے اور کلائی سے لیکر انگلیوں کے سرے تک کھینچیں گے۔

■ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی کو الٹے ہاتھ کی پشت پر رکھیں گے اور کلائی سے لیکر انگلیوں کے سرے تک کھینچیں گے۔

بعض چیزیں جو وضو اور تیمم کو باطل کر دیتی ہیں، یہ ہیں:

1۔ پیشاب، پاخانہ اور معدے سے نکلنے والی گیسوں کا نکلنا

2۔ سو جانا (اس صورت میں کہ آنکھیں نہ دیکھیں اور کان بھی نہ سنیں (۱)

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ صحیح وضو کی شرائط، پانچ چیزوں کے نام لکھئے اور ان کی وضاحت کیجئے۔

2۔ تین ایسے مواقع کہ جہاں پر شخص کو نماز کیلئے وضو یا تیمم کرنا چاہیئے بیان کیجئے۔

3۔ تیمم کرنے کے صحیح طریقہ کار کو خلاصہ کی صورت میں وضاحت کیجئے۔

ہماری رائے

اپنے مرجع تقلید کی توضیح المسائل میں رجوع کیجئے اور پڑھیئے کہ مٹی کے علاوہ تیمم کا کن دیگر چیزوں پر انجام دینا صحیح ہے۔

(۱) اس کے علاوہ، وضو اور تیمم کو باطل کرنے والی اور چیزیں بھی ہیں کہ جن سے ہم آئندہ آشنا ہوں گے۔

الٰہی

وضو کی دعاء

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام وضو کرتے وقت ان دعاؤں کو پڑھتے تھے:

جب ہاتھوں کو دھونے لگتے تو خدا کو مخاطب کر کے کہتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ	اللہ کے نام سے اور اس کی مدد سے
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی مِنَ التَّوَّابِینَ،	خدایا! مجھے توبہ کرنے والوں
وَاجْعَلْنِی مِنَ الْمُتَطَهِّرِینَ.	اور پاک افراد میں سے قرار دے۔

جب چہرے کو دھوتے تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَیِّضْ وَجْهِی	خدایا! میرے چہرے کو سفید کرنا
یَوْمَ تَسْوَدُّ فِیهِ الْوُجُوهُ	اس دن جب چہرے سیاہ ہوجائیں گے،
وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِی	اور مجھے سیاہ چہرہ نہ کرنا،
یَوْمَ تَبْیَضُّ فِیهِ الْوُجُوه	اس دن جب انسان سفید چہروں والوں ہوں گے

جب دائیں ہاتھ کو دھوتے تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِی كِتَابِی بِیَمِینِی	خدایا! میرے اعمال کی کتاب کو میرے سیدھے ہاتھ میں قرار دے
وَ الْخُلْدَ فِی الْجِنَانِ بِیَسَارِی	اور جنت میں ہمیشہ کی زندگی کو میرے الٹے ہاتھ میں
وَ حَاسِبْنِی حِسَاباً یَسِیراً.	اور حساب وکتاب کو میرے اوپر آسان فرمانا۔

جب بائیں ہاتھ کو دھوتے تو فرماتے:

اللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِی کِتَابِی بِشِمَالِی	خدایا! میرے اعمال کی کتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں
وَلَا مِن وراءِ ظھری	اور پیچھے سے مجھے نہ دینا
وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِي	اور میرے ہاتھوں کو زنجیر کے ساتھ میری گردن سے نہ باندھنا
وَأَعُوذُبِكَ مِنْ مُقَطَّعَاتِ النِّیرَانِ.	اور عذاب کی آگ کے شعلوں سے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔

مسح کرتے وقت فرماتے:

اللّٰھُمَّ غَشِّنِی بِرَحْمَتِكَ وَ بَرَكَاتِكَ وَعَفْوِكَ.	خدایا اپنی رحمت اور برکت اور عفو درگذر سے مجھے لپیٹ لے

پاؤں کا مسح کرتے وقت فرماتے:

اللّٰھُمَّ ثَبِّتْنِی عَلَى الصِّرَاطِ	خدایا! میرے پاؤں کو سیدھے راستے پر ثابت اور استوار فرما
یَوْمَ تَزِلُّ فِیهِ الْأَقْدَامُ	اس دن کہ جب قدم پھسل رہے ہوں گے
وَاجْعَلْ سَعْیِی فِیمَا یُرْضِیكَ عَنِّی	اور میری تلاش کوشش کو اپنی راہ کی رضا میں قرار دے
یَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ	اے عظمت و بزرگی والے!

کتنا اچھا ہوگا کہ ہم اس دعا کو زبانی یاد کریں اور وضو کرتے وقت پڑھیں
تا کہ اپنے امام بزرگوار علی علیہ السلام کی سیرت کی اقتداء کریں۔

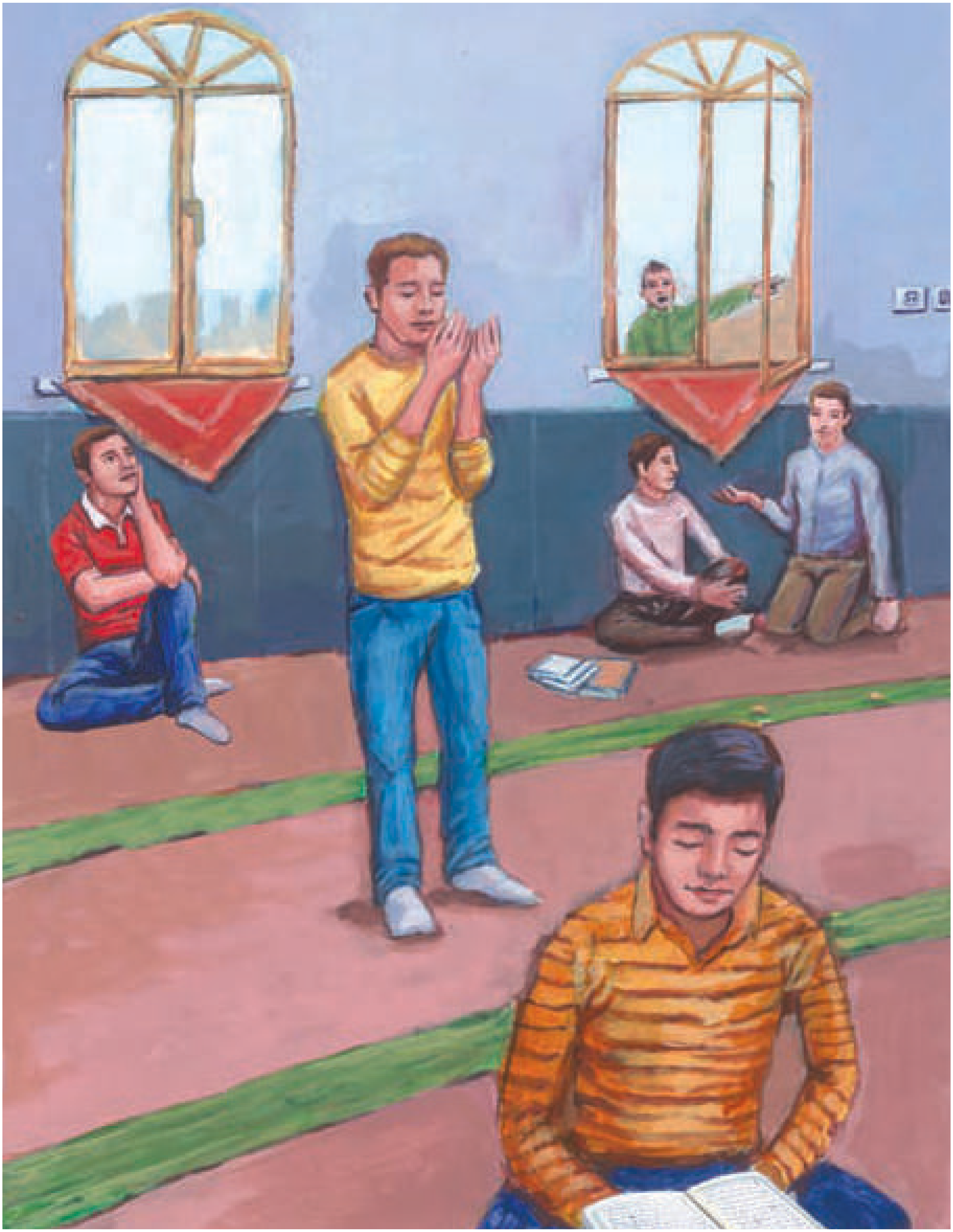

نواں درس

مبطلاتِ نماز (۱)

اس دن، مدرسہ کی مسجد دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ بھری ہوئی تھی۔

میں اور محسن بھی مسجد کے ایک کونے میں ایک دوسرے کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک بچے نے کھڑکی میں سے جھانکا اور کہا: بچو! جلدی کرو، گھنٹی بجنے والی ہے۔ تھوڑی دیر بعد، محسن نے اچانک اپنی نماز کو توڑا اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد دوبارہ تکبیرہ الاحرام کہی اور نماز شروع کر دی۔

اس کی نماز جب ختم ہوئی، تو میں نے پوچھا: تم نے اپنی نماز کیوں توڑی؟ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ نماز کا توڑنا حرام ہے؟

اس نے جواب دیا: اگر کوئی شخص بغیر دلیل کے نماز کو توڑے تو اس نے حرام کام انجام دیا ہے، لیکن میں نے بغیر دلیل کے یہ کام نہیں کیا ہے۔ میری نماز اس سے پہلے کہ میں اس کو توڑوں، خود باطل ہو چکی تھی۔

میں نے تعجب سے پوچھا وہ کیسے؟!

اس نے کہا: میں تسبیحات اِربعہ پڑھ رہا تھا کہ مجھے شک ہوا کہ میں تیسری رکعت پڑھ رہا ہوں یا چوتھی۔ اسی لئے میری نماز باطل ہوگئی تھی اور میں نے نماز توڑ دی اور دوبارہ شروع سے پڑھنا شروع کر دی۔

میں نے کہا: کس نے کہا ہے کہ انسان نماز میں جس جگہ بھی شک کرے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے؟ تم نے بلاوجہ نماز توڑی ہے!

اس نے پوچھا: تمہیں یقین ہے کہ میری نماز صحیح تھی؟

میں نے کہا: ہاں، ہماری مسجد کے امام جماعت چند دنوں سے مبطلات نماز کے بارے میں گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے یہ بات ان سے سنی ہے۔ اگر تم یقین حاصل کرنا چاہتے ہو تو آج رات کو مسجد میں آنا اور خود ان سے پوچھ لینا۔

---

(۱) اساتید محترم، یہ درس طالب علموں کے نماز کے بعض احکام سے آشنائی کیلئے لکھا گیا ہے اور اس کا ہدف الفاظ کو حفظ کرنا اور پہلیاں اور مشکل سوالات بنانا نہیں ہے۔

گذشتہ سالوں میں ہم نماز کے بعض احکام اور آداب سے آشنا ہوئے اور ہم نے سیکھا کہ وہ نماز جو آداب اور احکام کی رعایت کرتے ہوئے پڑھی جائے وہ خداوند تعالیٰ کی خشنودی حاصل کرنے کے علاوہ انسان کی روح اور بدن پر بے پناہ اثر ڈالتی ہے۔ ہم اس درس میں کچھ دیگر احکام کو بیان کریں گے کہ جن کی طرف توجہ نہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مبطلاتِ نماز

کیا آپ جانتے ہیں کہ کونسے کام نماز کو باطل کر دیتے ہیں؟ مراجع تِقلید کے فتوؤں کے مطابق مبطلات ِنماز بارہ چیزیں ہیں کہ ان میں سے بعض کو ہم یہاں بطور خلاصہ بیان کرتے ہیں:

1۔ شرائطِ نماز میں سے کسی ایک کا ختم ہو جانا: گذشتہ کتاب میں ہم نماز کی بعض شرائط سے آشنا ہوئے ہیں؛ نماز گزار کے بدن اور لباس کا پاک ہونا، باوضو ہونا اور اسی طرح سے نماز گزار کا لباس اور جگہ کا غصبی نہ ہونا ان شرائط میں سے تھا۔

اگر نماز گزار دوران نماز متوجہ ہو کہ ان میں سے کوئی شرط ختم ہو گئی ہے؛ مثلاً اسے یاد آئے کہ اس نے وضو نہیں کیا یا جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے وہ غصبی ہے، تو اسکی نماز باطل ہے۔

2۔ وضو کا باطل ہونا: اگر نماز گزار کا وضو باطل ہو جائے، تو اس کی نماز بھی باطل ہو جائے گی۔

3۔ قبلہ سے رخ موڑ لینا: اگر نماز گزار دوران نماز اپنے چہرے اور رخ کو قبلہ سے دائیں یا بائیں طرف موڑ لے (اس قدر کہ اس کو قبلہ رخ شمار نہ کیا جائے) اس کی نماز باطل ہے اور اس کام کو عمداً (جان بوجھ کر) یا سہواً (بھولے سے) انجام دینے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

4۔ بلند آواز میں ہنسنا (قہقہ لگانا): بلند آواز سے ہنسنا، اس صورت میں کہ عمداً (جان بوجھ کر) کیا جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مسکرانا یا اونچی آواز میں ہنسنا کہ جو عمداً نہ ہو، نماز کو باطل نہیں کرتا۔

5۔ نماز کے دوران باتیں کرنا: اگر نماز گزار نماز کے دوران عمداً بات کرے، حتیٰ ایک لفظ ہی کیوں نہ ہو (مثلاً کہے اوہو)، اسکی نماز باطل ہو جائے گی، لیکن اگر بغیر توجہ کے بھول کر نماز کے دوران کچھ کہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کو دو سجدہ سہو انجام دینے ہوں گے۔(۱)

6۔ نماز کی حالت کو توڑ دینا: اگر نماز گزار نماز کے دوران، کوئی ایسا کام انجام دے کہ نماز کی حالت ٹوٹ جائے، مثلاً تالیاں بجائے، یا اچھل کود کرے، اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کم ہو یا زیادہ، عمداً کیا جائے یا سہواً۔ البتہ وہ کام کہ جو نماز کی حالت یا صورت کو نہیں توڑتے مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا، نماز کو باطل نہیں کرتے ہیں۔

---

(۱) سجدہ سہو اس طرح سے انجام دیئے جاتے ہیں: نماز کے بعد بلا فاصلہ نماز گزار سجدہ سہو کی نیت کرے اور سجدہ میں جائے اور کہے بسم اللہ و باللہ اللھم صل علی محمد و آل محمد پھر سجدے سے اپنے سر کو اٹھائے اور پھر بیٹھے اور پھر دوبارہ سجدہ میں جائے اور یہی ذکر پڑھے اور اس کے بعد سر کو سجدے سے اٹھائے اور تشہد پڑھ کر سلام پڑھے۔

7۔کھانااور پینا: کھانا اور پینا نماز کے باطل ہونے کا باعث بنتے ہیں۔لیکن اگر نماز گزار غذا کے چھوٹے ذرات یا دیگر چیزیں کہ جو اس کے منہ میں ہوں، دوران نماز نگل لے، تو اس کی نماز صحیح ہے۔

8۔ارکان اور واجباتِ نماز کو زیادہ یا کم کرنا: ہم گذشتہ سالوں میں ارکان اور واجباتِ نماز سے آشنا ہوئے ہیں۔اگر نماز گزار عمداً یا سہواً ارکانِ نماز میں سے کسی ایک؛ جیسے رکوع کو کم یا زیادہ کرے، تو اس کی نماز باطل ہے۔البتہ باقی واجباتِ نماز کو کم یا زیادہ کرنے میں سوائے ارکان کے، صرف اس وقت نماز باطل ہوتی ہے جب عمداً ایسا کیا جائے۔

9-دو یا تین رکعتی نماز کی رکعتوں میں شک کرنا: اگر نماز گزار دو یا تین رکعتی نماز ادا کر رہا ہے اور وہ شک کرے کہ وہ کس رکعت میں ہے اور کچھ دیر سوچنے اور یاد کرنے کے باوجود اگر اس کا شک ختم نہ ہو تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اور اسی طرح سے اگر چار رکعتی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں شک کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔(۱)

کلاس سرگرمی

ان مندرجہ بالا نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے، کیا درس کے آغاز میں بیان ہوئے والی کہانی میں محسن کی نماز باطل ہوگئی تھی؟

نماز کے بارے میں چند اہم مسئلے

- نماز گزار، نماز کے قنوت میں اردو یا کسی بھی دوسری زبان میں، دعا مانگ سکتا ہے۔
- اگر نماز گزار اپنی نماز کے اذکار کو اتنی تیزی کے ساتھ پڑھے کہ ان کا تلفظ صحیح نہ ہو تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔
- اگر نماز کے واجب ذکر کو حرکت کی حالت میں کہے؛ مثلاً رکوع کے ذکر کے کچھ حصے کو اس حالت میں ادا کرے کہ وہ رکوع سے اٹھ رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔
- نماز گزار نماز کے دوران دوسروں کو سلام نہ کرے، لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس کو سلام کرے، تو وہ نماز کی حالت میں اس کے سلام کا جواب لازمی دے، البتہ اگر غلط الفاظ سے سلام کیا گیا ہو کہ جس کو سلام نہیں کہا جاسکتا یا مذاق اڑانے کے انداز میں سلام کیا گیا ہو تو اس کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔
- کھانسی، چھینک یا جمائی لینا نماز کو باطل نہیں کرتا۔
- اگر نماز گزار نماز کے بعد شک کرے کہ آیا نماز کے دوران، اس نے کوئی ایسا کام سرانجام دیا ہے کہ جس سے نماز باطل ہو جائے یا نہیں، تو اس کی نماز صحیح ہے۔
- گناہوں کی بخشش کیلئے نماز میں گریہ کرنا، خواہ وہ آہستہ ہو یا اونچی آواز سے ایک پسندیدہ عمل ہے۔

---

(۱) دیگر مبطلاتِ نماز کیلئے مراجع تقلید کی توضیح المسائل کی طرف رجوع کریں۔

واجب نماز کو اپنے اختیار سے توڑنا حرام ہے، لیکن مالی یا جانی نقصان سے بچاؤ کیلئے ایسے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کلاس سرگرمی

نیچے دیئے گئے نکات میں وضاحت کیجئے کہ آیا نماز گزار کی نماز صحیح ہے یا نہیں:

1۔ اسے بہت جلدی ہے اور اسی لئے وہ نماز کے بعض اذکار کو حرکت کی حالت میں ادا کر رہا ہے۔

____

____

2۔ کمرے کے درمیان میں نماز ادا کر رہا ہے اور اس کا چھوٹا بھائی اپنی سائیکل کو اس کے پاؤں سے زور زور سے مار رہا ہے اور وہ بھی بے اختیار چیخ اٹھتا ہے: آہ! اور کچھ دیر خاموشی کے بعد، اپنی نماز کو جاری رکھتا ہے اور نماز کے ختم ہونے کے بعد دو سجدہ سہو انجام دیتا ہے۔

____

____

3۔ وہ حمد اور سورہ پڑھنے میں مشغول ہے کہ اچانک ایک آواز بلند ہوتی ہے، بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے اور پھر جلدی سے اپنا رخ قبلہ کی طرف پلٹا لیتا ہے اور باقی حمد اور سورہ کو پڑھتا ہے۔

____

____

4۔ وہ ٹیلی ویژن کے سامنے نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی شخص ٹیلی ویژن چلا دیتا ہے۔ اور فلم میں مزاحیہ جملوں کو سن کر وہ اپنی پوری کوشش سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتا ہے اور صرف آہستہ آہستہ ہنستا ہے۔

____

____

5۔ نماز کے دوران، اس کے موبائل فون پر گھنٹی بجتی ہے، بغیر اس کے کہ وہ ذکر پڑھے، اس کو جیب میں سے نکالتا ہے اور اسے دیکھتا ہے اور پھر اس کو بند کر دیتا ہے اور اپنی نماز کو جاری رکھتا ہے۔

____

____

6۔ چار رکعتی نماز میں جب وہ اپنا سر سجدے سے اٹھاتا ہے، شک کرتا ہے کہ دوسری رکعت میں ہے یا تیسری رکعت میں۔

____

____

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ مبطلاتِ نماز کے پانچ نکات کا نام بتائیے۔
2۔ نماز کے دوران دیئے جانے والے سلام کو انسان کن حالتوں میں جواب نہیں دے سکتا۔
3۔ اگر نماز گزار نمازِ مغرب میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

مزید جانیے

امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:
جب انسان نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، خداوند تعالیٰ کی رحمت کہ جس نے اسے گھیرے میں لیا ہوا ہے کی وجہ سے، شیطان اسے حسد کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔(۱)

---

(۱) خصال،10/632

الٰہی

نماز کے بعد کی دعا

خداوندا! یہ وہ نماز تھی کہ جو میں نے تیری بارگاہ میں ادا کی

اس لئے نہیں کہ تو اس کا محتاج ہے

یا تجھے اس میں کوئی دلچسپی یا لالچ ہے

بلکہ تیری بڑائی اور اطاعت کیلئے

اور اس چیز کو قبول کرنے کیلئے کہ جس کا تو مجھے حکم دیا

خداوندا! اگر میری نماز میں

تو نے کمی یا غلطی دیکھی،

خواہ اس کے رکوع میں،

خواہ اس کے سجود میں،

تو میرا مواخذہ نہ کرنا

اور میری نماز کو قبول کرنے اور اپنی مغفرت کے ذریعے

میرے اوپر اپنا فضل فرما۔(۱)

---

(۱) مفاتیح الجنان، مشترک تعقیبات نماز

فصل چہارم

اخلاق

آئین سعادت کی گذشتہ کتابوں میں ''اخلاق'' کے باب میں ہم ان موضوعات سے آشنا ہوئے ہیں:

آئین سعادت 1: حیا اور حجاب کے زندگی میں مثبت اثرات (نشان عزت)، زندگی میں علم کی اہمیت اور مسلمانوں کی ترقی میں اسکا کردار (فرشتوں کے پروں پر) ایک اچھے دوست کے انتخاب کے معیارات (کمال ہمنشین)، دو صفات سستی اور تیزی کی شناخت اور اس کے علاج کے راستے (شیطان کے چیلے)

آئین سعادت 2: حیا اور حجاب کی حفاظت کے ذریعے ایک پرسکون زندگی تک پہنچنے کی راہوں کی تحقیق (عظمت کی نشانی)، اسراف کی آفات کی شناخت، مصرف گرائی اور فیشن زدگی کے زندگی میں اثرات اور ان سے پرہیز کے طریقے (زندگی کا سلیقہ)، دو قیمتی چیزوں جو انسان کا سرمایہ ہیں نعمتِ عمر اور نعمت تفکر سے آشنائی اور انسان کی کامیابی اور سعادت میں ان کا کردار (دو قیمتی چیزیں)، زبان کی تین اہم بیماریوں جھوٹ، غیبت اور گالیوں کی شناخت اور ان کے علاج کا طریقہ کار (زبان کی آفات)، اسلام میں کام کا مقام اور حلال روزی کے زندگی میں اثرات (کام کی اہمیت)، دعا کے آداب سے آشنائی اور خدا سے مدد طلب کرنے کیلئے اس کے استعمال کا طریقہ کار (خزانوں کی کنجی)

اس کتاب میں ہم کچھ دیگر اخلاقی موضوعات سے آشنا ہوں گے:

دسواں درس (ہمدلی اور ہمراہی): ابھی تک ہم دوست کے انتخاب کے تین معیارات سے آشنا ہوئے ہیں۔ اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ دوست کا انتخاب زندگی کے اہم ترین واقعات میں سے ہے۔ اس کے علاوہ، دوست کے انتخاب کے دیگر معیارات سے بھی آشنا ہوں گے۔ دوست کے انتخاب کے معیارات جیسے اہل گناہ نہ ہونا، عاقل اور خیر خواہ ہونا۔ اسی طرح سے اچھے دوست کی نسبت ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں یہ بھی ہم اس درس میں سیکھیں گے۔

دسواں درس

ہمدلی اور ہمراہی

رشتہ داروں سے زیادہ نزدیک (۱)	آگ کا ٹکڑا (۲)
بہترین سرمایہ اور ذخیرہ (۳)	ہر چیز سے زیادہ ڈراؤنا (۴)
انسان کی روح و جان کے زندہ ہونے کا سبب (۵)	خوبصورت تلوار لیکن زہر آلود (۶)

آپ کے خیال میں پہلے کالم میں موجود صفات کس چیز یا کس شخص کے بارے میں ہیں؟
دوسرے کالم کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟
ممکن ہے آپ کے خیال میں دونوں کالموں میں پائی جانیوالی صفات کسی چیز یا شخص کے بارے میں ہوں؟

---

(۱) امام علی (ع) غرر الحکم، ج1 ص14، ح33
(۲) پیامبر اکرم (ص)، کنز العمال، _24855
(۳) امام علی (ع) غرر الحکم، 1665
(۴) پیامبر اکرم (ص)، بحار الانوار، ج74 ص167
(۵) امام علی (ع) غرر الحکم، 5842
(۶) امام جواد (ع)، بحار الانوار، ج74 ص198

زندگی سنوارنے والا انتخاب

پوری زندگی میں ہم مختلف قسم کی ضرورتوں سے روبرو ہوتے ہیں؛ پانی، غذا، رہائش، صاف ہوا وغیرہ کی ضرورت۔ بہت واضح ہے کہ انسان کی ضروریات صرف اس کے جسم کی ضرویات تک محدود نہیں رہتیں اور اس کی روحی ضروریات اگر اس سے زیادہ اہم نہ ہوں تو یقیناً جسمی ضروریات سے کم اہم نہیں ہیں۔

انسان کی روحانی ضروریات میں سے اہم ترین ضرورت دوست کی ضرورت ہے۔ خدائے مہربان نے ہمیں اس طرح سے پیدا کیا ہے کہ ہم دوسروں کو پسند کرتے اور ان کو دوست رکھتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ لوگ بھی ہم سے دوستی رکھیں؛ اسی لئے تمام انسان اس تلاش میں رہتے ہیں کہ اپنے لئے اچھے دوستوں کو انتخاب کریں۔ اچھے دوستوں کے بغیر انسان اکیلا اور بے یارومددگار ہے اور روحی اور عاطفی یا جذباتی لحاظ سے اہم مشکلات سے دوچار ہوتا ہے۔

نوجوانی کی عمر میں دوست کا انتخاب بہت اہمیت کا حامل اور حساس معاملہ ہے؛ کیونکہ بلوغت کے ایام میں انسانی جذبات اور عواطف رشد اور شکوفائی کی حالت میں ہوتے ہیں اور اس دوران میں دوستی کا رابطہ اس شکوفائی میں مدد کرتا ہے اور انسانوں سے دوستی اور محبت کرنے کی حس کی پرورش کرتا ہے۔ اسی طرح سے جب دو دوستوں کے درمیان قلبی اور دلی رابطہ ایجاد ہو جاتا ہے، وہ دونوں ایک دوسرے کی صفات اور حالات سے اثر لیتے ہیں۔ نوجوانی کے دوران یہ اثر بہت گہرا ہوتا ہے اور کبھی کبھار اس قدر شدید ہوتا ہے کہ شخص کوشش کرتا ہے کہ اپنے دوست کی طرح باتیں کرے اور اس کی طرح زندگی گزارے اور چیزوں کا انتخاب کرے۔

البتہ یہ اثر پذیری بہت غیر محسوس اور تدریجی ہوتی ہے اس طرح سے کہ کبھی کبھار حتی انسان خود بھی اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور آہستہ آہستہ مکمل طور پر دوست کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔ امام علی علیہ السلام اس اثر پذیری کے بارے میں فرماتے ہیں:

فاسد افراد کی دوستی سے دوری اختیار کرو کیونکہ تمہارا وجود نادانستہ طور پر ناپاکی اور بدی کو ان سے قبول کر لیتا ہے جبکہ تمہیں اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔ (۱)

کلاس سرگرمی

شاید آپ نے تدریجی اور مرحلہ وار اثر پذیری کی بعض مثالوں کو اپنے اردگرد کے دوستوں میں دیکھا ہو، ان مثالوں کو اپنے دوستوں کے ساتھ بیان کریں۔

---

(۱) بحار الانوار، ج 74، ص 198

بہترین دوست

آپ کے دوست کون لوگ ہیں؟ کیا آپ نے کبھی اپنے آپ سے پوچھا کہ کیوں آپ نے ان کو اپنے دوست کے طور پر انتخاب کیا ہے؟ ان کو انتخاب کرنے کیلئے آپ کے معیار اور اصول کیا تھے؟ کیا اچانک ایک ملاقات کی بنیاد پر اور افراد کے ظاہری حلیے کی بنیاد پر ان کو دوست بنایا جاسکتا ہے؟

ہمارے اخلاق اور کردار پر دوستوں کے بہت زیادہ اثر انداز ہونے کی وجہ سے دوستوں کے انتخاب میں بہت زیادہ دِقت کرنے کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ اپنے دوستوں کو ایسے معیارات کی بنیاد پر انتخاب کریں کہ جو ہماری اخلاقی اور فکری ترقی کا باعث بنیں۔ ان میں سے بعض معیارات کے ساتھ ہم آئین سعادت 1 میں آشنا ہوئے ہیں؛ جیسے اہل نماز اور نیک ہونا، سچا اور وعدے کو وفا کرنے والا ہونا۔ اس دفعہ بھی ہم قرآن کریم اور اہل بیت کی احادیث کی طرف رجوع کے ذریعے سے اچھے دوست کی کچھ دیگر خصوصیات سے آشنا ہوں گے۔ آئمہ کے کلمات میں غور و فکر کے ذریعے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اچھا دوست وہ ہے کہ جو:

1۔ اچھے افکار کا حامل، اہل فکر اور عقلمند ہو (۱)

دوست کے انتخاب کے معیارات میں سے ایک معیار یہ ہے کہ جس شخص کو دوستی کیلئے انتخاب کیا جائے وہ عاقل ہو۔ عقلمند اور دوراندیش دوست ہمیں صحیح فیصلے کرنے میں مدد کرتا اور غلط راستوں کے خطرے میں پڑنے سے بچاتا ہے۔ ایسا دوست بغیر فکر اور عقلمندی کے دوست کو کوئی راہ نہیں دکھاتا اور اگر خود اپنے دوست کی مدد نہ کرسکے تو اپنے دوست کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کو آگاہ افراد سے مشورہ کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ اور دوسری طرف سے، نادان افراد کے ساتھ دوستی، یعنی ایسے لوگ کہ جو فکر اور عقلمندی کی بنیاد پر نہیں بلکہ احساسات اور وقتی جذبات کی بنیاد پر اپنے کاموں کو انجام دیتے ہیں، ہمارے لئے بہت زیادہ نقصانات کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے افراد اپنے دوستوں کو غلط اور نادرست مشورے دیکر انحراف اور کجروی کی راہوں کو ہموار کرتے ہیں۔

اسی لئے روایات میں نصیحت کی گئی ہے کہ نادان افراد کی دوستی سے پرہیز کریں کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ کے فائدہ کیلئے کام کریں لیکن اپنی نادانی کی وجہ سے آپ کے نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) سورہ اعراف، آیہ 199؛ اور امام علی (ع)، کافی، ج 4، ص 85

(۲) امام علی (ع)، نہج البلاغہ، حکمت 293

دوستی با مردم دانا نکوست		دشمن دانا بہ از نادان دوست

دشمن دانا بلندت می کند		برزمینت می زند نادان دوست

ترجمہ: دانا لوگوں کے ساتھ دوستی بہت اچھی ہے اور ایک دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے، کیونکہ عقلمند دشمن تمہیں بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے اور نادان دوست تمہیں زمین پر دے مارتا ہے۔

2۔ نہ صرف خود اہل گناہ نہیں ہوتا، بلکہ دوسروں کے گناہ کرنے سے بھی ناراحت اور غمگین ہو جاتا ہے (۱)

گناہوں سے اور اخلاقی برائیوں سے دور ہونا ایسے اچھے دوست کی خصوصیات میں سے ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض انسان گناہ اور برائی کے عادی ہوتے ہیں اور جس کسی کے ساتھ دوستی کرتے ہیں اس کو بھی اپنی بری عادات سے متاثر کرتے ہیں۔ اسی لئے حضرت علی علیہ السلام نے ایسے لوگوں سے دوستی کو بڑی شدت کے ساتھ منع فرمایا ہے:

''یہ صحیح نہیں ہے کہ مسلمان افراد بے بند و بار اور اوباش لوگوں کے ساتھ دوستی رکھیں کیونکہ وہ اپنے برے کاموں کو اچھا بنا کر پیش کرتا ہے اور پسند کرتا ہے کہ اس کا دوست بھی اس جیسا اور اسکا ہمرنگ ہو۔'' (۲)

پس جب بھی آپ دیکھیں کہ آپ کا دوست بڑی آسانی کیساتھ اپنے گناہوں کی تعریف کر رہا ہے اور آپ کو بھی اس کو انجام دینے اور ساتھ ملانے کی دعوت دے رہا ہے اور یا آپ نے دیکھا کہ جب آپ نے کوئی گناہ کیا اور آپ کے دوست نے آپ کو مسکرا کر دیکھا اور اس کام کو انجام دینے کی ترغیب دلائی، تو جان لیں کہ وہ اچھا اور مناسب دوست نہیں ہے۔ یہ دوست زہر آلود تلوار کی مانند ہیں کہ اگر چہ ان کا ظاہر بڑا چمکدار اور خوبصورت ہے لیکن ان کا اثر بہت خطرناک ہے۔

چون بسی ابلیس آدم روی ہست		پس بہ ہر دستی نشاید داد دست (۳)

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز		دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

3۔ دوستوں کا خیر خواہ ہوتا ہے (۴)

سچے دوست ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے جو برائی اور عیب بھی آپ اپنے دوستوں میں دیکھیں، چپکے سے اسکو تذکر دیں اور اپنے دوست کو ان عیوب اور غلطیوں کو ختم کرنے میں ان کی مدد کریں، اگر چہ ممکن ہے اس دوران میں آپ کا دوست اپنی خیر خواہی کی طرف متوجہ نہ ہو اور اس کام سے ناراض ہو۔

---

(۱) امام علی (ع)، میزان الحکمہ، ج2، ص1584　(۲) کافی، ج4، ص454　(۳) بحار الانوار، ج74، ص198

(۴) مولوی، مثنوی معنوی　(۵) امالی صدوق، ص397

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

میرے نزدیک سب سے پسندیدہ ترین دوست وہ ہے کہ جو میرے عیوب اور غلطیوں کو مجھے ہدیہ کرے۔

یہ خصوصیات اچھے دوست کے انتخاب کی رہنمائی کیلئے مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔ وہ لوگ کہ جنہوں نے ان خصوصیات کی طرف توجہ نہیں کی اور مادی اور ظاہری پہلوؤں کو اہمیت دیکر جو شخص بھی ان کے سامنے آیا اس کو دوست بنالیا ان کا اس دنیا میں سرانجام اچھا نہیں ہوا۔ ان لوگوں کو آخرت میں بھی سوائے حسرت اور پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ	اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا
يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا	اور کہے گا کہ کاش میں نے رسول کے ساتھ ہی راستہ اختیار کیا ہوتا
يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا	ہائے افسوس۔ کاش میں نے فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا
لَّقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي	اس نے مجھے یاد خدا سے گمراہ کر دیا اس کے بعد کہ وہ (یاد خدا) مجھ تک پہنچ چکی تھی۔

کلاس سرگرمی

مجتبیٰ ایک نئے محلے میں آنے کے بعد اپنے ہمسائے میں رہنے والے ایک ہم عمر لڑکے کا دوست بن گیا۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس نے کچھ ایسی حرکات اس میں دیکھیں کہ اسے معلوم ہوگیا کہ وہ ایک اچھا دوست نہیں ہے۔ اور اب وہ ایک دوراہے پر کھڑا ہے ایک طرف سے وہ نہیں چاہتا کہ اس کے ساتھ مزید دوستی رکھے اور دوسری جانب سے وہ نہیں جانتا کہ اس غیر مناسب دوستی کو کس طرح سے ختم کرے۔ آپ اسے کیا مشورہ دیں گے؟

مزید جانیے

سراب جیسی دوستی

بعض لوگوں کے پاس دوسرے افراد سے دوستی کیلئے مناسب اور مشخص معیارات نہیں ہوتے اور جب آپ ان سے پوچھیں کہ آپ نے اس شخص سے دوستی کیوں کی ہے؟ تو جواب میں کہتے ہیں: کیونکہ وہ ظاہری طور پر بہت خوبصورت ہے اور میں اس کی باتوں سے بہت متاثر ہوا ہوں اس لئے میں نے اس سے دوستی کی ہے؛ اور بعض لوگ افراد کی مالی حالت کو دوستی کا سبب بتاتے ہیں۔ آپ کے خیال میں ایسی دوستیوں کے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

جب ہم کسی سے دوستی کرتے ہیں تو اس سے محبت ہمیں اجازت نہیں دیتی کہ اس کی غلطیوں اور ضعیف نقاط کو اچھی طرح دیکھ سکیں اور اسی وجہ سے بڑی آسانی سے اس پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے انسان کی حالت کے

بارے میں فرماتے ہیں: کسی سے محبت تمہیں اس چیز کی خامیوں کے بارے میں اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔(۱)
اخبارات اور رسائل کے صفحات ان لوگوں کے حالات سے بھرے پڑے ہیں کہ جو ظاہری معیارات کی بنیاد پر کسی شخص کو پسند کرنے لگے اور پھر ان سے محبت اور اعتماد کی وجہ سے ان کی خواہشات کے مطابق عمل کرتے رہے۔ایسے افراد بڑی آسانی سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ان لوگوں کی باتوں اور ظاہری خوبصورتی سے متاثر ہو کر ان کے ہاتھوں غلط استعمال ہوتے ہیں۔
ایسی دوستیوں کی ایک اور خامی ان دوستیوں کا ناپائیدار ہونا ہے۔آپ کے خیال میں ایسا شخص کہ جو کسی کے صرف ظاہری حلیے اور ڈیل ڈول سے متاثر ہو کر اسے پسند کرتا ہے، کب تک اس شخص سے دوستی رکھے گا؟ جونہی وہ ایک دوسرے خوبصورت ظاہر والے شخص کو دیکھے گا تو اس پہلے والے دوست کو بھول جائے گا۔اور دوسرے شخص کا گرویدہ ہو جائے گا۔اب سوال یہ ہے کہ اس پہلے والی دوستی کا کیا بنے گا اور اس دوستی کے اچانک ٹوٹ جانے کا افراد کے احساسات اور جذبات پر کیا اثر پڑے گا؟ اس اعتماد اور ان دنوں اور گھنٹوں کا جو ضائع ہو گئے کون جواب دے گا؟!

دوستی کی حدود اور ذمہ داریاں

دوستی کی حفاظت، دوست تلاش کرنے اور بنانے سے زیادہ مشکل ہے۔دوستی کے رابطے کا مضبوط ہونا اور ان کے ثمرات اور نتائج تک پہنچنا، ایک دوسرے کی نسبت بعض حدود اور ذمہ داریوں کو انجام دینے سے تعلق رکھتا ہے۔

بعض حدود اور ذمہ داریاں یہ ہیں:

1۔ دوست کا احترام: اگرچہ دوستوں کے درمیان صمیمیت ہونی چاہیئے لیکن ہر حال میں ایک دوسرے کی شخصیت کے احترام کا خیال رکھنا چاہیئے اور اخلاق اور ادب کے دائرے سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:
صمیمی اور دوستانہ رابطہ کی بنیاد پر اپنے بھائی کے حق کو ضائع نہ کرو کیونکہ یہ عمل دوستی کے رابطے کو ختم کر دیتا ہے اور جس کا تم نے حق ضائع کیا ہے، وہ مزید تمہارا دوست نہیں رہے گا۔(۲)
ناپسندیدہ نام رکھنا، مذاق اڑانا، تکلیف دہ مذاق کرنا، بغیر اجازت اور حد سے زیادہ دوستوں کی چیزوں کا استعمال ان چیزوں میں سے ہے کہ جو دوستی کے رابطے کو کمزور کر دیتی ہیں۔
2۔ دوستی میں میانہ روی: مضبوط دوستی کیلئے ضروری ہے کہ میانہ روی اختیار کی جائے۔بعض اوقات ایک دوست سے بے پناہ محبت باعث بنتی ہے کہ دوستی کی بعض حدود کی رعایت نہ کی جائے اور یہی مسئلہ ہمارے لئے مشکلات کو جنم دیتا ہے۔

---

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ، ج4، ص380 (۲) نہج البلاغہ، نامہ 31

دوستی میں میانہ روی کی ان چند امور میں بہت زیادہ رعایت کرنی چاہیئے:

الف) دوست کو اپنے تمام راز بتانے سے پرہیز کرنا: باوجود اس کے کہ ہم اپنے دوست پر اعتماد کرتے ہیں لیکن ہمیں اپنی زندگی کے تمام رازوں کو اسے نہیں بتانا چاہیئے؛ کیونکہ کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ دوستی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ افراد ہمارے رازوں کو فاش کر دیتے ہیں۔ اسی لئے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اپنی محبت کو دوست پر نچھاور کرو، اور اسی حالت میں مکمل طور پر اس پر اعتماد نہ کرو۔ جیسا تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ سلوک کیا جائے اس کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کرو، لیکن تمام رازوں کو اسے مت بتاؤ۔(۱)

ب) دوست سے بے جا توقع نہ رکھنا: ہمیں ہرگز یہ توقع نہیں رکھنی چاہیئے کہ ہمارا دوست ہماری ہر خواہش کو پورا کرے گا یا وہ ہمیشہ ہمارے لئے فداکاری کرے گا اور ہماری خاطر ہر چیز سے گذر جائے گا۔ بعض افراد اپنے دوست سے، یک طرفہ طور پر ایثار اور فداکاری کی توقع رکھتے ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہر باطل اور ناحق کام میں بھی ان کی مدد کرے گا۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے دوست سے سوائے فداکاری کے اور کوئی توقع نہیں رکھتا، وہ ہمیشہ غمگین اور غصے میں رہتا ہے۔(۲)

ج) دوستانہ تعلقات میں زیادہ روی سے پرہیز: ممکن ہے نوجوانی کی دوستی بہت تیزی سے شدید لگاؤ میں تبدیل ہو جائے۔ اس قسم کے افراطی تعلقات پریشانی اور اضطراب کا باعث بنتے ہیں اور انسان کی زندگی کے سکون کو برباد کر دیتے ہیں کیونکہ ایسے افراد ہمیشہ دوست کے چھوٹ جانے یا اس سے دور ہو جانے کے خوف میں مبتلا رہتے ہیں۔

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں کس طرح سے دوستانہ تعلقات میں زیادہ روی اور دل لگی کے پیدا ہونے کو روکا جا سکتا ہے؟ اور اگر کوئی شخص ایسی غلطی کر بیٹھے تو وہ کس طرح سے اس دل لگی سے نجات حاصل کر سکتا ہے؟

---

(۱) میزان الحکمہ، ج2، ص1590 (۲) غرر الحکم و درر الکلم، ج5، ص412

مزید جانیے

آپ کے لئے بھی ضرور کبھی ایسا موقع آیا ہوگا کہ آپ بہت اداس ہوئے ہوں گے اور اس وقت آپ کا دل چاہ رہا ہو کہ کوئی ایسا دوست ہو جو بغیر کسی غرض کے آپ کے دکھ درد کو سنے اور آپ کی حالت کو سمجھ سکے اور آپ اس کو اپنا دردِ دل سنائیں، لیکن اس وقت آپ کو کوئی ایسا دوست نہ ملا ہو اور آپ نے ایک دکھ بھری آہ بھر کے کہا ہو: اوہ میں کتنا اکیلا ہوں!
آپ ایسے لمحات میں کیا کرتے ہیں؟

بعض لوگ ایسی تنہائی کو اپنے لئے جواز سمجھتے ہیں تا کہ ایسی دوستیاں بنائیں کہ جو بتائے ہوئے معیارات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتیں۔

مثلاً بعض نوجوان ایسی جگہ جس کو وہ دوستی کے لئے انتخاب کرتے ہیں سوشل میڈیا ہے۔لیکن کیا اس قسم کی دوستیوں میں سچائی، دوسری جانب کی خیرخواہی یا دیگر معیارات کہ جن پر دوست کے انتخاب میں توجہ کرنی چاہیئے کا لحاظ کیا جاسکتا ہے؟

ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ ہم صرف سرگرمی اور وقت گذارنے کیلئے اس قسم کی دوستیاں کر رہے ہیں، لیکن ہمیں توجہ رکھنی چاہیئے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ تعلقات گہرے ہو چکے ہوں گے اور شاید جذباتی صورت اختیار کر جائیں اور یہ چیز باعث بنے گی کہ دونوں طرف دل لگی پیدا ہو جائے، ایسی دل لگی کہ بہت سی دوستیوں میں جس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

دوسری طرف سے چونکہ یہ تعلقات سوشل میڈیا کی فضا میں بن رہے ہوتے ہیں تو جعلی شخصیت سازی کا امکان ہوتا ہے۔ یعنی ہوسکتا ہے افراد اپنی نقلی پہچان اور شخصیت کو جھوٹے انداز میں متعارف کروائیں اسی لئے سوشل میڈیا میں حقیقی دنیا سے زیادہ غلط مقاصد کیلئے استعمال کرنے کا امکان پایا جاتا ہے۔کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بہت سے جوان لڑکے اور لڑکیاں ایسے افراد کے جال میں پھنس جاتے ہیں کہ جو ان کو غلط مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ، تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ اس قسم کے تعلقات بہت سے مواقع پر جذبات اور احساسات کو ٹھیس پہنچنے، آہستہ آہستہ شرم وحیا میں کمی اور بالآخر افسردگی کا باعث بنتے ہیں، جانتے ہیں کیوں!؟

البتہ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو اداسی اور تنہائی کے ایسے لمحات میں ایسے دوست کی یاد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ جو سب سے زیادہ ان سے نزدیک ہے، ایسا دوست کہ جو ہمیشہ ان کے ساتھ ہے۔ وہ کہ جس کے ساتھ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس طرح سے باتیں کرتے تھے: اے اس کے دوست کہ جس کا کوئی دوست نہیں، اے اس شخص کے حق میں مہربان کہ جس کے ساتھ کوئی مہربانی نہیں کرتا، اے اس کے رفیق کہ جس کا کوئی رفیق نہیں اور اے اس شخص کے مونس اور ہمدم کہ جس کا کوئی ہمدم نہیں۔۔۔(دعائے جوشن کبیر سے اقتباس) اور امام حسین علیہ السلام اس کے ساتھ اس طرح نجوا کرتے تھے: (اے سختیوں میں میری تکیہ گاہ، اے تنہائی میں میرے ساتھی، اے سختیوں میں میری فریاد کو سننے والے۔۔۔(دعائے عرفہ سے اقتباس)

آپ بھی اس دوست کو آزمائیں! اپنی باتوں کو اس کے ساتھ بیان کریں، اس کو اپنا دردِ دل بتائیں، اپنے دکھ، درد اور آرزوؤں کو اس کے سامنے رکھیں اور پھر اپنے دل کی آواز کو سنیں! دیکھیں وہ کس قدر پرسکون ہے، ایسا سکون کہ آج تک کسی کے ساتھ بات کرکے آپ کو ایسا سکون حاصل نہ ہوا ہو۔ یہ آپ کے دردِ دل کا خدا کی طرف سے معمولی سا جواب ہے۔ البتہ وہ آپ کو مزید بھی جواب دیتا ہے!

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔نوجوانی کی عمر میں دوست کا انتخاب کیوں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے؟

2۔روایات میں نادان افراد سے دوری اختیار کرنے کی نصیحت کیوں کی گئی ہے؟

3۔دو ایسے نکات بیان کریں کہ جنہیں ہمیں اپنی دوستیوں میں میانہ روی کیلئے انجام دینا چاہیئے۔

4۔سورہ فرقان کی آیت نمبر 28 اور 29 کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان لوگوں کے حالات کہ جنہوں نے دنیا میں اچھے دوست انتخاب نہیں کئے بیان کریں۔

5۔روایات میں بُرے دوست کو کس چیز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے؟

ہماری رائے

ہماری ضرب الامثال اور اشعار میں دوست کے بارے میں بے شمار مطالب بیان ہوئے ہیں ان میں سے چند مثالوں کو تلاش کیجئے اور کلاس میں پڑھیے۔

الٰہی

اے شوق رکھنے والے دلوں کی آرزو

اور اے دوستوں کی سب سے بڑی خواہش

میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں

اور ان کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں

اور ہر اس عمل کی محبت جو مجھے تیرے نزدیک کر دے۔

خداوندا!

اپنے آپ کو باقی تمام چیزوں سے زیادہ، میرے نزدیک محبوب تر کر دے

اور جو محبت میں تجھ سے کرتا ہوں، اس کو اپنی خوشنودی کا وسیلہ قرار دے

الٰہی

اپنی لطف و محبت کی نگاہ مجھ پر فرما

اور مجھ سے رخ نہ پھیر

اور مجھے اہل سعادت میں سے قرار دے؛ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان

فصلِ ششم

اسلامی معاشرہ

گذشتہ کتاب میں اسلامی معاشرے کے باب میں، ہم نے سبق ''ہم مسلمان''میں جانا کہ مسلمانوں کی ایک دوسرے کی نسبت ذمہ داریاں کیا ہیں۔ اس طرح سے سبق ''حق الناس''میں ہم نے جانا کہ دوسروں کے حقوق کی رعایت کرنا کس حد تک سعادت اور جنت کے حصول میں اثر رکھتا ہے۔ اس کتاب میں ہم اس باب میں ان بحثوں کے بارے میں آشنائی حاصل کریں گے:

گیارہواں: (سب کی ذمہ داری) اس درس میں ہم سیکھیں گے کہ ہم معاشرے میں دوسروں کے کاموں اور اعمال کی نسبت سے مسئول ہیں اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ معاشرے میں برے کام اور گناہ انجام نہ پائیں اور نیک اور اچھے کام رواج پا جائیں۔ اس درس میں ہم دین کے بنیادی احکام میں سے ایک بااہمیت کام یعنی امر بہ معروف اور نہی از منکر سے آشنائی حاصل کریں گے۔

بارہواں درس: (انفاق) معاشرے میں مسلمانوں کی اقتصادی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری انفاق ہے۔ انفاق یا اپنے مال میں سے کچھ حصہ جو راہِ خدا میں زکوٰۃ، خمس، صدقہ اور وقف کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے اس درس میں آشنائی حاصل کریں گے۔

تیرہواں درس: (انقلاب اسلامی ایران) انقلاب اسلامی تمام دنیا کے مسلمانوں میں ملت ایران کی عزت اور سر بلندی کا باعث بنا ہے۔ اس درس میں ہم انقلاب اسلامی کی برکات اور ثمرات سے آشنا ہوں گے اور اسی طرح سے سیکھیں گے کہ انقلابِ اسلامی کے دشمن انقلابِ اسلامی کو منحرف اور نابود کرنے کے لئے کون کونسے خطرناک طریقوں کو استعمال کر رہے ہیں اور کس طرح سے ان طریقوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

عجّلوا بالصّلاة
عجّلوا بالصّلاة
عجّلوا بالصّلاة

گیارھواں درس

سب کی ذمہ داری

تصور کیجئے:

- کوئی شخص ناقص مال کو مناسب اور اچھی چیز کے عنوان سے گاہکوں کو بیچتا ہے،
- ایک خاندان جنگل میں آگ جلاتا ہے،
- ہمارے دوستوں میں سے ایک شخص دوسرے لوگوں کے درمیان اپنے موبائل پر کسی سے لڑائی کرتا ہے اور بُرے الفاظ بھی استعمال کرتا ہے،
- ایک سٹوڈنٹ سکول اور کلاس کی چیزوں کو نقصان پہنچاتا ہے،
- ایک گاڑی خرابی کی وجہ سے، حد سے زیادہ دُھواں چھوڑتی ہے اور ہوا کو آلودہ کرتی ہے۔

ممکن ہے کوئی شخص یہ سب کام دیکھنے کے بعد کہے:

- اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟ کیا میں سب لوگوں کے کاموں کا ذمہ دار ہے؟ کیا میں نے لوگوں کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے؟
- میرے کہنے سے کیا فرق پڑے گا؟ اس کو اس کام کی عادت پڑی ہوئی ہے۔
- بالآخر کوئی شخص اس کو تذکر دے دے گا۔
- مجھے شرم آتی ہے کہ کچھ کہوں۔ اگر وہ سب کے سامنے میری بے عزتی کردے، تو؟
- مجھے ڈر لگتا ہے۔ شاید وہ میرے ساتھ لڑ پڑے۔

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں اوپر دیئے گئے دلائل، تذکر نہ دینے کے لئے کس حد تک قابل قبول ہیں؟

امر بالمعروف اور نہی از منکر

پرانے زمانوں میں جب لوگ ہوا سے چلنے والی کشتیوں کے ذریعے سے سفر کرتے تھے تو بعض اوقات دل دہلا دینے والے حالات سے رو برو ہوتے تھے۔ لکڑی کے چند ٹکڑوں پر ایک بہت بڑے سمندر میں سفر کرنا، کشتی کے مسافروں کی تقدیر کو ایک دوسرے کے بہت نزدیک کر دیتا تھا۔ خطرے کے وقت وہ بہت اچھی طرح احساس کرتے تھے کہ ان کی سرنوشت اور زندگی ایک دوسرے سے کتنی جڑی ہوئی ہے! یا وہ اکٹھے نجات پا جائیں گے یا دریا میں غرق ہو جائیں گے!

اچھا! اب اگر ایک کشتی کا مسافر اس دلیل کے ساتھ کہ وہ اپنی جگہ سوراخ کر رہا ہے، کشتی میں سوراخ کرنا شروع کر دے تو کشتی کے باقی مسافر کیا عکس العمل دکھائیں گے؟ کیا کوئی ایسا کہے گا کہ ہر شخص کی اپنی اپنی جگہ ہے اور اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے؟ کیا کوئی شخص اس وجہ سے کہ اسے شرم آتی ہے یا اسے ڈر لگتا ہے اس شخص کو اپنا کام کرنے دے گا؟

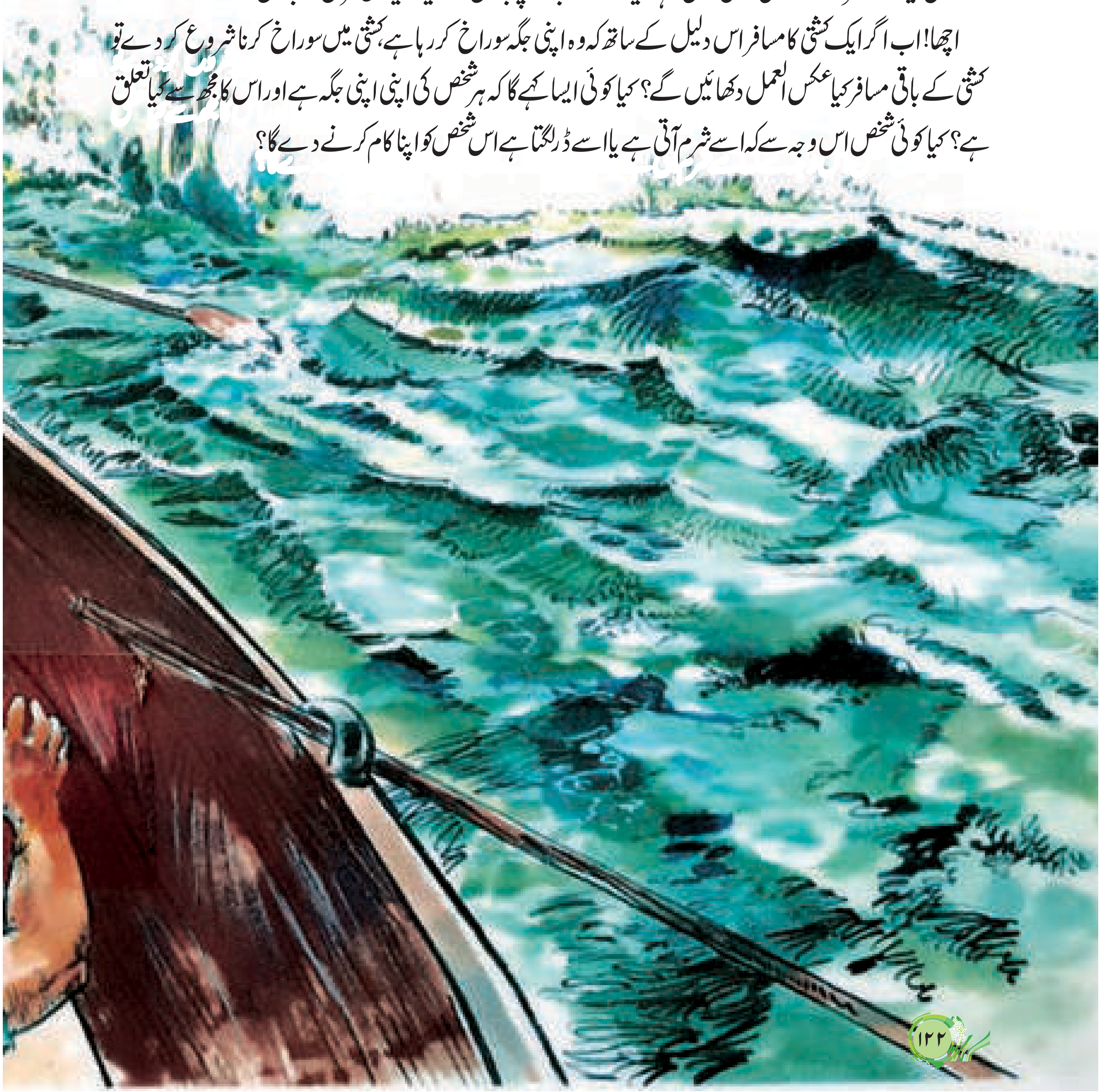

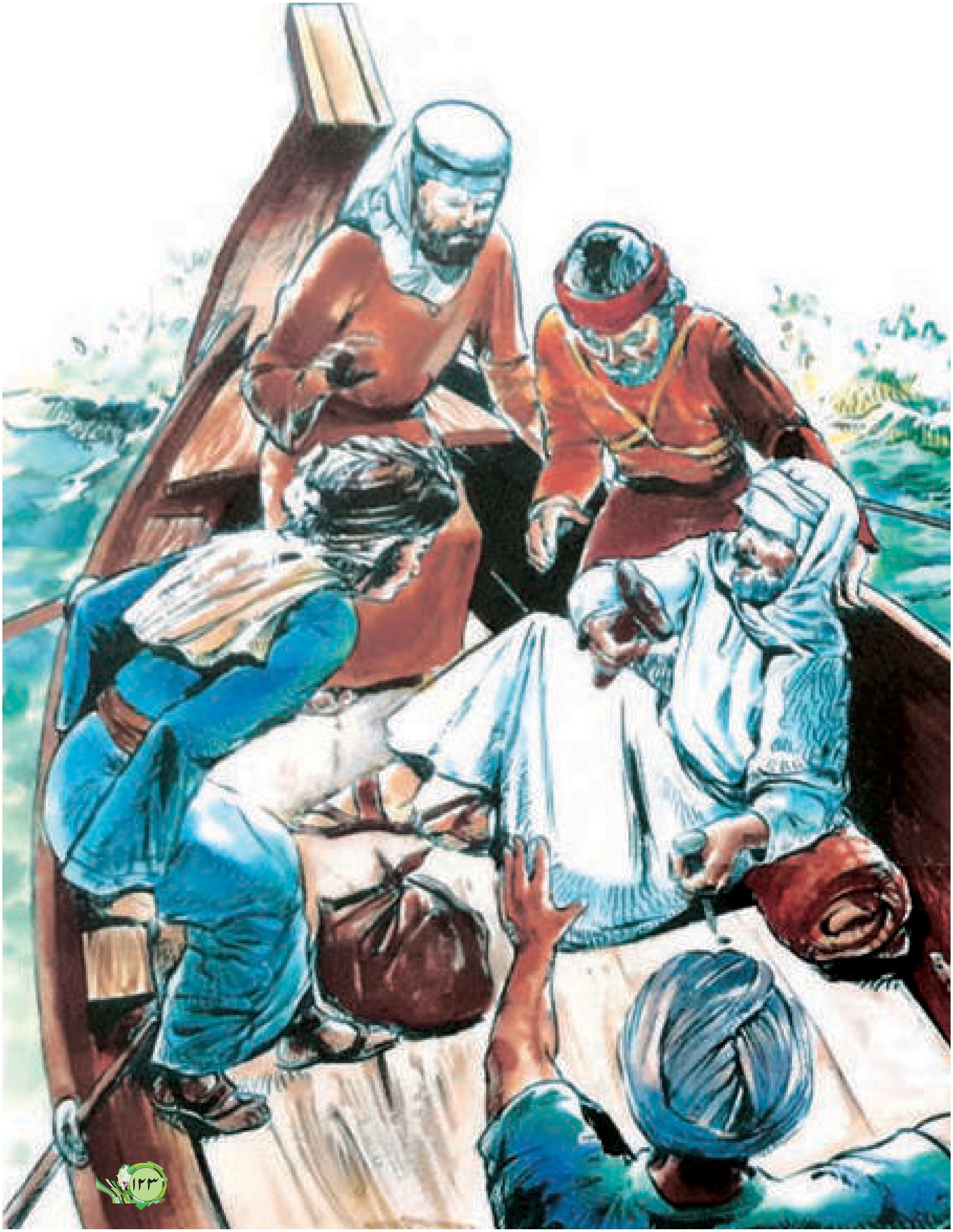

معاشرہ بھی ایک کشتی کی طرح ہے اور معاشرے میں بسنے والے لوگ کشتی میں سوار مسافروں کی طرح ہیں کہ جن کی سرنوشت اور زندگی آپس میں بندھی ہوئی ہے۔ اسی لئے اگر ایک معاشرے میں، کوئی شخص چاہے کہ قوانین الٰہی یا معاشرتی قوانین کا لحاظ نہ کرے، تو آسانی سے اس کی غلطی اور گناہ کو معاف نہیں کیا جاسکتا۔

اسی لئے معاشرے کے افراد کی، معاشرے کی نسبت ذمہ داری، ایک دوسرے کو نیک اور اچھے کام کی نصیحت کرنا اور برے اور ناپسندیدہ کاموں سے روکنا ہے۔ اس کام کو "امر بالمعروف اور نہی از منکر" کہتے ہیں۔

البتہ مومنین کی اس بارے میں ذمہ داری اور مسئولیت زیادہ بنتی ہے، کیونکہ مومنین ایک دوسرے کے ولی ہیں؛ یعنی ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی سرنوشت اور زندگی کے بارے میں ذمہ داری اور مسئولیت کا احساس کرتے ہیں۔ وہ جس طرح سے اپنی سعادت اور خوشبختی سے لذت محسوس کرتے ہیں، دوسرے انسانوں کی خوشبختی اور کامیابی بھی ان کے لئے پسندیدہ اور خوشی کا باعث بنتی ہے۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی سعادت صرف دینی احکام اور دستورات پر عمل یعنی نیک اعمال کو انجام دینے اور گناہوں سے اجتناب کے ذریعے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے خود بھی ان دستورات اور احکام پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اچھے اور صالح اعمال انجام دینے کی وصیت کرتے ہیں اور ان کو واجبات کو ترک کرنے اور محرمات کو انجام دینے سے روکتے ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ	مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ولی ہیں
يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ	نیکی کا حکم دیتے ہیں
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ	اور برائی سے روکتے ہیں

امر بالمعروف اور نہی از منکر کو ترک کرنے کے آثار

اگر کوئی شخص مختلف دلیلوں اور بہانوں سے عمومی ذمہ داری امر بالمعروف اور نہی از منکر کو انجام دینے سے انکار کرے، تو معاشرے میں کیا صورت حال ہوگی؟

لوگ ایک دوسرے کی سرنوشت اور زندگی کے بارے میں بے پرواہی سے کام لیں گے، غلط اور ناپسندیدہ کام معاشرے میں انجام پائیں گے اور ان برے کاموں کی برائی کو برا نہیں سمجھا جائے گا اور حتی بعض برائیوں کو نیک اور اچھا سمجھا جانے لگے گا۔ دینی احکام اور تعلیمات کو بھلا دیا جائے گا اور آہستہ آہستہ معاشرے میں گناہ اور فساد اس قدر بڑھ جائے گا کہ خدا کی معاشرے سے رحمت اور برکت اٹھ جائے گی اور معاشرہ عذاب الٰہی کا مستحق ہوجائے گا۔

امام کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں:

"امر بالمعروف اور نہی از منکر کو ضرور انجام دیں وگرنہ معاشرے کے بدترین لوگ تمہارے اوپر مسلط ہو جائیں گے اور اس صورت میں تمہارے بہترین لوگ اگر دعا کریں گے تو ان کی دعا قبول نہیں ہو گی۔"(۱) ☆

ان مشکلات اور خطرات کی روک تھام کی وجہ سے امر بالمعروف اور نہی از منکر بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمام نیک کام حتی خدا کی راہ میں جہاد بھی، امر بہ معروف اور نہی از منکر کے مقابلے میں ایک بہت بڑے اور گہرے سمندر میں ایک قطرے کی مانند ہے۔ خدائے سبحانہ وتعالیٰ نے آپ سے پہلی قوموں کو عذاب نہیں کیا مگر صرف اس وجہ سے کہ انہوں امر بہ معروف اور نہی از منکر کو ترک کر دیا تھا۔ پس ان کے بے عقلوں کو گناہوں کو انجام دینے کی وجہ سے عذاب کیا اور ان کے عقلمندوں کو برائی سے نہ روکنے کی وجہ سے۔"(۲)

کلاس سرگرمی

ایک ایسے شخص کو تصور کیجئے کہ جو دوسرے لوگوں کے درمیان غیبت کرتا ہے۔ نیچے دیئے گئے ٹیبل میں نہی از منکر کرنے کے نتائج اور اس کو ترک کرنے کے اثرات کو لکھیں۔

اگر نہی از منکر کو انجام دیا جائے	اگر نہی از منکر کو انجام نہ دیا جائے
وہ کم از کم اس محفل میں گناہ انجام نہیں دے گا۔	....
....	جس شخص کی غیبت کی جا رہی ہے اس کی اس محفل کے لوگوں کے درمیان آبرو ریزی ہو جائے گی۔
....	....
....	....

(۱) کافی، ج5، ص56 (۲) نہج البلاغہ، کلمات قصار شمارہ 374

مزید جانیے

اہلِ سَبت (ہفتہ کے دن والے)

بڑے شوق سے مچھلیوں کا شکار کر رہے ہیں کہ جنہیں انہوں نے ہفتے والے دن پھنسایا تھا۔
آج اتوار کا دن ہے۔ وہ مچھلیاں جو ہفتے والے دن بڑے بڑے گڑھوں میں انہوں نے پھنسائی تھیں ان کو پکڑ رہے ہیں اور اب وہ بہت خوش ہیں کہ۔۔۔

قوم یہود کا ایک گروہ سمندر کے کنارے زندگی کرتا تھا۔ وہ لوگ یادِ خدا سے غافل ہو چکے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کے امتحان کے لئے انہیں حکم دیا کہ ہفتے والے دن، کہ جو یہودیوں کی چھٹی کا دن تھا، مچھلیاں نہ پکڑیں۔ اور دوسری طرف سے ہفتے والے دن مچھلیاں زیادہ ہو جاتی تھیں اور یہ امتحان کو اور بھی سخت کر دیتا تھا۔
ان میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو اپنے آپ کو بہت چالاک سمجھتے تھے۔ وہ ان مچھلیوں کو چونکہ ہفتے والے دن مچھلیاں زیادہ ہو جاتی تھیں گڑھوں کی طرف لے آتے اور جب یہ گڑھے مچھلیوں سے بھر جاتے واپسی کا راستہ بند کر دیتے اور اتوار والے دن ان تمام مچھلیوں کو جو ان گڑھوں میں شکار ہو چکی ہوتی تھی پکڑ لیتے تھے۔
ایک گروہ ان لوگوں کو اس کام سے منع کرتا تھا کیونکہ وہ اس کو خدا کی نافرمانی سمجھتا تھا لیکن کچھ لوگ انہیں کہتے تھے کہ تم انہیں منع کیوں کرتے ہو، ان کو منع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور خدا ان پر اپنا عذاب نازل کرے گا؛ مومنین ان کے جواب میں کہتے ہم انہیں اس برے کام سے منع کرتے ہیں تاکہ خدا کے ہاں ہم جوابدہ ہو سکیں اور شاید ہمارے اس کام سے وہ باز آجائیں۔ حتیٰ کہ بالآخر۔۔۔
خدا نے ان پر عذاب نازل کر دیا کہ جس میں وہ لوگ کہ جو مچھلیاں پکڑتے تھے اور وہ لوگ کہ جو انہیں منع نہیں کرتے تھے ایک ساتھ عذاب میں مبتلا ہو گئے اور صرف ان لوگوں کو عذاب سے نجات ملی کہ جو انہیں خداوند تعالیٰ کی نافرمانی سے منع کرتے تھے۔
اس قوم کی داستان قرآن مجید میں آئی ہے:

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ — اس کے بعد جب انہوں نے یاد دہانی (کہ ہفتے والے دن مچھلی نہ پکڑیں) کو فراموش کر دیا

أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ — تو ہم نے برائیوں سے روکنے والوں کو بچا لیا

وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ — اور ظالموں کو ان کے فسق اور بدکرداری کی بنا پر سخت ترین عذاب کی گرفت میں لے لیا (سورہ اعراف، آیت 165)

امر بالمعروف اور نہی از منکر کے طریقے

اگر آپ کے لباس پر تھوڑی سی مٹی لگی ہو تو آپ اسے کیسے صاف کریں گے؟

اچھا اگر آپ کا لباس پین کی سیاہی سے گندا ہوا ہو، تو کیا پھر بھی آپ کپڑوں کو جھاڑ کے صاف کر سکتے ہیں؟

ان دو حالتوں میں آپ کا مقصد اور ہدف، کپڑوں کو صاف کرنا ہے، لیکن اس کا طریقہ کار مختلف ہے!

نہی از منکر سے ہمارا ہدف یہ ہے کہ گناہگار انسان مزید غلطیاں نہ کرے۔ کبھی کبھار ایک گناہ کو دیکھ کر منہ پھیر لینا اور غلطی کرنے والے شخص سے بے اعتنائی برتنا اس کی غلطی کو روکنے کیلئے کافی ہے۔

بعض اوقات غلطی کرنے والا شخص اپنی غلطی کی برائی کی طرف متوجہ نہیں ہے؛ اس صورت میں ہم بڑی مہربانی اور اچھے رویے سے اس کو اسکی غلطی کی طرف توجہ دلا سکتے ہیں اور بڑے احترام کے ساتھ اسے کہیں کہ وہ دوبارہ اس غلطی کو انجام نہ دے۔

بعض اوقات اس غلطی اور گناہ سے اپنی ناراضگی کو ظاہر کرنے کیلئے، ضروری ہے کہ اس جگہ سے چلے جائیں۔

کلاس سرگرمی

کیا ان طریقوں سے ہمیشہ گناہوں کے انجام پانے کو روکا جا سکتا ہے؟ مثال کے طور پر بات چیت کے ذریعے سے اس شخص کو کہ جو منشیات کا کاروبار کرتا ہے اور لوگوں کو نشے کا عادی بنا رہا ہے، گناہ کے تکرار کرنے سے روکا جا سکتا ہے؟

پس ایسے حالات میں ہماری ذمہ داری کیا بنتی ہے اور ہمیں کس طرح سے عمل کرنا چاہیئے؟

چند اہم نکتے

1۔ افراد کی عزت و آبرو کو محفوظ رکھنے کیلئے، ممکنہ حد تک ان کی غلطیوں کو دوسروں کے سامنے بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

2۔ تاکہ امر بالمعروف اور نہی از منکر کا اثر زیادہ ہو بہتر ہے کہ ہم جس چیز کی دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اس پر خود عمل کریں اور جس چیز سے دوسروں کو روکتے ہیں اسے خود انجام نہ دیں۔

3۔ امر بالمعروف اور نہی از منکر، ایک کامیابی ہے؛ کیونکہ اگر یہ نتیجہ بخش ہو تو رضایت الٰہی اور اجر الٰہی تک پہنچنے کے علاوہ ہم نے اپنے ارد گرد کے لوگوں اور معاشرے کی مدد کی ہے اور اگر نتیجہ بخش ثابت نہ ہو تو ہم نے اپنی ذمہ داری کو انجام دیا ہے اور اس کے ذریعے ہمیں اجر و ثواب ملے گا۔

کلاس سرگرمی

انجام پانے والی برائیوں اور ترک شدہ نیکیوں جو سبق کے شروع میں بیان کی گئیں کی طرف ایک مرتبہ دوبارہ توجہ کیجئے۔ آپ کے خیال میں ان موارد میں امر بہ معروف اور نہی از منکر کے طریقے کونسے ہیں؟

1۔ ______________________________

____

2۔ ______________________________

____

3۔ ______________________________

____

4۔ ______________________________

____

5۔ ______________________________

____

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ امر بالمعروف اور نہی از منکر کے منفی آثار کو بیان کیجئے۔ (چار نکات)

2۔ حضرت علی علیہ السلام کے قول کے مطابق امر بالمعروف اور نہی از منکر کا نیک اعمال کے درمیان مقام بیان کیجئے۔

ہماری رائے

امر بالمعروف اور نہی از منکر کرنے والے شہداء کی زندگی کے بارے میں تحقیق کیجیئے اور کلاس میں اپنے دوستوں کے سامنے پڑھیے۔

الٰہی

اے نیک اور اچھے لوگوں کو پسند کرنے والے

میری مدد فرما تا کہ میں نیک لوگوں میں سے بن جاؤں اور دوسروں کو نیکی کی نصیحت کروں

خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں تمام برائیوں سے اور پلیدیوں سے

اور تجھ سے چاہتا ہوں کہ مجھے توفیق دے

تا کہ برائی نہ کروں اور دوسروں کو بھی برائی کرنے سے روکوں

اے وہ کہ جو نیکی کی دعوت دینے والوں اور برائی سے روکنے والوں کو پسند کرتا ہے

میری مدد فرما تا کہ میں بھی پسند کروں اس شخص کو جو مجھے نیکی کی دعوت دیتا ہے

اور محبت کروں اس شخص سے کہ جو مجھے بُرے کاموں سے روکتا ہے

اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان!

بارھواں درس

انفاق

ان اعداد و ارقام (ا) کی طرف توجہ کیجئے:

- بھوک، دنیا میں مرنے کے اسباب سے میں ایک اہم سبب ہے اس طرح سے کہ ہر منٹ میں 30 افراد بھوک کی وجہ سے موت کا شکار ہوتے ہیں۔
- چھ کروڑ ساٹھ لاکھ پرائمری سطح کے بچے پوری دنیا میں بھوکے سکول جاتے ہیں۔
- بھوک کی وجہ سے ہر سال چھبیس لاکھ بچے، پانچ سال کی عمر سے پہلے فوت ہو جاتے ہیں۔
- دنیا میں آٹھ کروڑ ستر لاکھ افراد غذا کی کمی کا شکار ہیں۔
- روئے زمین پر رہنے والے ایک ارب افراد کی روزانہ آمدنی ایک ڈالر سے کم ہے۔

دوسری جانب

- دنیا کے مال دار ترین 85 افراد کی دولت ساڑھے تین ارب افراد کی آبادی کی دولت کے برابر ہے۔
- یورپ اور شمالی امریکہ میں پھینک دی جانے والی غذا کے ذریعے سے تین برابر موجودہ دنیا کے بھوکے افراد کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جا سکتا ہے۔
- دنیا میں پیدا ہونے والے غذائی مواد کا تیسرا حصہ (تقریباً 3/1 بلین ٹن) کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے اور ضائع ہو جاتا ہے۔
- سالانہ 4/2 بلین افراد پوری دنیا میں زیادہ کھانے کی بیماریوں کی وجہ سے موت کا شکار ہوتے ہیں۔

کلاس سرگرمی

آپ کے خیال میں اس فرق کی وجہ کیا ہے؟ کیوں دنیا میں یہ حالات پیدا ہوئے ہیں؟

(ا) http://wfp.org اقوام متحدہ کی "دنیا کا غذائی پروگرام" کی سائیٹ سے ماخوذ

ہم جان چکے ہیں کہ اسلام آخری اور کامل ترین دین ہے کہ خدا نے جس کو تمام انسانوں کی مشکلات اور مسائل کے حل کے لئے بھیجا تا کہ وہ دنیا و آخرت کی سعادت اور کامیابی کو حاصل کر سکیں؛ اسی لئے اس دین کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو غربت سے نکالنے کی راہ کو بیان کرے۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے اسلام کا ایک طریقہ اور راہ حل انفاق ہے۔ دین اسلام میں لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے مال کا کچھ حصہ راہ خدا میں انفاق کریں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"خدا نے غریبوں اور فقیروں کی ضرورت کے مطابق مال دار لوگوں کی دولت میں حق قرار دیا ہے، اگر وہ اس کو ادا کریں تو عام لوگوں کی ضروریات پوری ہو جائیں۔ اگر کوئی شخص بھوکا یا پیاسا لوگوں میں پایا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ثروتمندوں نے اپنے اموال کے "واجب حقوق" کو ادا نہیں کیا۔"(۱)

انفاق

گذشتہ کتاب میں ہم نے سیکھا کہ مسلمانوں کے درمیان اللہ بھائی چارے کا رشتہ ہے۔ اور جس طرح سے ہر بھائی خاندان خاندان میں اپنے بھائی اور بہنوں کی نسبت ذمہ داری رکھتا ہے، دینی بھائی بھی ایک دوسرے کی نسبت ذمہ داری رکھتے ہیں۔ ان ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری ضرورتمندوں کی مالی مدد ہے۔

خدا نے قرآن کریم میں ہمیشہ انسانوں کو اپنے اموال کے کچھ حصے کو ضرورتمندوں کو بخشنے کی ترغیب دلائی ہے اور اس مال کو عطا کرنے کو انفاق کا نام دیا ہے:

اَلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم	جو لوگ اپنے اموال کو راہِ خدا میں انفاق [خرچ] کرتے ہیں
بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ	رات اور دن میں
سِرًّا وَعَلَانِيَةً	چھپا کر اور دِکھا کر
فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ	ان کے لئے پروردگار کے ہاں اجر بھی ہے
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ	اور انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ حزن (۲)☆

مال کو انفاق کرنا خدا کے نزدیک اس قدر ارزشمند ہے کہ اس کو مومن کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے۔(۳)

(۱) مستدرک الوسائل، ج7، ص24 (۲) سورہ بقرہ، آیت 274 (۳) سورہ بقرہ، آیت 3

خدا، انفاق کی حکمت کو ”فقراء کے درمیان دولت کو تقسیم اور دولتمندوں کے ہاتھوں میں منحصر ہونے سے روکنا“ بیان کرتا ہے۔(۱)

اس صورت میں کہ مال کا انفاق اگر معاشرے میں رواج پا جائے تو دولت ضرور تمندوں تک بھی پہنچ جاتی ہے اور دولتمندوں اور فقروں کے درمیان طبقاتی فاصلہ بھی کم ہو جاتا ہے،.بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ جو غربت کی وجہ سے معاشرے میں پھیلتے ہیں ان کی روک تھام ہوتی ہے،لوگ ایک دوسرے کی نسبت مہربان تر ہو جاتے ہیں اور زیادہ احساس ذمہ داری کرتے ہیں اور بالآخر معاشرے میں امن وسکون حاکم ہو جاتا ہے۔

کلاس سرگرمی

ان روایات کہ جن میں امام زمانہ علیہ السلام کے زمانے کو بیان کیا گیا ہے، بیان ہوا ہے کہ: اس زمانے میں انسانی عقل اپنے رشد اور کمال کے عروج تک پہنچ جائے گی اور دوسری جانب معاشرے میں غربت پیدا نہیں ہوگی۔

آپ کے خیال میں ان دو (معاشرے میں غربت کے پیدا نہ ہونے اور عقل کے کامل ہونے) میں کیا تعلق پایا جاتا ہے؟

مزید جانیے

تیسری بار تھی کہ اپنے تمام مال کا تیسرا حصہ راہ خدا میں انفاق کر دیا تھا۔کوئی چیز آنکھوں سے اوجھل نہ رہی تھی۔جو کچھ تھا سب کچھ غریبوں کے درمیان تقسیم ہو گیا۔تمام فقیروں کی نظر اس گھر پر تھی۔وہ سب اکٹھے ہوتے تھے تا کہ ان کی مدد سے اپنی زندگی کو بہتر بنا سکیں۔

وہ مدینہ کے کریم ترین انسان کے نام سے مشہور تھے۔ان کی شہرت ہر جگہ پہنچ چکی تھی۔جو بھی مدینے میں داخل ہوتا تا تو امام حسن بن علی علیہ السلام کے گھر کا پتہ لیتا، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صرف وہی ہیں کہ جن کے گھر کا دروازہ ہمیشہ غریبوں کیلئے کھلا رہتا ہے اور ان کا دسترخوان ہمیشہ مہمانوں کیلئے بچھا رہتا ہے۔وہ گھر میں موجود بہترین غذاؤں سے ان سب کی پذیرائی کرتے تھے۔

(۱) سورہ حشر، آیت 7

انفاق کی قسمیں:

انفاق کی دو قسمیں ہیں: واجب اور مستحب

واجب انفاق زکات اور خمس پر مشتمل ہے اور مستحب انفاق قرض الحسنہ، وقف وغیرہ ہیں۔ اس سبق میں ہم انفاق کی دو قسموں کے بعض نمونوں سے آشنائی حاصل کریں گے۔

واجب انفاق:

1۔ زکات: زکات اصل میں دلبستگیوں اور آلودگیوں سے پاک ہونے کے معنی میں ہے اور انفاق کی ایک قسم ہے کہ جو انسان کی بعض اشیاء سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ اشیاء تین قسم کی ہیں:

غلات: گندم، جو، کھجور اور کشمش **جانور:** اونٹ، گائے اور بھیڑ **سکے:** سونا و چاندی

اگر کسی شخص کے پاس یہ اشیاء ایک خاص مقدار جس کو دین نے معین کیا ہے رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے اس میں سے ایک خاص مقدار کو خدا کی راہ میں انفاق کرے۔ (۱)

زکات کی ادائیگی مال کے نابود ہونے سے بچاؤ اور پُر برکت ہونے کا باعث بنتی ہے۔ اگر اموال کی زکات ادا نہ کی جائے، خدا اپنی نعمتوں (بارش، زمین کی زرخیزی، فصل میں اضافہ وغیرہ) کو ان کے مالکوں سے روک دیتا ہے۔

زکاتِ فطرہ: زکات فِطرہ، زکات کی ایک قسم ہے۔ ہر وہ شخص جو عید فطر کی رات (چاندرات) کو بالغ، عاقل، باہوش ہو اور فقیر بھی نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنا اور ان لوگوں کا جن کا وہ خرچ برداشت کرتا ہے، ہر فرد کے حساب سے تین کلو گرام گندم یا جو یا چاول یا ہر وہ غذا کہ جس کو اس نے ماہ رمضان میں زیادہ استعمال کیا ہے کو مستحق افراد کو دے۔ البتہ ان کے بدلے میں اگر ان کی قیمت کے پیسے بھی ادا کر دے تو کافی ہے۔

کلاس سرگرمی

پاکستان میں پیدا ہونے والی اجناس کے اعداد و ارقام پر توجہ کیجئے:

1۔ گندم، پچاس لاکھ ٹن

2۔ کھجور، چھ لاکھ ٹن

آپ کے خیال میں اگر صرف ان اجناس کی زکات (کہ جس کی قیمت تقریباً چار ارب روپے بنتی ہے) ادا کی جائے تو معاشرے میں کیا مثبت اثرات اور تبدیلیاں رونما ہوں گی؟

---

(۱) ان اشیاء کی مقدار اور اس میں سے زکات کا نصاب؛ دونوں کو توضیح المسائل میں مشخص کیا گیا ہے (اساتید محترم ان تکمیلی توضیحات کو مطالعہ فرما کر بیان کریں)

2۔خمس: ہر مسلمان کہ جو کام کاج کے ذریعے روزی کماتا ہے اپنے اور اپنے خاندان کے تمام سالانہ اخراجات کے بعد، باقی ماندہ مال میں سے پانچواں حصہ خمس کے عنوان سے ادا کرے۔

خمس معاشرے کی ضروریات کو پورا کرنے کی راہوں میں سے ایک راہ ہے کہ جسے اسلامی حکمران یا مرجع تقلید کو ادا کیا جاتا ہے تاکہ اس کو ان راہوں پر خرچ کیا جائے جسے قرآن کریم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اطہار علیہم السلام نے بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر لوگوں کو دینی معارف سے آشنا کرنے، اسلامی ممالک کے دفاع، دینی علوم کے علماء اور دانشوروں کی تربیت، دینی کتابوں کی تالیف اور نشر و اشاعت و۔۔۔

خمس میں قابل توجہ نکات

- ہر شخص کہ جو تجارت، صنعت، کھیتی باڑی یا دیگر طریقوں سے مال و دولت حاصل کرے اسے اپنے لئے ایک ''مالی سال'' قرار دینا ہوگا اور اس ''مالی سال'' کے اختتام پر اگر اس کے مال پر خمس بنتا ہو تو اسے اپنے اموال کا خمس ادا کرنا ہوگا۔
- جس مال کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو، اس سے کوئی چیز نہیں خریدی جا سکتی؛ مثال کے طور پر اگر اس مال سے گھر خریدا جائے، تو اس گھر میں نماز پڑھنا باطل ہے۔
- کھانے پینے کی اشیاء جیسے چاول، گھی اور ہر دیگر چیز کہ جو اس سال کی درآمد سے گھر میں استعمال کیلئے خریدی گئی ہو اور سال کے اختتام پر باقی بچ گئی ہو، اس کا خمس ادا کرنا ہوگا۔
- خواتین کے زیورات، اگر رائج اور متعارف ضرورت سے زیادہ ہوں اور بچت کے طور پر رکھے گئے ہوں، تو اس زیادہ مقدار کا خمس ادا کرنا ہوگا۔

مزید جانیے

شہید مہدی باکری دفاع انقلابِ اسلامی کے شہدا میں سے تھے۔ ان کی خصوصیات میں ایک، احکامِ دین پر دِقت کے ساتھ عمل کرنا تھا۔ وہ ہمیشہ کوشش کرتے کہ اپنی نماز کو اولِ وقت میں جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ وہ خمس کی ادائیگی میں بھی بہت حساس اور دقیق تھے۔ ان کے دوستوں میں ایک دوست نے بیان کیا ہے کہ جنگ کے سالوں میں ایک مہینے کے اختتام پر آقا مہدی اپنے مورچے میں پیسے گننے میں مشغول ہیں۔ اور پھر اس کے بعد انہوں نے اپنے گھر فون کیا اور ان سے پوچھنے لگے کہ گھر میں کون کونسی چیزیں باقی موجود ہیں تاکہ ان کا خمس نکالا جا سکے اور پھر فوراً حساب وکتاب کے بعد ایک مقدار پیسوں کی اپنے مال سے جدا کی اور اسے امام خمینی رحمہ اللہ علیہ کے وکیل کو ادا کیا۔ اور پھر بڑے اطمینان کے ساتھ ایک سانس لیا اور کہا: آج میرا مالی سال تھا۔ خدا کا شکر ہے اگر اب میں شہید ہو جاؤں تو میرے اوپر کوئی شرعی ادائیگی

ادائیگی نہیں ہے۔(۱)

مستحب انفاق

واجب انفاق کی دو اقسام خمس اور زکات سے آشنائی کے بعد اب ہم مستحب انفاق کی دو قسموں سے آشنا ہوں گے:

1۔قرض: قرض دینا ایک قسم کا مستحب انفاق ہے کہ جس پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ عمل اس حد تک اہمیت کا حامل ہے کہ دین اسلام میں صدقہ دینے کیلئے دس نیکیاں اور قرض دینے کیلئے اٹھارہ نیکیاں قرار دی گئی ہیں۔ البتہ ہر دو عمل نیک اور قابل تحسین کاموں میں سے ہیں؛ لیکن توجہ رکھنی چاہیئے کہ اسلامی معاشرے میں، باعزت افراد موجود ہیں کہ جو نہیں چاہتے کہ کسی سے صدقہ لیں اور قرضہ دینا ان کی عزت و آبرو کو محفوظ رکھنے کا باعث بنتا ہے، دوسرے پہلو سے قرض کی صورت میں مال کو انفاق کرنا، کام کاج اور اقتصادی سرگرمیوں کا باعث بنتا ہے؛ کیونکہ جو شخص صدقہ لیتا ہے وہ اس کو واپس کرنے کی فکر نہیں رکھتا لیکن وہ شخص جو قرض لیتا ہے وہ سوچتا ہے کہ اسے قرض واپس کرنا ہے اور اس کیلئے وہ کام کرتا ہے۔

---

(۱) مہدی باکری در اندیشہ و عمل، حسین علایی، چاپ اول، ص 107

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرض دینے کی اہمیت کے بارے میں فرمایا:

''وہ مسلمان کہ جو اپنے بھائی کو قرض دیتا ہے، ہر درہم کے بدلے میں جو اس نے قرض دیا ہے، کوہ اِحد کے وزن کے برابر، نیکیاں حاصل کرے گا اور اگر اسے واپس لینے کیلئے نرمی سے کام لے، تو پل صراط سے بجلی کے چمکنے کی طرح بے حساب وعذاب گذر جائے گا اور کسی کے پاس اس کا مسلمان بھائی اپنے مشکل حالات کی شکایت کرے اور اس سے قرض طلب کرے اور وہ شخص اسے قرض نہ دے، تو خدا اس دن جب نیک لوگوں کو اجر و پاداش دے گا، اسے جنت سے محروم کر دے گا۔''(۱)

البتہ معصومین علیہم السلام کی تعلیمات میں بے نیازی کی حالت میں یا غیر ضروری موارد میں قرض لینے کی ممانعت کی گئی ہے؛ کیونکہ دوسروں سے مانگنا انسان کی عزت و آبرو کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔

2۔وقف: وقف کا معنی یہ ہے کہ انسان خدا کی رضایت کو حاصل کرنے کیلئے اپنے اموال یا ذاتی ملکیت کی اشیاء میں سے کچھ حصے کے استعمال یا اس سے حاصل ہونے والی آمدن کو دوسروں (عام لوگ، فقرا، یتیم، وغیرہ) کے اختیار میں قرار دے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''جب ایک مومن انسان اس دنیا سے جاتا ہے، اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے: صدقہ جاریہ(۲)، وہ علم کہ جو اس نے باقی چھوڑا ہے اور نیک اولاد کہ جو اس کیلئے دعا کرتی ہے۔''(۳)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار اپنے اموال کو مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے بھی بے شمار نخلستانوں اور باغوں کو بنایا اور بہت زیادہ کنویں کھودے اور فوراً اس کو لوگوں یا ان میں سے کسی گروہ مثلاً یتیموں یا مسافروں کیلئے وقف کر دیا۔

---

(۱) ثواب الاعمال، ص414

(۳) اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جو چیز وقف کی گئی ہے لوگ ہمیشہ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور اس کی برکات جاری ہیں اس لئے اس کو صدقہ جاریہ کہا جاتا ہے۔

(۲) بحار الانوار، ج2، ص22

حضرت علی علیہ السلام کے وقف ناموں میں سے ایک میں آیا ہے:

”علی، بندہ خدا اور امیر المومنین نے دو کھیتوں کو مدینے کے فقیروں اور مسافروں کیلئے قرار دیا، تا کہ خدا روز قیامت اس کے چہرے کو آگ کی حرارت سے محفوظ رکھے۔ یہ اموال فروخت نہیں ہوں گے، کسی کو بخشے نہیں جائیں گے، جب تک یہ وارث ہستی (خدا) کے ہاتھوں تک نہ پہنچ جائیں۔“(ا)

(ا) معجم البلدان، حموی، ج4، ص176

تاریخِ اسلامی میں، مسلمانوں کے درمیان وقف ایک اہم مقام کا حامل رہا ہے؛ اس طرح سے کہ بہت سے مسلمان کوشش کرتے تھے کہ اپنی طاقت کے مطابق، اپنے اموال میں سے ایک حصے کو نیک کاموں کیلئے وقف کر دیتے تھے۔

وقف عموماً اس طرح سے انجام پاتا ہے:

مسجد بنانا، عوامی لائبریری، مدارس، سکول اور یونیورسٹی، عوام کیلئے ہسپتال (کہ جس میں لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا)، یتیموں، بے آسرا لوگوں اور فقیروں کیلئے گھر، فقراء کے کفن و دفن کیلئے اموال، پینے کے لئے صاف پانی یا کھیتی باڑی کیلئے پانی، تجارتی یا زیارت کے راستوں میں کاروانسراء بنانا، کفار کے ساتھ جنگ کیلئے لوازمات کا خریدنا، فوج کیلئے قلعے اور بیرکیں بنانا وغیرہ وغیرہ

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ وقف کے نتائج، تمام لوگوں یا مستحق لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے؛ لہذا اگر اسلامی معاشرے میں وقف رواج پا جائے تو بہت سے ایسے کام کہ جس کا فائدہ عوام کو پہنچتا ہے وہ خود عوام کے ذریعے سے ہی انجام پا جائیں گا اور سارے کام حکومت کے ذمہ نہیں رہیں گے۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔ انفاق کی تعریف کیجئے اور اس کے فوائد میں تین فائدوں کے نام بتائیے۔

2۔ واجب انفاق اور مستحب انفاق میں سے ایک ایک کا نام بتائیے اور ہر ایک کو مختصر انداز میں بیان کیجئے۔

3۔ زکات کن چیزوں پر لاگو ہوتی ہے؟ نام لیجئے۔

4۔ خمس کسے ادا کیا جاتا ہے اور کن راہوں میں صرف اور استعمال ہوتا ہے؟

ہماری رائے

اپنے والدین کے مشورہ سے اپنے شہر میں موجود چند موقوفات کو ڈھونڈیئے اور اپنی کلاس میں اپنے دوستوں کے سامنے بیان کیجئے۔

الٰہی

اے کریم اللہ!

تو نے مجھے اس دنیا میں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں

اس قدر زیادہ کہ میں انہیں گننے سے عاجز ہوں

خدایا مجھے ان لوگوں کے پیروکاروں میں سے قرار دے کہ جو اپنے مالِ دنیا سے آسانی سے گذر گئے

اور اسے تیری رضایت کو حاصل کرنے کیلئے خرچ کرتے رہے

خدایا! اگر میرے اموال میں دوسروں کے حقوق میں سے کوئی واجب ہے تو اسے مجھے دکھلا

اور مجھے اس قدر توانا بنا دے کہ میں مادی دنیا سے گزر جاؤں اور اس کو تیری راہ میں انفاق کروں

خدایا! مجھے اپنے بندوں کو خیر پہنچانے کا وسیلہ قرار دے

اس طرح سے کہ اگر کسی کو کوئی ضرورت ہو تو میں اس کی ضرورت کو پورا کروں۔(۱)

---

(۱) صحیفہ سجادیہ سے اقتباس

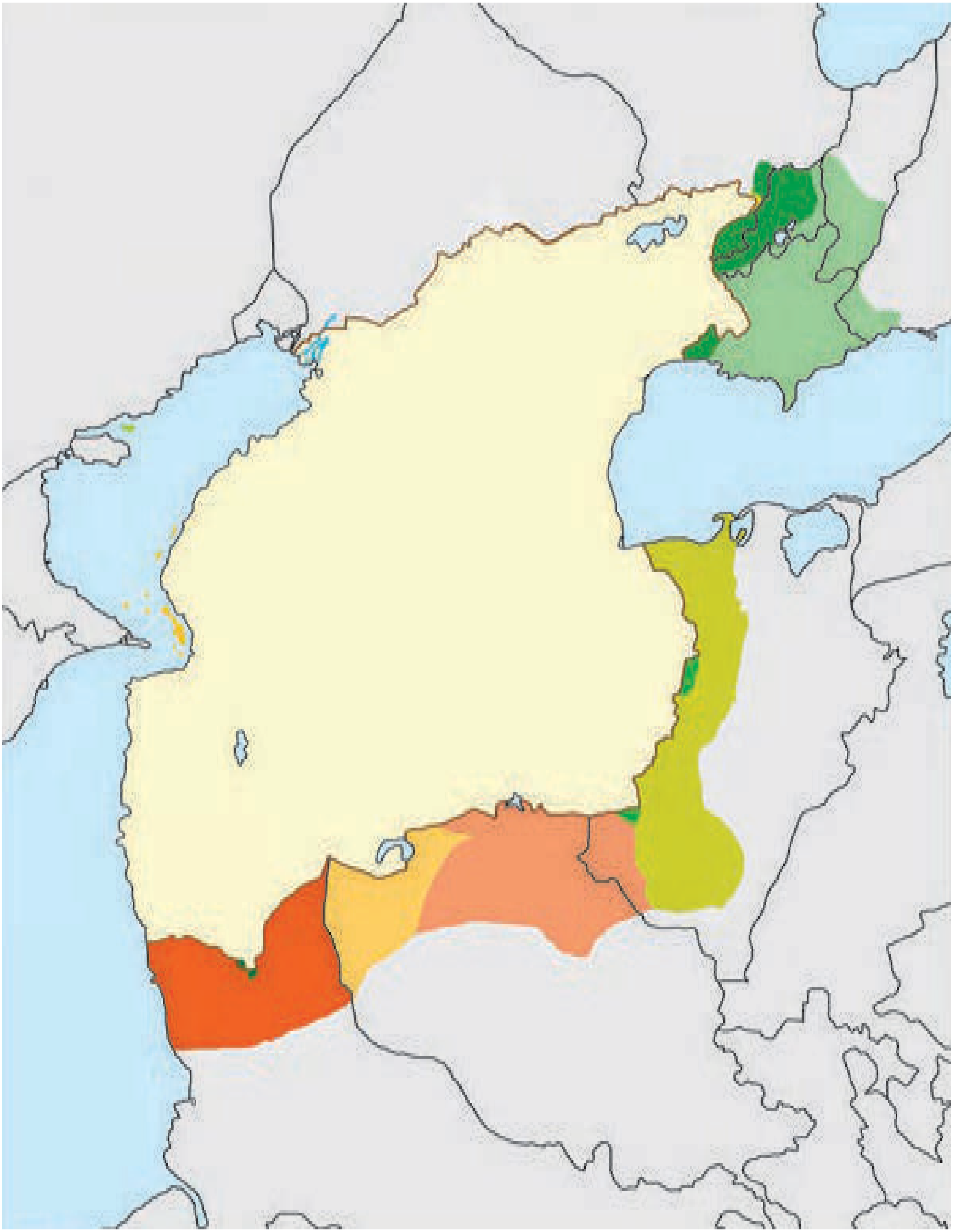

تیرھواں درس

اسلامی انقلاب کی ایک جھلک

پچھلے صفحے پر موجود نقشے کو بغور ملاحظہ کیجئے:

آپ دیکھیں گے کہ گذشتہ دوسو سالوں میں مسلسل ہمسایہ ملک ایران کے کچھ علاقے اس سے جدا ہوئے ہیں۔ یہ علاقے یا نئے ممالک میں تبدیل ہو گئے ہیں یا کسی دوسرے ملک کے ساتھ منسلک ہو گئے ہیں۔ یہ کام استعماری ممالک کے اقدامات کی وجہ سے ہوا ہے۔

اب انقلاب کے بعد اس ملک کی گذشتہ دوسو سالہ حالت کو دفاع مقدس کی آٹھ سالہ جنگ کے ساتھ موازنہ کیجیئے؛ آپ کے خیال میں کیا دشمن اس بار بھی اپنے ہدف تک پہنچ پائے؟ آپ کے خیال میں اس کا سبب کیا ہے؟

گذشتہ اور موجودہ دور کا موازنہ

ہمسایہ ملک کے دو زمانوں کا موازنہ کرتے ہیں:

انقلاب اسلامی کی کامیابی سے پہلے

- ہزاروں کی تعداد میں غیر ملکی افراد (جن میں چالیس ہزار صرف امریکی تھے) ملک کے ٹیکنیکل اور فوجی کاموں کو سنبھالے ہوئے تھے۔
- صنعتی مشینری مہنگے داموں میں بیرون ملک سے خریداری کی جاتی تھی اور اس کی خرابی کی صورت میں اس کے انجینئر اور ماہرین انہی ممالک سے آتے تھے۔
- شہروں اور دیہاتوں میں صفائی کی صورت حال بہت خراب تھی اور ہزاروں ڈاکٹرز پاکستان اور ہندوستان سے اس ہمسایہ ملک میں کام کرتے تھے۔
- آدھا فیصد سے بھی کم لوگ یونیورسٹی جا سکتے تھے!

  54000 ہزار دیہاتوں میں سے صرف 2000 دیہات میں بجلی موجود تھی۔
- معدنیات اور گیس و تیل کے ذخائر کو مغربی ممالک لوٹ کر لے جاتے تھے۔
- شہنشاہی حکومت نہ صرف دینی امور کی طرف توجہ نہیں دیتی تھی بلکہ گناہ کے اڈوں کے ذریعے جوانوں کو دین سے دور کرنے کے اسباب فراہم کرتی تھی۔

ایسی شرائط میں ہمسایہ ملک کے لوگوں نے امام خمینی رحمہ اللہ علیہ (کہ جن کے دادا نے کشمیر سے وہاں ہجرت کی تھی) کی رہبری میں شاہ کی حکومت کے مقابلے میں قیام کیا اور شاہ کی حکومت کا تختہ الٹتے ہی ملک تبدیل ہوگیا۔ اسلامی انقلاب دین اور دینی اقدار کی طرف پلٹنے کا انقلاب تھا اور اسی لئے، ایک سیاسی تحریک سے زیادہ اس کے نتائج برآمد ہوئے؛ ایسے عظیم ثمرات کہ ان کی اہمیت شہنشاہی حکومت کو گرانے سے کم نہیں تھی۔

یہ ثمرات اس حال میں حاصل ہوئے کہ ہمسایہ ملک، آٹھ سال تک استکباری طاقتوں کی جانب سے مسلط کی جانے والی ناجوانمردانہ جنگ میں مشغول رہا اور اس کا اکثر ملکی سرمایہ جنگ پر خرچ ہوا۔

ان ثمرات کے زندگی کے مختلف شعبوں میں رشد اور ترقی کے چند نمونوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

- شرح خواندگی میں 90 فیصد تک اضافہ؛ دس ملین سے زیادہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل افراد اور پانچ ملین افراد مشغول تحصیل
- علاقے میں ایک بہت بڑی طاقت اور علاقے میں اندرونی طور پر ایک پرامن ملک

- جانوروں کی کلوننگ میں دنیا میں چار کامیاب ممالک میں سے ایک ملک
- مغز اور نخاع کی تحقیقات میں دنیا کا دوسرا ملک اور اعضاء بدن کی پیوند کاری میں دنیا کے دس اول ممالک میں سے ایک
- ان آٹھ ممالک میں ایک جن کے پاس مکمل اسپیس سسٹم موجود ہے
- نینوٹیکنالوجی میں دنیا میں پہلے دس ممالک میں سے ایک ملک
- واحد ملک جس نے بغیر کسی پر تکیہ کیے ہوئے اٹامک انرجی حاصل کی۔

یہ حاصل کی جانے والی علم وترقی کا ایک حصہ ہے کہ جو باعث بنا کہ یہ ہمسایہ ملک دوسرے تمام ممالک کی نسبت تولید علم میں (دس برابر) ترقی کر کے علاقے کے ممالک میں سب سے آگے نکل جائے۔ یہ عظیم پیشرفت دیگر محروم اور پسے ہوئے عوام اور ممالک کے لئے نمونہ اور رول ماڈل ہے کہ وہ بھی دوسروں پر انحصار کو ختم کریں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنے استقلال کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ لوگوں کے حقوق کو حاصل کرنے کی یہ تحریک انقلاب اسلامی کی بین الاقوامی استکباری طاقتوں کے مقابلے میں مقاومت کو سرلوحہ اور رول ماڈل بنا کر حاصل کی جاسکتی ہے۔

مندرجہ بالا پیشرفت اس ملت کی عزت اور بزرگی کے احساس کا باعث بنی ہے اور وہ لوگ اس یقین کی منزل پر پہنچ گئے ہیں کہ وہ ہر شعبے میں ترقی اور پیشرفت کر سکتے ہیں۔ یہ یقین وہی وعدہ ہے کہ جو خدا نے لوگوں کے ساتھ کیا ہے اور فرمایا ہے:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا	اور سست نہ ہو جاؤ اور غمگین نہ ہو،
وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ	(کیونکہ) تم برتر ہو اگر مومن بن جاؤ (۱) ☆

یہ ملت دنیا میں باقی تمام محروم ملتوں کی طرح اس یقین پر پہنچ چکے ہیں کہ وہ اکیلے رہ کر کسی مشکل کو حل نہیں کر سکتے۔ انقلاب اسلامی نے اس عظیم خام خیالی کو توڑ دیا ہے اور ہمیں دکھا دیا ہے کہ وہ ملت کہ جو آپس میں متحد ہو اور خدا کیلئے قیام کرے وہ ایک مدبر رہبری کے سایہ میں ہر مشکل کو حل کر سکتی ہے اور خود کو پیشرفت اور عزت کی چوٹی تک پہنچا سکتی ہے۔

---

(۱) سورہ آل عمران، آیت 139 ☆ آیت کو ترجمہ کے ساتھ حفظ کریں۔

مزید جانیے

(باید فکری شود آوردن یا نیاوردن)

"لاکھید U2" ایک جاسوسی طیارہ ہے جو بہت بلند سطح پر پرواز کرتا ہے۔ یہ جہاز جنگ سرد کے زمانے سے کئی بار چین اور روس وغیرہ کی فضائی حدود میں داخل ہوا اور اس کی بلند سطح پر پرواز کی وجہ سے اس کو پہچانا نہ جاسکا۔ البتہ روس کے S200 راکٹ کے ذریعے تباہ ہونے کے بعد امریکہ نے اس میں بہت سے تبدیلیاں کیں۔ اس کی باڈی کے میٹریل، ریڈار سے بچنے، موٹرز کی تبدیلی اور جاسوسی آلات کا اضافہ اور کئی دیگر چیزوں میں کئی بار ترقی دی گئی اور 2012 میں اسے ایکسپائر ہو جانا تھا لیکن اس میں کی جانے والی تبدیلیوں کی وجہ سے ابھی تک وہ آپریشنل ہے۔

U2 نے امریکہ کی تمام جنگوں؛ کوزوو، صربستان، افغانستان، عراق، لیبیا اور۔۔۔ میں ایک موثر اور کامیاب کردار ادا کیا۔ اس جہاز کی پرواز کی سطح (ستر ہزار فیٹ) اس قدر بلند ہے کہ اس کا پائلٹ فضاء میں جانے والے افراد کا لباس استعمال کرتا ہے۔

22 بہمن 91 ھ ش کی ظہر کے نزدیک ایک U2 نامی جہاز پرواز کیلئے آمادہ ہو رہا ہے۔ لیکن اس بار وہ ہمسایہ ملک ایران کی سرزمین پر اڑان بھرنا چاہتا ہے۔ پائلٹ اپنا فضاء میں جانے والا لباس پہنتا ہے اور آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگتا ہے۔ دریائے عمان کی فضائی حدود اور ہمسایہ ملک ایران کے بارڈر کے نزدیک اچانک پائلٹ اپنے ریڈیو بینڈ سے ایک وارننگ سنتا ہے کہ جو ایرانی ریڈارز کی طرف سے موصول ہو رہی تھی کہ آپ ہمارے ملک کی سرحدوں کے نزدیک ہو رہے ہیں! U2 کا پائلٹ کہ جس کو ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ ملک اس کو پہچان لے گا وہ اس پیغام کے جواب میں کہتا ہے کہ آپ میری لوکیشن ارسال کریں۔ اسے اس کی لوکیشن، سپیڈ اور رخ کو ارسال کیا جاتا ہے!

پائلٹ کو پتا چل جاتا ہے کہ اس کو ٹریس کر لیا گیا ہے اور وہ اپنا رخ تبدیل کر لیتا ہے اور وہاں سے دور چلا جاتا ہے۔

یہ واقعہ باعث بنا کہ امریکہ ایران کی ریڈار کی توانائی سے آگاہ ہو جائے؛ ایسی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کہ جو صرف چند ممالک کے پاس ہے۔

شیطانی سازشیں

مشرکین مکہ ظہور اسلام کے ساتھ اپنی حیثیت کو خطرے میں دیکھ رہے تھے۔ ابتداء میں انہوں نے کوشش کی کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لالچ دیکر انہیں اسلام کی دعوت کو آگے بڑھانے سے روک دیا جائے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ وہ رسول خدا کو فریب نہیں دے سکتے، تو انہوں نے مسلمانوں کو شدید محاصرے (شعب ابی طالب) میں قرار دیا تا کہ وہ

اسلام سے پیچھے ہٹ جائیں اور مشرکین کی قدرت کے تابع ہو جائیں۔

مندرجہ بالا واقعہ انقلاب اسلامی کی کامیابی کے اوائل میں انقلاب کیلئے بھی پیش آیا اور امریکہ نے اپنے ہم پیمان ممالک کے ساتھ اقتصادی محاصرہ کرنے کیلئے اقوام متحدہ سے انقلابی عوام کا اقتصادی بائیکاٹ کر دیا اور ان پر پابندیاں لگا دیں، مغربیوں کے اپنے قول کے مطابق پوری تاریخ انسانی میں یہ پابندیاں بے سابقہ ہیں اور ابھی تک اتنی پابندیاں دنیا کے کسی ملک پر بھی نہیں لگائی گئیں۔

غارتگروں کا دوسرا اقدام اس مظلوم ملت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لئے جنگ تھا؛ بالکل اسی طرح سے کہ جس طرح اسلام کے آغاز میں مشرکین نے مسلمانوں کے ساتھ کیا۔صدام کی بعثی حکومت نے امریکہ کے حکم سے 1980ء میں اگست کے مہینے میں ان پر جنگ مسلط کردی کہ جو آٹھ سال تک لگی رہی۔ اگرچہ اس جنگ میں بہت سے ظالم ممالک نے صدام کی حکومت کی حمایت کی لیکن اس مظلوم ملت نے خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اور کسی بھی بیگانہ حکومت پر تکیہ کئے بغیر، اور دو لاکھ شہید دیکر ان متجاوز فوجوں کو اپنے اسلامی ملک سے باہر نکال دیا۔

جنگ اور پابندیوں کے ساتھ ہی استکباری طاقتوں نے منافقین کو خرید کر ملک میں بمب گزاری اور دہشت گردی کی وارداتوں کے ذریعے تقریبا 17 ہزار افراد جو ملکی مسئولین اور عام عوام پر مشتمل تھے کو شہید کر دیا۔

اقتصادی محاصرہ، فوجی حملہ، دہشت گردی اور بمب گزاری، تفرقہ افکنی اور حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش اور داخلی جنگ وغیرہ یہ وہ تمام سازشیں تھیں کہ استعماری طاقتوں نے کئی بار ان کو انقلاب کے بعد استعمال کیا لیکن پھر بھی وہ ان مظلوم مسلمانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہ کر سکے۔ ان تمام مراحل کے بعد وہ سب سے خطرناک ترین اور آخری اسلحہ استعمال کرنے کا سوچنے لگے۔ وہ اسلحہ کہ جو ایٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

آپ بوجھیئے کہ یہ اسلحہ کونسا ہوگا؟

مزید جانیے

عبرت انگیز شکست

مسلمانوں کو اندلس کو فتح کئے ہوئے سو سال کا عرصہ گزر چکا تھا اور یہ ایک خوشحال، ترقی یافتہ ملک، تجارت اور علم وصنعت کیلئے مرکز بن چکا تھا۔ یورپ میں ایک مسلمان اور ترقی یافتہ ملک کا وجود ہمسایہ عیسائی ممالک کے لئے پریشانی کا باعث تھا۔ عیسائی جوان جب مسلمانوں کی ترقی کو دیکھتے تھے، تو رفتہ رفتہ ان کی طرف مائل ہو جاتے تھے اور بالآخر مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس حالت کو برداشت کرنا یورپی رہبروں کیلئے سخت تھا۔ دوسری طرف سے وہ یہ بھی جانتے تھے کہ مسلمانوں

کے ساتھ جنگ کرنا ممکن نہیں، پس اس لئے کچھ سوچنا چاہیئے۔انہوں نے ایک سازش سوچی اور ایک نمائندے کو اندلس کے حاکم کی طرف روانہ کر دیا۔

انہوں نے یہ آفر دی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے لئے مفت سکول اور تفریحی مقامات بنائیں اور آپ سے پیسے لئے بغیر اس کو خود ہی چلائیں۔مسلمان لوگ ان مراکز اور سکولوں سے مفت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے آزادانہ تجارت کی قرارداد لکھی جائے؛یعنی ہمارے اور آپ کے تاجر حضرات آزادانہ خرید و فروش کر سکیں اور دیگر ممالک میں اپنی اشیاء کو فروخت کیلئے لیکر جا سکیں۔

کچھ عرصے کے بعد،مسلمانوں کے بچے ان سکولوں میں (بغیر اس کے کہ متوجہ ہوں) عیسائی تعلیمات حاصل کرنے لگے۔ان تفریحی مراکز کو بھی بے حیا اور غلط عورتوں اور لڑکیوں کہ جو گروہوں کی صورت میں ہمسایہ ممالک سے اندلس میں داخل ہوتی تھیں کے ذریعے چلایا جانے لگا اور ان کا ہدف مسلمان نوجوانوں کو گناہوں سے آلودہ کرنا اور لاابالی بنانا تھا۔ عیسائی تاجر بھی ہر روز بے شمار شراب تفریحی مقامات پر پہنچاتے اور نوجوان (کہ جو اس جال میں جوان کے لئے بچھایا گیا تھا سے بے خبر) ان مراکز میں پھنستے چلے گئے۔عیسائی تاجروں کے ساتھ تجارت اور رابطہ ان پر حد سے زیادہ انحصار کا باعث بنا اور اس کا نتیجہ اسلامی ممالک سے دور ہونے کی صورت میں نکلا۔

چند سالوں کے بعد،اندلس میں نہ بہادر رہبروں کا کوئی سراغ ملتا تھا اور نہ فاتح،غیور اور اپنی جان قربان کرنے والے سپاہیوں کا۔اندلس کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہاں غیروں سے وابستہ حکام، بے فکر معاشرہ، سست ارادے کے مالک اور گناہوں اور خوشگذرانی میں غرق جوانوں کے علاوہ کچھ باقی نہ بچا تھا۔ان میں بہت تھوڑے افراد ایسے بھی بچے تھے کہ جو ابھی تک اس دلدل میں نہیں پھنسے تھے لیکن وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔یہ وہ حقیقت تھی کہ دشمنان اسلام جس کا انتظار سالوں سے کر رہے تھے۔عیسائی سپاہیوں نے پہلے ہی حملے میں اندلس کو فتح کر لیا اور صدیوں بعد دوبارہ وہاں کے لوگوں کو زور شمشیر سے عیسائی بنا دیا اور جو بھی اسلام سے دوری اختیار نہ کرتا اس کو تلوار کے وار سے ختم کر دیتے تھے۔

فرہنگی شب خون

آج استکباری طاقتیں بہت اچھی طرح سے جان چکی ہیں کہ فوجی جنگیں نہ صرف بہت مہنگی ہیں بلکہ ملتوں کے ان سے نفرت کا باعث بھی بنتی ہیں اور یہ مسئلہ دوسرے ممالک میں ان کے استکباری ہتھکنڈوں کے تسلسل میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔

اسی لئے وہ ملتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کے لئے جدید طریقہ کار جس کو جنگ نرم (۱) (سافٹ وار) یا فرہنگی شب خون کہا جاتا استعمال کرتی ہیں۔

---

(۱) جنگ نرم (سافٹ وار) ایسے اقدامات کو کہا جاتا ہے کہ جس کے ذریعے سے ایک ملک کو بغیر فوجی طاقت کے استعمال کے سرنگوں کیا جا سکتا ہے۔

دشمنوں نے وہ تجربات جو انہوں نے اُندلس اور اس جیسے واقعات سے سیکھے ہیں ان کے ذریعے اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ان کو دُہرا کر مسلمان ممالک اور ملتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کریں۔

ابھی تک آپ نے کبھی اس نکتہ پر غور کیا ہے کہ وہ ممالک کہ جو ہمارے بیماروں تک رحم نہیں کرتے اور ہمارے ممالک میں سیاسی، اقتصادی اور علمی پابندیوں کے ساتھ دوائیوں اور طبی اشیاء پر بھی پابندیاں عائد کر دیتے ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ وہ اس حد تک ہماری تفریح اور تندرستی کی فکر کریں اور ہمارے فارغ اوقات کو پُر کرنے کیلئے اربوں ڈالر خرچ کریں اور اردو زبان میں بے شمار ٹی وی چینلز اور ویب سائٹس بنائیں؟ ایسے چینلز اور سائٹیں کہ جن کا نتیجہ سوائے لوگوں کے عقائد اور اخلاق کو تباہ و برباد کرنے کے علاوہ کچھ نہیں اور جو باعث بنتا ہے کہ ہمارے گھر تباہ ہو جائیں اور ہمارے اسلامی عقائد کا جنازہ نکل جائے۔
کیا یہ عجیب نہیں ہے کہ جنہوں نے ہماری سرحدوں پر ہماری پاک فوج کے جوانوں پر حملہ کیا، ہمارے وطن میں داخل ہو کر بغیر اجازت کے ڈرون حملے کئے اور ہمارے افراد کو قتل کیا اور ہمارے ملک میں ناامنی اور دہشت گردی پھیلائی وہ مفت میں ہمارے لئے مختلف قسم کی فلمیں اور ڈرامے بناتے ہیں؟

آپ کے خیال میں کیوں وہ دشمن کہ جو ہمارے اوپر اقتصادی، سیاسی اور علمی پابندیاں تو لگاتا ہے لیکن فلموں، ڈراموں اور دیگر پروگراموں کو مفت میں ہمارے لئے مہیا کرتا ہے؟

پاکستانی کلچر کے خلاف اور اسلامی عقائد اور نظریات کے مخالف فلموں کی نشر و اشاعت، عریاں اور بے حیائی والی تصاویر، مختلف کمپنیوں کی اشیاء کی بیہودہ مشہوریوں کے تکرار، گمراہ کنندہ کمپیوٹر گیمز اور ہمارے نوجوانوں میں نشہ آور اشیاء، بے حجابی اور بے حیائی اور حجاب کو کم اہمیت پیش کرنے کی ہر طرح کی کوشش، نامحرم لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان ناجائز رابطے کو عادی بنا کر پیش کرنا، بے حیائی کی ترویج، نوجوانوں کو گناہوں میں آلودہ کرنا، مسلمانوں کے عقائد کا مذاق اڑانا، مسلمانوں اور پاکستان کی مختلف قوموں کو وحشی بنا کر پیش کرنا، شیعہ اور سنی کے درمیان اختلاف ایجاد کرنا، لوگوں میں ملکی اداروں کے خلاف نفرت ایجاد کرنا، اور ملک کی ترقی کو کم اہمیت بنا کر پیش کرنا، مغربی ممالک کی ترقی کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا وغیرہ وغیرہ ہماری ملت اور فرہنگ کے خلاف جنگ نرم کا ایک حصہ ہے۔

وہ لوگ بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اگر مسلمان نوجوان اسلام کے احکام کے مطابق حجاب اور پاکدامنی پر عمل کریں تو انہیں شکست دینا بہت مشکل ہے ۔لہذا وہ اپنی پوری کوشش کرتے ہیں تا کہ ان کو اسلام کی ان حکیمانہ تعلیمات سے دور رکھا جا سکے ۔

خدا نے اسلام کے دشمنوں کی جانب سے ہمیشہ جو خطرہ مسلمانوں کے لئے پایا جاتا ہے اس کی طرف ہمیں متوجہ اور ہوشیار باش رہنے کا حکم دیا ہے اور خدا فرماتا ہے:

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ — اور وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ لڑیں گے

حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ — حتیٰ کہ تم اپنے دین سے پلٹ جاؤ

إِنِ اسْتَطَاعُوا (۱) — اگر ان کے لئے ممکن ہو

یہ آیت بہت اچھی طرح سے بیان کر رہی ہے کہ دشمن کی فوجی جنگ، دہشت گردی اور فرہنگی شب خون کا اصلی ہدف لوگوں کے دینی عقائد کو تباہ اور ان کو دین اسلام سے دور کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔

اب امیر المومنین کے ان نورانی کلمات کی قیمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

”راہ خدا میں شہید مجاہد کی اجر و پاداش ، ایک عفیف اور پاکدامن انسان کی اجر و پاداش سے زیادہ نہیں کہ جو گناہ کو انجام دینے کی طاقت رکھتا ہے لیکن اپنے آپ کو گناہ میں آلودہ نہیں کرتا؛ ایک پاکدامن انسان نزدیک ہے کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بن جائے ۔“ (۲) ☆

(۱) سورہ بقرہ، آیت 217　　(۲) نہج البلاغہ، حکمت 474　　☆ حدیث کی عبارت کو حفظ کریں۔

کلاس سرگرمی

ایک بار دوبارہ بیگانوں کی انقلاب اسلامی کو شکست دینے کی سازشوں کو دہرائیں اور ان سازشوں کے مقابلے کے طریقہ کار کے بارے میں کلاس میں دوستوں کے ساتھ گفتگو کریں۔

اپنے آپ کو آزمائیے

1۔اسلامی انقلاب کے ثمرات کو خلاصہ کی صورت میں بیان کریں۔
2۔ہمسایہ ملک میں اسلامی انقلاب کو شکست دینے کیلئے سپر پاورز کے اقدامات کے چند نمونے بیان کریں۔
3۔اسلامی انقلاب کے ساتھ جنگ میں دشمن کا خطرناک ترین اسلحہ کیا ہے؟ بیان کیجیئے۔
4۔مختلف اسلامی ممالک میں اپنے سازشوں کو عملی کرنے سے دشمنوں کا اصلی ہدف بیان کیجئے۔

الٰہی

خدایا! وہ اسلام کہ جو ہزاروں مردوں اور عورتوں کی کوششوں اور جانوں کی قربانی سے

ہم تک پہنچا ہے

اسے دشمنوں کی مکاریوں اور سازشوں سے محفوظ فرما

خدایا! وہ شہید کہ جنھوں نے اسلام کے قیام کیلئے اپنی جانوں کو قربان کیا

ان پر اپنی رحمت نازل فرما

اور مجھے ان کے پیروکاروں میں سے قرار دے

میری مدد فرما تاکہ میں بھی اپنے ملک وقوم کی مدد کروں

اور اپنے ملک وملت کا نام روشن کروں

اے مہربان ترین مہربانوں سے زیادہ مہربان